ہمزاد تابع کیجئے
علم رمل
ماہنامہ
طلسماتی دنیا
خاص نمبر
اگست و ستمبر ۱۹۹۶ء
علم الحروف
15/-

ماہنامہ
طلسماتی دنیا
خاص نمبر
اگست و ستمبر ۱۹۹۶ء
ہمزاد تابع کیجیے
علم رمل
ہندوؤں کا کمال علم
جنتروں کی کنجی
شبد
علم الحروف
15/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد نمبر: ۳ ____ شمارہ ۸، ۹
اگست، ستمبر ____ ۱۹۹۶ء
فی شمارہ ____ ۱۵ روپے
سالانہ ____ ایک سو پچاس روپے (سادی ڈاک سے)
دو سو پچاس روپے ____ (رجسٹرڈ ڈاک سے)
پاکستان سے سالانہ ____ پانچ سو روپے
غیر ممالک سے ____ ۲۵ ڈالر (امریکن)
لائف ممبری ____ پانچ ہزار روپے
معاونین سے سالانہ ____ دو ہزار روپے
محسنین سے سالانہ ____ تین ہزار روپے

محسن و ہمدرد
مولانا طاہر الاسلام قاسمی
معاون ایڈیٹر
مریم صدیقی
خصوصی مشیر
نسیم فاطمہ شیخ صدیقی
عمومی مشیران: ____ ابو سفیان عثمانی، سلیم عرشی۔
____ رابعہ بانو شیریں

ایڈیٹر: حسن الہاشمی
سرپرست: حضرت الحاج مولانا سید جلیل حسین میاں صاحب مدظلہ
ہما زینب ناہید عثمانی
نگران: ____ عمر فاروق عاصم عثمانی
سرکولیشن منیجر و ڈیزائنر: ____ دانش عامری
ایڈیٹر کا فون نمبر: ____ ۲۲۶۸۲
ایڈورٹائزمنٹ منیجر: ____ خالد مظہر

انتباہ

"طلسماتی دنیا" سے متعلق متنازعہ امور میں مقدمہ کی سماعت کا حق صرف دیوبند ہی کی عدالت کو حاصل ہوگا۔

(منیجر)

اس ◯ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی مدت خریداری اس پرچے کے ساتھ ختم ہو جائیگی۔ لہٰذا اب آپ فوراً یہ فیصلہ فرمالیں کہ آئندہ آپ "طلسماتی دنیا" کا مطالعہ جاری رکھیں گے یا نہیں ہمیں یقین ہے کہ اس مدت میں آپ نے "طلسماتی دنیا" کو اپنے لئے اپنے گھر والوں اور دوستوں کیلئے بیحد مفید پایا ہوگا۔ لہٰذا سرخ نشان دیکھتے ہی آپ سالانہ زرِ تعاون روانہ کردیں، ورنہ رسالہ بند کرنے کی اطلاع دیں۔ خاموش رہنے کی صورت میں رسالہ وی پی سے نہیں بھیجا جائیگا بلکہ رسالے کی ترسیل روک دی جائے گی (منیجر)

اطلاعِ عام

اس رسالہ میں جو کچھ بھی شائع ہوتا ہے وہ روحانی مرکز کی دریافت ہے اسکے کسی کلّی یا جزوی مضمون کو شائع کرنے سے پہلے "روحانی مرکز" سے اجازت لینا ضروری ہے

(منیجر)

"طلسماتی دنیا" روحانی مرکز کے ذریعہ لاچاروں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔ جو صاحب آخرت کے اجر و ثواب کے لئے کوئی پیشکش کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر سے رابطہ قائم کریں۔ یا "روحانی مرکز" کے نام اپنی رقم بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تعاون علی البر والی رقومات کیلئے پوری پوری وضاحت کردینا ضروری ہے ____ تاکہ رقومات صحیح مصرف میں خرچ کی جاسکیں۔

(منیجر)

روحانی مرکز محلہ ابوالمعالی دیوبند ۲۴۷۵۵۴

ROOHANI MARKAZ
ABULMALI DEOBAND-247554

پرنٹر پبلشر حسن احمد صدیقی نے جے کے آفسیٹ دہلی سے چھپوا کر روحانی مرکز محلہ ابوالمعالی دیوبند سے شائع کیا

کیا اور کہاں

نورِ ھدایت

اور کیا گزرے گی اُس دن ؟

جس دن صور پھونکا جائے گا۔ اور ہول کھائیں گے وہ سب۔ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ اس ہول سے بچائے۔ اور سبھی اپنے کان دبائے اللہ کے حضور حاضر ہوں گے۔ آج تُو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور کھتا ہے کہ جمے ہوئے ہیں۔

مگر اُس وقت!

یہ بادلوں کی طرح اُڑ رہے ہوں گے یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہوگا۔ جس نے ہر چیز کو حکمت کے ساتھ اُستوار کیا۔

وہ خوب جانتا ہے کہ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ جو شخص بھلائی لیکر آئے گا اُسے اس سے زیادہ بہتر صلہ ملے گا۔ اور ایسے لوگ اُس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے۔

اور جو بُرائی کے ساتھ آئے گا۔ ایسے لوگ اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائینگے۔

(القرآن سورۂ نمل سپارہ ۱۹)

درود شریف کی فضیلت

حضرت انس ابن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ مجھ پر ایک مرتبہ خلوص دل اور حسن نیت کے ساتھ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سانسوں سے ایک سفید بادل پیدا کرتا ہے۔ پھر اس بادل کو بحر رحمت خداوندی سے استفادہ کرنے کا حکم ملتا ہے۔ اس کے بعد اسے برسنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کا جو قطرہ زمین پر پڑتا ہے اس سے سونا پیدا ہوتا ہے۔ جو پہاڑوں پر پڑتا ہے اس سے چاندی پیدا ہوتی ہے اور جو قطرہ کسی کافر پر پڑتا ہے تو اسکو اس کی برکت سے ایمان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

رحم وکرم کی فضیلت

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے لوگ نماز روزے کی کثرت سے نہیں بلکہ دل کی سلامتی، سخاوت اور مسلمانوں پر رحم کرنے کی بدولت جنت میں داخل ہوں گے۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رحم کرنیوالوں پر اللہ رحم کرتا ہے۔ اگر تم زمین والوں پر رحم کروگے تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔
- فرمان نبویؐ ہے کہ جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ جو کسی کو نہیں بخشتا اسے نہیں بخشا جاتا۔
- بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو دنیا میں لوگوں کی خطائیں معاف کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بروز محشر اس کی خطائیں معاف کردے گا۔

ماں کا درجہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے آکر جہاد میں شرکت کی تمنا کا اظہار کیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے۔؟ اس نے جواب دیا۔ یارسول اللہؐ جی ہاں میری ماں زندہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو جہاد کا ارادہ ترک کرکے اپنی ماں کی خدمت میں مصروف ہوجا جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

موت کی تیاری

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی انصاری صحابیؓ نے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ باعزت اور عقل مند کون ہے؟ آپؐ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ کہ سب سے باعزت وہ شخص ہے جو ہر وقت اپنی موت کا خیال رکھتا ہے اور سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو موت کا یقین کرتے ہوئے مرنے کے بعد والی زندگی کی زبردست تیاری کرتا ہے۔

ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا۔ کہ جو مومن دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے وہ شہیدوں میں شمار ہوگا۔

ایک بزرگ نے فرمایا تھا کہ مومن کیلئے موت کا انتظار تمام انتظاروں سے بہتر ہے اور موت کیلئے تیاری دنیا کی ہر تیاری سے افضل ہے۔

یادرکھنے والی باتیں

- تعمیری انداز میں سوچیں تعمیری انداز میں عمل کریں۔
- دوسروں کی مدد سے ہاتھ اٹھالینا اپنی مدد سے دست کش ہونے کے برابر ہے۔
- وہی کامیاب ہوتے ہیں جنہیں یقین ہوتا ہے۔
- دوسروں کے نگراں ہونے سے بہتر ہے کہ اپنی نگرانی کی جائے۔
- برائی کا آغاز تب ہی شروع ہوتا ہے جب ہم اپنی طرف سے بے خبر ہوجاتے ہیں۔
- سخت محنت کا مطلب ہے منزل سے نزدیکی۔
- زندگی کیا ہے عمل میں ڈھلی ہوئی سوچ۔
- اتنے نرم نہ ہو کر نچوڑ لئے جاؤ اور اتنے سخت نہ ہو کر ٹوٹ جاؤ۔
- زندگی کے تپتے ہوئے صحرا میں ایسے پھول بکھیرو کر لوگ چننے پھریں۔
- لوگوں کے درد کو اپنا درد سمجھو مقبولیت ملے گی۔

اقوال زریں

- علم دل کو اس طرح زندہ کرتا ہے جیسا کہ بارش خشک زمین کو۔ (حکیم لقمانؒ)
- تجربوں کو یاد رکھنا عقل حاصل کرنے کا دوسرا نام ہے۔ (حضرت علیؓ)
- گناہ ناسور ہے اگر ترک نہ کروگے تو برابر بڑھتا رہے گا۔ (امام جعفرؒ)
- جو لوگ زندگی کو ایک مقدس فریضہ جان کر بسر کرتے رہیں وہ ناکام نہیں ہوتے (حضرت داؤد علیہ السلام)
- تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے۔ اور بری بات کا روح پر۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

کے پھول

گُل چیں
مسز یسو صدیقی

- مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان طاقت ور ہوتا ہے۔ (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

خطرناک غلطیاں

- اس نیت سے عیب کرنا کہ صرف دو چار مرتبہ کرکے چھوڑ دوں گا۔
- اپنا راز کسی کو بتاکر اس سے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا۔
- ہر ایک انسان سے کوئی معاملہ کئے بغیر آخری رائے قائم کرلینا۔
- آمدنی سے زائد خرچ کرکے عافیت کی تلاش کرنا۔
- ماں باپ کی نافرمانی کرکے اپنی اولاد سے اچھی امیدیں رکھنا۔
- خیالی پلاؤ پکاکر خوش ہونا۔
- سب کو اپنا ہم خیال بنانے کی تمنا کرنا۔

بڑے لوگوں نے فرمایا

- میں نے دانائی اندھوں سے سیکھی ہے۔ کیونکہ وہ جب تک ٹٹول نہیں لیتے قدم نہیں اٹھاتے۔
- جو لوگوں سے کنارہ کشی کرتا ہے اس سے مل اور جو لوگوں سے ملتا ہے اس سے کنارہ کشی کر۔
- جب تک انسان اپنے بدخواہوں کا خیرخواہ نہ ہو۔ اس وقت تک اس کی نیکی کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔
- خامیوں کا احساس کامیابی کی کنجی ہے۔
- میں اس دوست سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس کا حسن قول اس کے حسن فعل سے مطابقت نہیں رکھتا۔
- آرام کی تھوڑی آمدنی پریشانی کی زیادہ آمدنی سے بہتر ہے۔
- کوئی ایک بار ہم سے بدسلوکی کرے تو ہم اس سے ہمیشہ کیلئے بغض رکھ لیتے ہیں۔ لیکن دنیا ہمیں مسلسل ایذا دے رہی ہے مگر اس سے ہم پیار کئے جاتے ہیں۔
- کم بولنا محنتی بیل کی عادت اور زیادہ بھونکنا آوارہ کتے کی خصلت۔
- بلاوجہ ہنسنے سے بلاوجہ رونا بہتر ہے۔
- چمگادڑ روشنی کی تاب نہ لاسکے تو اسمیں روشنی کا کیا قصور۔؟
- شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے۔ خواہ اس کی پرورش خرگوشوں میں ہوئی ہو۔
- محبت اور عداوت ظاہر ہوکر رہتی ہے۔

منتخب اشعار

- حالات میرے پاؤں کی زنجیر بن گئے
عہد وفا کسی سے نبھاؤں تو کس طرح
- ہم سمندر کی طرح ظرف بڑا رکھتے ہیں
دل میں طوفان تو چہرے پہ سکوں ہوتا ہے
- کبھی نہ ٹوٹنے والا حصار بن جاؤں
وہ میری ذات میں رہنے کا فیصلہ تو کرے
- آکے پتھر تو مرے صحن میں دو چار گرے
جتنے اس پیڑ کے پھل تھے پس دیوار گرے
- پڑھ لیا ہم نے پیار کا پیغام
اس کا چہرہ کتاب جیسا ہے
- روتے روتے آخر شب ہم کو نیند آ ہی گئی
تری یادوں کے خزانے جانے کس کر لٹ گئے
- خود کو سچا کہتے ہو
تم بھی کتنے جھوٹے ہو
- رہتے تھے پستیوں میں مگر خود پسند تھے
ہم لوگ اس لحاظ سے کتنے بلند تھے
- کہیں رو ندی ہوئی کلیاں کہیں ہونٹ جلے
بہت سی نظم یادیں ہم اپنی یادوں میں لکھتے رہے
- محروموں کے دور میں جان سے عزیز لوگ
ملتے تو ہیں ضرور مگر بے رخی کے ساتھ

چھچھوندر

لیٹے اگر آپ سنگے تخت پر۔
ریڑھ کی ہڈی کو ہوگا فائدہ۔
ایک مدت سے یہی ہے قاعدہ۔
لیکن اس جگ کا طریقہ اور ہے۔
بات زیر غور ہے۔
تخت پر لیٹیں تو آجاتے ہیں دست۔
اسلئے سب لوگ ڈھیلی چارپائی پر ہیں مست
سختیاں برداشت کرپاتے نہیں۔
جی نہیں پاتے ہیں مرپاتے نہیں۔
زندگانی سانپ کے منہ کی چھچھوندر ہوگئی۔

حیرت کی بات

نہیں باتونی قسم کی عورتیں اچھی لگتی ہیں یا دوسری قسم کی۔؟

یہ سنکر محفل میں سے ایک شخص نے حیران ہوکر پوچھا ——— کیا عورتوں میں کوئی دوسری قسم بھی ہے۔؟

بے چارے

کسی نے مرزا غالب سے پوچھا۔ یہ مچھر جاڑوں میں بلوں سے باہر کیوں نہیں نکلتے۔؟

غالب نے جواب دیا ــــ گرمیوں میں بیچاروں کی کونسی عزت ہوتی ہے جو جاڑوں میں باہر نکلیں۔

یک طرفہ فائدہ

دنیا کا وہ کونسا کاروبار ہے جس میں صرف ایک ہی فریق فائدہ اٹھاتا ہے۔؟ شادی۔

سکون کے تین سال

ایک صاحب نے بتایا۔ شادی کے بعد میرے تین سال بڑے سکون سے گزرے۔

کسی نے پوچھا۔ پھر کیا ہوا۔؟

ان صاحب نے کہا۔ کچھ لوگ بیچ میں پڑ گئے اور میری بیوی میرے ہی گھر واپس آگئی۔

مجبوری

ایک اداکارہ نے بتایا۔ ہمارے خاندان میں ہر شخص گویا واقع ہوا ہے ــــ اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ ہمارے باتھ روم میں دروازہ نہیں ہے۔ اور نہاتے ہوئے جھینپ سب کو ہوتی ہے۔

عقل مندی

بیٹا ــــ اباجان مجھے ڈھول لاکر دیجئے۔

باپ ــــ نہیں بیٹا۔ تم ہر وقت کان کھایا کروگے۔

بیٹا ــــ نہیں اباجان۔ جب آپ سوجایا کریں گے جب بجایا کروں گا۔

رائے

عورتوں کے بارے میں عقل مندوں کی رائے کیا ہے۔؟

وہی جو بے وقوفوں کی ہے۔

بارش

بارش کیسے ہوتی ہے۔؟ ــــ جب فرشتے نہاتے ہیں تو پانی نیچے گرتا ہے۔

فکر کیوں؟

میں نے اباکی پتلون دھوئی تھی وہ چھوٹی ہوگئی۔

فکر کی بات نہیں۔ ابا کو بھی دھو دو وہ بھی چھوٹے ہوجائیں گے۔

سوجھ بوجھ

گاڑی ٹکراتی ہے تو نقصان ہمیشہ اگلے ڈبوں کو ہوتا ہے ــــ گاڑی والوں کو چاہئے کہ اگلے ڈبے لگایا ہی نہ کریں۔

زندگی کیا ہے

امام غزالیؒ سے کسی نے پوچھا کہ زندگی کیا ہے؟

امام غزالیؒ نے جواب دیا ــــ سفر۔

سوال کرنے والے نے پوچھا کہ اس سفر کی علامات کیا ہیں۔؟

امام نے جواب دیا۔ مہد اس کا پہلا اسٹیشن ہے۔ اور لحد آخری اسٹیشن ہے۔

اس کی منزلیں سال ہیں اور مہینے اسکے میل ہیں۔ دل سنگِ میل ہے۔ اور اس کی ہر سانس انجن کے چلنے کی آواز ہے۔

جہالت

- مسائل جہالت کے ذریعہ طے نہیں ہوسکتے۔
- جہاں صرف جہالت خوش رکھ سکتی ہے وہاں عقل مندم ہونا بے وقوفی ہے۔
- جاہلوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب ان کی کوئی دلیل مقابل کے آگے نہیں چلتی تو جھگڑا شروع کردیتے ہیں۔

انسان

ایک دفعہ کا ذکر ہے کسی عظیم مصوّر کو فرشتے کی تصویر بنانے کا شوق ہوا۔ اس تصویر کیلئے اس نے ماڈل کی تلاش شروع کردی اور وہ ایک معصوم بچے کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ بچے کے چہرے پر شبنم کی سی پاکیزگی تھی، بھولپن تھا، شگفتہ پھولوں کی سی تری و تازگی، آنکھوں میں ستاروں کی سی چمک اور معصوم چہرے پر معصوم حسن اور وقار تھا۔ مصوّر نے اپنی بہترین صلاحیتوں سے کام لے کر تصویر مکمل کرلی، اور واقعی یہ اسکی شاہکار تصویر تھی۔ جسے عوام میں خوب مقبولیت حاصل ہوئی اور عرصہ دراز تک اس شاہکار تصویر کا تذکرہ رہا۔ بیس سال بعد جب مصوّر اپنے فن میں اور پختہ ہوگیا تو اسے ایک انوکھا خیال پھر آیا۔ اس بار ابلیس کی تصویر بنائی جائے وہ ماڈل کی تلاش میں پھر نکل کھڑا ہوا۔ اور ایک جیل خانہ میں جا پہنچا۔ وہاں اپنے قرار واقعی ماڈل کو دیکھ کر اسکی مسرت کی انتہا نہ رہی۔ اس کا ماڈل ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا خباثت، رذالت، اور ابلیسیت کا مکمل مجسمہ لیکن وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے سسکیاں لے رہا تھا۔ مصوّر نے اصرار کیا کہ وہ اسے ایکبار اپنا چہرہ دکھادے.....

اس نے اپنا چہرہ اٹھاتے ہوئے کہا "آج سے بیس سال پہلے فرشتے کی تصویر کیلئے تم نے میرے چہرے کا انتخاب کیا تھا اور آج کیا ابلیس کی تصویر کیلئے میرے چہرے کو دیکھا جارہا ہے۔ وہ سسکیاں لے کر پھر رونے لگا۔

دوست — اگر دوست کی دوستی میں دونوں جہان بخش دیئے جائیں تب بھی کم ہیں۔
(خواجہ معین الدین چشتیؒ)

بے خبر — دوسروں کو تکلیف دینے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ انسان مستقبل سے بے خبر ہے

غلط نظر — یہ غلط دیکھنے والی آنکھیں ہوتی ہیں جو ہمیں برباد کردیتی ہیں۔ اگر میرے علاوہ ساری دنیا اندھی ہوجاتی تو میں کبھی بھی سامانِ آرائش وزیبائش کی پرواہ نہ کرتا۔ (فرینکلین)

علم — علم سے آدمی کی دیوانگی دور ہوجاتی ہے۔
(حضرت لقمانؑ)

محروم — جو شخص کسی کے احسان کا شکر گزار نہیں ہوتا۔ وہ آئندہ ضرور اس سے محروم ہوجاتا ہے۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

اداریہ ــــ بقلم خاص

"طلسماتی دنیا" دہریت والحاد، ضلالت وگمراہی کے پُرہول اندھیروں میں روشنی پھیلانے کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ کجی کی توحید، مادر پدر جہالت اور گروہی عصبیت کی بنیادوں پر علم وعمل کی دنیا میں جو تاریکیاں مسلم معاشرے میں بکھری ہوئی ہیں۔ "طلسماتی دنیا" انہیں رفع کرنے کیلئے اپنے روحانی اوراق سے گھر گھر میں چراغاں کررہا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ جہالت وضلالت کے اندھیرے غالو بالیا خطاہر ممکن نہیں ہے ــــ "طلسماتی دنیا" بردیا آندھیوں اور طوفانوں کی زد میں گھرا نشار رہے ہے جو مسلم معاشرے میں پھیلے ہوئے جنبار اندھیروں ابی سا ماطبر یہ مقابلہ آرائی جاری رکھے گا اور اپنے تو یذ گنڈوں کے راستوں سے جو تاریکیاں [illegible] کے عقائد کو مسخ کرنے کی اوپر آیات قرانی کی تاثیرات اور پاکیزہ کلمات کی اور اخلاص کے چہرے کو داغدار کیا ہے۔ افراط وتفریط تیج حق اپنے کردر ہاتھوں میں لئے ہوئے دونوں طبقوں اللہ کی مصلحت پر مبنی ہوتی ہے۔ لیکن "طلسماتی دنیا" اور وہ اندھیروں اور تاریکیوں کو ختم کرنے کیلئے روشنی کی حیثیت ایک دیا سلائی سے زیادہ نہ ہو۔

بہت گہرے ہیں۔ اور ہم مانتے ہیں کہ ان اندھیروں پر تو ایک چھوٹا سا دیا ہے۔ جس کی روشنی محدود ہے۔ اور اس بے حیثیت دیئے میں اتنی طاقت اور اہلیت کہاں اور پُرہول طوفانوں کا مقابلہ کرسکے لیکن انشاء اللہ پڑھنے والوں کی حتی المقدور رہنمائی کرتا رہے گا۔ پہلی ہیں انہوں نے بھی توحید وللہیت کو زبردست میں اہم رول ادا کیا ہے۔ اور تعویذ گنڈوں کی مخالفت روحانیت کا جو مذاق اُڑایا گیا ہے اس نے بھی توحید اور جہالت وضلالت کی اس گھمسان لڑائی میں "طلسماتی دنیا" سے برسر جنگ ہے ــــ ہار جیت تو مقدر اور حق وباطل کی کشمکش میں انشاء اللہ منہ نہیں موڑے گا پھیلانے کی خدمت انجام دیتا رہے گا۔ خواہ اس روشنی

ہمارے قارئین ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ کبھی کبھی کرشمتا ہے اور ان غلطیوں سے زبردست قسم کے نقصان نظرانداز کردیتا ہے۔ بلکہ ایک درجہ نہیں تو اب بھی عطا نہیں رکھتی اور اگر نیت صالح ہو تو افعال کی غلطیاں بھی اللہ سے اس بات کی پناہ چاہتے ہیں کہ ہم دانستہ غلطیاں

ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان مخلص ہونے کے باوجود بھی غلطیاں بھی ہوتے ہیں۔ لیکن مخلصین کی غلطیوں کو رب معاف کر کرتا ہے۔ نیت بُری ہو تو کام کی اچھائی بھی کوئی معنی انسان کو رحمت خداوندی سے محروم نہیں کرتیں۔ ہم برابر کرنے کے مرتکب ہوں۔ اور رہنمائی کے نام پر رہبرلے

کرنے کی خدمت انجام دینے لگیں۔ ہم اپنے قارئین کو یہ اصول سمجھا کر ان سے یہ درخواست کریں گے کہ اگر ہماری کسی بھی غلطی کو وہ دین ودنیا کے حق میں تباہ کن سمجھیں تو بے تکلف اس کی نشاندہی کریں بلکہ اس پر گرفت کریں۔ ہم نے اندھیروں میں روشنی پھیلانے کا فیصلہ خود کو عقلِ کل اور دریائے معرفت سمجھ کر نہیں کیا۔ بلکہ ہم جانتے ہیں کہ ہم ایک مشتِ خاک ہیں اور ہماری بساط ہی کیا ہے۔ طلسماتی دنیا ایک معمولی سا رسالہ ہے۔ اگر اللہ کی نظرِ کرم نہ ہو تو اس کی حیثیت غریب کے اس دیئے کی سی ہے جو تیل کی کمی کی وجہ سے ہوا کا ایک جھونکا بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ طلسماتی دنیا اگر آندھیوں اور طوفانوں کی زد پر بھی نشار رہا ہے تو اس کی اوّلیں وجہ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل ہے۔ اور قارئین کی توجہ بھی اس بے پایاں فضل وکرم کا طفیل ہے ــــ ہم اپنے چاہنے والے قارئین سے دست بستہ عرض کریں گے کہ اس روشنی کو گھر گھر پھیلانے کیلئے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اور وقتاً فوقتاً ہمیں ہماری غلطیوں سے بھی آگاہ کرتے رہیں۔ تاکہ روشنی میں تاریکی کی آمیزش نہ ہونے پائے۔

نظم

اِن الشرک لظلم عظیم (القرآن)
"حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے" (لقمان ۳۱-۱۳)

ان قبّوں کے
اندر...... باہر
سایۂ دیوار میں اکثر
اور
درختوں کے سایوں میں
ننگ دھڑنگے
میلے، گندے
بابا، پیر، ملنگ!
حیراں، حیراں!
بھنگی، چرسی
اور افیونی
کہلاتے ہیں
خود کو مجاور
کوئی نہیں ہے
ان کے اُوپر
پوچھنے والا!
کہنے والا!

پیڑ کے نیچے
ڈالے ڈیرے
چرسی، بھنگی
مست ملنگی
نعرہ زن ہیں
آلی! آلی!
آلی! آلی!

کوئی روکے!
کوئی ٹوکے!
کیسی بنی ہے
دین کی درگت!
ہم سب کے
ایماں کی حالت!
سچ پوچھو تو
یوں کہنے کو
میں بھی نمازی!
تو بھی نمازی!

اس قبے کی
قبر ہے پکی!
یعنی سنگی!
فرش پہ ٹائل!
لوگ ہیں قائل
قبے والا،
ہے اَن داتا!
ہر مشکل کو،
حل کرتا ہے!
خالی دامن،
بھر دیتا ہے!
یعنی کہ........
اس قبے والا
ان کا ہے،
آقا اور مولا!

لوگو! دیکھو!
آنکھیں کھولو!
تم اللہ کو
گالی مت دو!
آقا سب کا
اللہ ہی ہے،
ہر مشکل وہ
حل کرتا ہے
سب کی جھولی
وہ بھرتا ہے!
ہم سب کا
ہے خالق وہ ہی
مالک وہ ہی
رازق وہ ہی
آقا وہ ہے!
داتا وہ ہے!
ہم سب فانی!
بس........ وہ باقی!
ایک....... اکیلا!
حکم اُسی کا!

محترم رشید لرشد

درس نمبر ۲۳

قسط ۲۳

درسِ عملیات

حسن الہاشمی
فاضلِ دارالعلوم دیوبند

روحانی علیات میں جن نقوش کے ذریعہ عاملین امراض کا علاج کرتے ہیں۔ یا ان نقوش کو دوسرے امور میں استعمال کرتے ہیں بغض اور حب وغیرہ میں ان کی تعداد ۱۲ ہے ــــ اگرچہ بالعموم تین نقوش کا استعمال ہوتا ہے۔ لیکن ہم معلومات کی تکمیل کیلئے سبھی طرح کے نقوش کا ذکر کریں گے۔ اور طلباء کو سبھی نقوش کے طور طریقے سمجھائیں گے۔ آج کے درس میں ان نقوش کا مختصر تعارف مختصر معلومات کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

نقشِ مثلث اُس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع میں تین خانے ہوتے ہیں اور اس کے اضلاع کُل تین ہوتے ہیں۔ اس کے کُل خانوں کی تعداد ۹ ہوتی ہے۔ اس کے عددِ طبعی ۱۵ ہوتے ہیں۔ اسکے عددِ طرح ۱۲ ہوتے ہیں ــــ اور عددِ تقسیم تین ہوتے ہیں۔
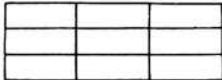
نقش مثلث کی صورت یہ ہے۔

نقشِ مربع اُس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع میں ۴ خانے ہوتے ہیں اور اس کے کل اضلاع ۴ ہوتے ہیں۔ اس کے کل خانوں کی تعداد ۱۶ ہوتی ہے۔ اسکے عددِ طبعی ۳۴ ہوتے ہیں۔ اس کے عددِ طرح ۳۰ ہوتے ہیں۔ اور اس کے عددِ تقسیم ۴ ہوتے ہیں۔
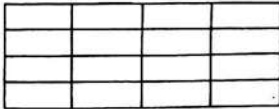
نقش مربع کی صورت یہ ہے۔

نقشِ مخمس اس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع میں ۵ خانے ہوتے ہیں اس کے کُل اضلاع ۵ ہوتے ہیں۔ اس کے خانوں کی کُل تعداد ۲۵ ہوتی ہے اسکے اعدادِ طبعی ۶۵ ہوتے ہیں۔ اس کے عددِ طرح ۶۰ ہوتے ہیں۔ اس کے عددِ تقسیم ۵ ہوتے ہیں۔

نقش مخمس کی صورت یہ ہے۔

نقشِ مسدس اس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع میں ۶ خانے ہوتے ہیں اس کے اضلاع کی کُل تعداد ۶ ہوتی ہے۔ اس کے کُل خانوں کی تعداد ۳۶ ہوتی ہے۔ اس کے اعدادِ طبعی ۱۱۱ ہوتے ہیں۔ اس کے اعدادِ طرح ۱۰۵ ہوتے ہیں۔ اس کے عددِ تقسیم ۶ ہوتے ہیں۔

نقش مسدس کی صورت یہ ہے۔

نقش مسبع اس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع میں ۷ خانے ہوتے ہیں۔ اس کے اضلاع بھی کل ۷ ہوتے ہیں۔ اس کے کل خانوں کی تعداد ۴۹ ہوتی ہے۔ اس کے اعدادِ طبعی ۱۷۵ ہوتے ہیں۔ اس کے اعدادِ طرح ۱۶۸ ہوتے ہیں۔ اس کے اعدادِ تقسیم ۷ ہوتے ہیں۔

نقش مسبع کی صورت یہ ہے۔

نقش مثمن اس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع میں کل ۸ خانے ہوں اس کے ضلعوں کی کل تعداد بھی ۸ ہوتی ہے اس کے خانوں کی کل تعداد ۶۴ ہوتی ہے ــــــ اس کے اعدادِ طبعی ۲۶۰ ہوتے ہیں۔ اس کے اعدادِ طرح ۲۵۲ ہوتے ہیں۔ اس کے اعدادِ تقسیم ۸ ہوتے ہیں۔

نقش مثمن کی صورت یہ ہے ←

نقش متسع اس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع میں ۹ خانے ہوں اس کے ضلعوں کی تعداد کل نو ہوتی ہے۔ اس کے خانوں کی کل تعداد ۸۱ ہوتی ہے۔ اس کے اعدادِ طبعی ۳۶۵ ہوتے ہیں۔ اس کے اعدادِ طرح ۳۶۰ ہوتے ہیں ــــــ اور اس کے اعدادِ تقسیم ۹ ہوتے ہیں۔

نقش متسع کی صورت یہ ہے ←

نقش معشر اس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع کے خانوں کی تعداد دس ہو اور اس کے اضلاع کی تعداد بھی دس ہوتی ہے اس کے خانوں کی کل تعداد سو ہوتی ہے۔ اس کے اعدادِ طبعی ۵۰۵ ہوتے ہیں۔ اس کے اعدادِ طرح ۴۹۵ ہوتے ہیں اور اس کے اعدادِ تقسیم ۱۰ ہوتے ہیں۔

نقش معشر کی صورت یہ ہے۔

نقش احد عشر اس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع کے خانوں کی تعداد ۱۱ ہوتی ہے۔ اس کے اضلاع کی کل تعداد بھی ۱۱ ہوتی ہے۔ اس کے خانوں کی کل تعداد ۱۲۱ ہوتی ہے۔ اس کے اعدادِ طبعی ۶۷۱ ہوتے ہیں۔ اس کے اعدادِ طرح ۶۶۰ ہوتے ہیں۔ اور اس کے اعدادِ تقسیم ۱۱ ہوتے ہیں۔

نقش اثنا عشر اس نقش کو کہتے ہیں جس کے ایک ضلع میں کل ۱۲ خانے ہوتے ہیں۔ اسکے ضلعوں کی تعداد بھی کل ۱۲ ہوتی ہے۔ اس کے کل خانوں کی تعداد ۱۴۴ ہوتی ہے۔ اس کے اعدادِ طبعی ۸۷۰ ہوتے ہیں۔ اس کے اعدادِ طرح ۸۵۸ ہوتے ہیں۔ اور اس کے اعدادِ تقسیم ۱۲ ہوتے ہیں۔

اصولی طور پر ان نقوش کا بیان کتابوں میں ملتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ روحانی عملیات میں صرف تین ہی طرح کے نقوش عام طور پر مستعمل ہیں۔ مثلث، مربع اور مخمس ــــــ ہم ان ہی تینوں طرح کے نقوش کے جتنے بھی طریقے روحانی عملیات میں مستعمل ہیں ان کو بہت آسان انداز میں سمجھائیں گے۔ جو لوگ اس لائن سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کیلئے ان طریقوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ ان کو سمجھے بغیر روحانی عملیات کے سفر میں دو قدم چلنا بھی دشوار ہے۔ (باقی آئندہ)

اہلِ بمبئی سے معذرت

پروگرام تھا کہ ۱۵ جولائی سے ۳۱ جولائی تک طلسماتی دنیا کے مدیرِ اعلیٰ مولانا حسن الہاشمی بمبئی میں مقیم رہیں گے لیکن اسی عرصے میں مولانا کو ٹائیفیڈ ہو گیا اور معالجین نے سفر نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ جن حضرات کو اس پروگرام کے منسوخ ہونے سے زحمت ہوئی ہوگی۔ اُن سے ادارہ معذرت چاہتا ہے۔ اب مولانا کے سفر کا یہ پروگرام ایک ماہ کی تاخیر سے عمل میں آ رہا ہے۔ انشاء اللہ مولانا حسن الہاشمی ۱۸ اگست سے ۳۰ اگست ۱۹۹۶ء تک بمبئی میں قیام کریں گے۔ شائقین اور ضرورتمند حضرات مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔ (ابو سفیان عثمانی)

فون نمبر Ph. 4463593 — 4455959

Altaf Husain Vasaikar
Hill Town Hair Dresser
Shop No. 46 Ground Floor
opp Syed House Mahim
BOMBAY-16

ٹوکن انعامی پیشکش ۳۶ء

نام ــــــ

مختصر پتہ ــــــ

ٹوکن خواب و تعبیر

نام ــــــ

مختصر پتہ ــــــ

اپنے خوابوں کی تعبیر پوچھیے

ہر شخص خواب دیکھتا ہے اور خواب بلاشبہ نبوت کا ۴۶ واں حصہ ہیں یعنی خواب کا تعلق وحی اور الہام سے جڑا ہوا ہے۔ بعض خواب ڈراؤنے بھی ہوتے ہیں۔ اور بعض خواب فرحت بخش ہوتے ہیں۔ بعض خواب اچھے محسوس ہوتے ہیں جب کہ ان کی تعبیر بُری ہوتی ہے۔ اور بعض خواب بُرے ہوتے ہیں حالانکہ ان کی تعبیر اچھی ہوتی ہے۔ خواب کس نے دیکھا۔ کس تاریخ میں دیکھا۔ کس وقت دیکھا۔ کن حالات میں دیکھا۔ یہ تمام باتیں تعبیر پر اثرانداز ہوتی ہیں۔

اگر آپ خواب دیکھیں تو اس کو مفصل طور پر لکھ کر ہمیں بھیجیں۔ اور ساتھ ہی میں ٹوکن بھی ضرور روانہ کریں۔ انشاء اللہ ہم اس کی تعبیر بیان کریں گے ــــ ٹوکن اسی شمارے میں کسی دوسرے صفحے پر موجود ہے۔

خواب روانہ کرتے وقت مندرجہ ذیل تفصیلات بھی لکھیے

اپنا پورا نام۔ شادی شدہ ہونے نہ ہونے کی وضاحت۔

عمر کتنی ہے۔ حالات کیا ہیں۔؟

خواب کس دن۔ چاند کی کس تاریخ میں۔ رات اور دن کے کس حصے میں خواب دیکھا ہے

پتہ ــــــ یاد رکھیں ــــــ

شعبۂ تعبیر ماہنامہ طلسماتی دنیا دیوبند (یوپی)

العزیز

حق تعالیٰ کا نواں صفاتی نام العزیز ہے۔ اس کے اعداد ۹۴ ہیں۔ یہ اسم مبارک عزت سے مشتق ہے۔ جس کے معنی قوت و غلبے کے آتے ہیں اور اس اسم سے مقصود وہ ذاتِ گرامی ہے جو اوصافِ مخلوقات سے متصف نہ ہو اور جس ذات کی حقیقت کا ادراک حواس ظاہر و باطنہ نہ کر سکیں۔ بعض علماء نے اس کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ ذات کہ جس کا مقام اتنا اعلیٰ اور ارفع ہو کہ اس کا حصول ناممکنات میں سے ہو۔ وہ نہ آنکھوں سے دیکھی جا سکے نہ ہاتھ سے چھوئی جا سکے اور نہ قوت متخیلہ اس کو خیال میں لا سکے۔ وہ اپنی ذات و صفات میں اس قدر مستغنی ہو کہ کسی چیز میں وہ کبھی کسی غیر کی محتاج نہ ہو۔ ایسی باکمال ذات کو عزیز کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ غالباً قرآن حکیم میں اسی لئے فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ یقیناً تمام عزتیں اللہ کے لئے ہیں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ عزیز وہ ذات ہے کہ جس کا مثل ممکن نہ ہو۔ اور حاجتیں جس سے روا ہوتی ہوں اور اس تک جسموں کی رسائی ناممکن ہو۔ جس میں یہ تینوں صفات میں سے ایک صفت بھی نہیں ہوگی وہ ذات عزیز کہلانے کی حقدار نہیں ہوگی۔ اور یہ تمام صفات بجز اللہ تعالیٰ کے کسی اور میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ بندوں میں عزیز اسے کہا جاتا ہے کہ جس شخص کے اہم امور میں لوگ محتاج ہوں۔

انسان کو چاہیے کہ اپنی خواہشات نفسانیہ اور افعال و کردار پر غلبہ حاصل کرے اور خود کو سوال کی ذلت سے محفوظ رکھے تاکہ حقیقی عزت و وقار حاصل ہو یہ اسم مبارک جمالی ہے اور عنصر اس کا آتشی ہے۔ اس اسم مبارک کے اوصاف سے متصف ہونے کی صورت یہ ہے کہ اپنے نفس کو خواہشاتِ نفسانی اور شیطان کے مکروفریب سے حتی الامکان محفوظ رکھے۔ حرص، غرور، لالچ، کینہ اور حسد سے خود کو بچائے اور سوال کی ذلت سے خود کو جہاں تک ممکن ہو بچائے رکھے۔ اہل دنیا کے دروازے پر جا کر نہ کسی کے سامنے ذلیل ہو اور نہ کسی کی آبروریزی کرے اور اپنی تمام پریشانیاں اور ضرورتیں ماسوا اللہ تعالیٰ اور کسی پر ظاہر نہ کرے۔ اللہ کے سوا نہ کسی سے ڈرے اور نہ کسی کے آگے اپنا دامن پھیلائے۔ جو بندہ ان باتوں کا اہتمام کرے گا اس کو "یا عزیز" کا ذکر زبردست فائدہ پہنچائے گا۔ اور اس شخص کو بھی اس کے ذکر سے خاص طور پر فائدہ ہوگا جس کا نام عبدالعزیز ہو۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس روز تک یومیہ چالیس بار اس اسم کا ذکر کرے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں معزز و مکرم کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ کسی کا محتاج نہیں رہے گا۔

امام جعفرؒ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد ۴۱ مرتبہ یا عزیز پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تمام دنیا سے بے نیاز کر دے گا اور اس کو ہر دلعزیزی کی دولت سے نوازے گا۔

اکابرین سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اس اسم مبارک کو سات ہزار دو سو مرتبہ روزانہ خلوت میں قبلہ رو ہو کر ۴۰ روز تک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو تونگر بنا دیں گے اور اہل دنیا کی گردنیں اس کے سامنے جھکنے لگیں گی۔

اور اگر کوئی شخص خلوصِ نیت کے ساتھ اور ترکِ حیوانات اور پرہیز جلالی کے ساتھ دس ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے تو قاضی الحاجات کی طرف سے اس کے لئے فرشتے نگہبان ہو جائیں۔ اور اس کے جان و مال کی حفاظت کریں اور عجائبات اس شخص پر پے در پے منکشف ہوں۔

علامہ بونیؒ اپنی مشہور تصنیف "لطائف المعارف" میں فرماتے ہیں کہ عزیز اسم اعظم ہے۔ جو شخص اس اسم اعظم کا ذکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں عزت و سربلندی نصیب کریں گے۔ اس اسم کا موکل سمجائیل ہے۔ اس کے تحت ۹۴ موکل ہیں جو فرشتوں کی ۹۴ صفوں کے افسر ہیں اور فرشتوں کی ہر صف میں ۹۴ موکل ہیں اور یہ سب حضرت جبرئیل علیہ السلام کے زیر اثر ہیں۔

شیخ مغربیؒ فرماتے ہیں کہ اگر آیت کریمہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ کو شرفِ آفتاب میں پُر کر کے اپنے پاس رکھے تو سلاطین اور حکام کی نظروں میں باعزت ہو۔ اور جانی دشمن بھی دوست بن جائیں ــــ اگر کوئی شرفِ زہرہ میں اس آیت کا نقش مخمس بنا کر اپنے دائیں بازو پر باندھے تو ہمیشہ خوش و خرم رہے اور خلق کی نظروں میں محبوب و مقبول ہو۔ جہاں بھی جائے لوگ عزت و احترام کرنے پر مجبور ہوں۔ مشکلات میں آسانی پیدا ہو۔ دولت خوب ملے۔ امراض سے نجات حاصل ہو جائے، رزق وسیع ہو۔ قرض ادا ہو۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر زوجین میں اتفاق نہ ہو تو نقش مخمس عددی یا نقش مربع حرفی مشک و زعفران و گلاب سے لکھ کر میاں بیوی کو پلا دے۔ دونوں میں ان شاء اللہ زبردست اتحاد پیدا ہوگا۔

شیخ تمیمیؒ نے جواہر القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص اس آیت کا ورد رکھے گا اس پر جادو اثر نہیں کرے گا اور نہ ہی آسیب وغیرہ کو اس پر قابو ہوگا۔

نقش مخمس عددی یہ ہے۔

٧٨٦

٥٥٣	٥٧٧	٥٧٠	٥٦٨	٥٦٠
٥٧٣	٥٦٦	٥٥٨	٥٥٦	٥٧٥
٥٦١	٥٥٤	٥٧٨	٥٧١	٥٦٤
٥٧٦	٥٦٩	٥٦٧	٥٥٩	٥٥٧
٥٦٥	٥٦٢	٥٥٥	٥٧٤	٥٧٢

نقش مربع حرفی یہ ہے۔ (اعراب کی ضرورت نہیں۔)

٧٨٦

لقد جاءکم رسول من	انفسکم عزیز علیہ ما	عنتم حریص علیکم	بالمؤمنین رؤف الرحیم
بالمؤمنین رؤف الرحیم	عنتم حریص علیکم	انفسکم عزیز علیہ ما	لقد جاءکم رسول من
انفسکم عزیز علیہ ما	لقد جاءکم رسول من	بالمؤمنین رؤف الرحیم	عنتم حریص علیکم
عنتم حریص علیکم	بالمؤمنین رؤف الرحیم	لقد جاءکم رسول من	انفسکم عزیز علیہ ما

جو شخص ان نقوش کو تحریر کرے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ پہلے غسل کرلے پاک صاف لباس پہنے ممکن ہو تو نیا لباس پہنے خوشبو کا استعمال کرے اور گلاب کی خوشبو کا بخور جلائے یا گلاب کے پتوں کی دھونی لے۔ اگر ان شرائط کے ساتھ نقش لکھے گئے تو ان شاء اللہ نتائج خاطر خواہ برآمد ہوں گے۔ ورنہ محنت بیکار جائے گی۔

بعض اکابر سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر کوئی شخص "یا عزیزُ" کو روزانہ عشاء کی نماز کے بعد ٩٤ مرتبہ پڑھیں اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھے اور آخیر میں تین تین مرتبہ یہ کہے۔ یَا عَزِیْزُ اَعِزَّنِیْ بِعِزَّتِکَ یَا عَزِیْزُ تو عزت و قبولیت کے دروازے چند ہفتوں کے بعد ہر طرف سے کھل جائیں گے۔

جو شخص ذلت و خواری کا شکار ہو۔ یا احساس کمتری میں مبتلا ہو۔ اس شخص کیلئے "عزیزُ" کا نقش تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے ذلت عزت میں بدل جاتی ہے اور احساس کمتری کی بیماری سے بھی نجات عطا ہوتی ہے۔

جن مریضوں کے نام الف، ہ، ط، ف، م، ش یا ذ سے شروع ہوتے ہوں۔ خواہ وہ مرد ہوں یا عورت انہیں گلے میں ڈالنے کیلئے مندرجہ ذیل نقش دیا جائے اور اس نقش کو مشرق کی طرف رخ کر کے یک زانو ہو کر لکھا جائے تو بہتر ہے۔

نقش یہ ہے۔

٧٨٦

١٦	٢٩	٢٦	٢٣
٢٧	٢٢	١٧	٢٨
٢١	٢٤	٣١	١٨
٣٠	١٩	٢٠	٢٥

اور مذکورہ نام کے مریضوں کو پینے کیلئے یہ نقش دیا جائے۔ اور اس نقش کا بھی مذکورہ بالا طریقے کے مطابق لکھنا افضل ہے۔

٧٨٦

٣٥	٢٧	٣٢
٢٩	٣١	٣٤
٣٠	٣٦	٢٨

جن مریضوں کے نام ب، و، ی، ن، ص، ت یا ض سے شروع ہوتے ہوں خواہ وہ مرد ہوں یا عورت انہیں گلے میں ڈالنے یا بازو پر باندھنے کیلئے مندرجہ ذیل نقش دیا جائے اور بہتر ہے کہ اس نقش کو جانب مغرب ہو کر دو زانو لکھا جائے۔

نقش یہ ہے۔

٧٨٦

٢٩	٢٢	٢٤	١٩
١٦	٢٧	٢١	٣٠
٢٣	٢٨	١٨	٢٥
٢٦	١٧	٣١	٢٠

اور مذکورہ نام کے مریضوں کو پینے کیلئے مندرجہ ذیل نقش دیا جائے۔ اور اس نقش کو بھی جانب مغرب ہو کر دو زانو ہو کر لکھا جائے تو افضل ہے۔

٧٨٦

٣٢	٣٤	٢٨
٢٧	٣١	٣٦
٣٥	٢٩	٣٠

جن مریضوں کے نام کا پہلا حرف د، ح، ل، ع، ر، خ یا غ ہو انہیں گلے میں ڈالنے یا بازو میں باندھنے کے لئے یہ نقش دیا جائے۔

اور اگر اس نقش کو لکھتے وقت اپنا رخ جانب شمال کرلیا جائے تو افضل ہے۔

نقش یہ ہے۔

٧٨٦

٣٠	١٩	٢٠	٢٥
٢١	٢٤	٣١	١٨
٢٧	٢٢	١٧	٢٨
١٦	٢٩	٢٦	٢٣

اور مذکورہ ناموں کے مریضوں کو پینے کیلئے یہ نقش دیا جائے اور اس نقش کو مذکورہ طریقے ہی سے لکھا جائے تو افضل ہے۔

٧٨٦

٢٨	٣٦	٣٠
٣٤	٣١	٢٩
٣٢	٢٧	٣٥

جن مریضوں کے نام کا پہلا حرف ج، ز، ک، س، ق، ث یا ظ ہو۔ خواہ وہ مرد ہوں یا عورت انہیں گلے میں ڈالنے کیلئے یا بازو میں باندھنے کیلئے یہ نقش دیا جائے اور اس نقش کو لکھتے وقت اگر اپنا رخ جانب جنوب کرلیا جائے تو بہتر ہے۔

نقش یہ ہے۔

٧٨٦

٢٦	٢٣	١٦	٢٩
١٧	٢٨	٢٧	٢٢
٣١	١٨	٢١	٢٤
٢٠	٢٥	٣٠	١٩

اور مذکورہ ناموں کو پینے کیلئے یہ نقش دیا جائے اور اس نقش کو مذکورہ ہی طریقہ سے اگر لکھا جائے تو افضل ہے۔

٧٨٦

٢٨	٣٤	٣٢
٣٦	٣١	٢٧
٣٠	٢٩	٣٥

ان تمام نقوش کو لکھتے وقت یہ ایمان و یقین دل میں جاگزیں ہونا چاہئے کہ بیماری سے نجات دلانا نہ کسی تعویذ کا کمال ہے اور نہ کسی دوا اور معالجے کا۔ بیماریوں سے نجات عطا کرنے کی قدرت صرف ایک ہی ذاتِ گرامی کو حاصل ہے اور وہ حق تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ حق تعالیٰ ہی امراض کو رفع کرتے ہیں وہی مریض کو شفا دیتے ہیں وہی کمزوروں کو طاقت عطا کرتے ہیں۔ ان کی مرضی کے بغیر کوئی دوا اور کوئی تعویذ اپنا کوئی اثر نہیں دکھا سکتے۔ تعویذ لکھتے وقت اپنے مالکِ حقیقی سے یہ درخواست کیجائے کہ وہ مریض کو شفا اور صحت عطا کریں اور تعویذ کی برکت سے اسے بیماری کی دلدل سے نجات بخشیں۔ اگر ان تعویذوں کو لکھنے والا انسان اللہ پر اس کی قدرت کاملہ پر اور اس کی وحدانیت پر یقین کامل رکھنے والا ہوگا تو نقوش میں بے پناہ اثر ہوگا۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو نقوش اپنی تاثیر چھوڑنے میں بے اثر ہوں گے۔

اگر ان نقوش کو لکھنے کے بعد "العزیز" ٩٤ مرتبہ پڑھ کر ان پر دم کردیا جائے تو تاثیر ان شاء اللہ دوگنی ہو جائے گی۔

یہ بات واضح رہے کہ اگر مریض دنیا میں ذلت و خواری اور لوگوں کی ٹھوکروں کا شکار ہے تو پھر اسے "یا عزیزُ" کا نقش مربع ہی لکھ کر دیا جائے۔ اُسے پینے کے نقش دینا مناسب نہیں ہے۔ لیکن اگر مریض احساس کمتری یا کم ظرفی اور اخلاق رذیلہ کا شکار ہو تو پھر اُسے پینے کے نقش بھی دینے چاہئیں ــــــ اگر ایسے مریضوں پر ٩٤ مرتبہ "العزیز" پڑھ کر دم کردیا جائے تو مرض سے چھٹکارا حاصل ہونے میں ان شاء اللہ دیر نہیں لگے گی۔ (باقی آئندہ)

ایک عجیب عمل

علامہ بونیؒ نے اپنی "اللمعۃ النورانیۃ" میں ایک عجیب و غریب عمل لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی فرد یا افراد کی طرف سے قتل و غارت گری کا اندیشہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ایک فربہ مینڈھا جو قربانی کے جانور کی طرح جملہ عیوب سے پاک صاف ہو حاصل کرے۔ پھر اس کو کسی سنسان جگہ پر قبلہ رُخ کر کے ذبح کرے اور بوقت ذبح یہ دعا پڑھے۔

اللّٰھم ھذا الک ومنک ھذا فداءی فتقبلہ منی۔

لیکن ذبح سے قبل یہ اہتمام ضرور کرے کہ ایک گڑھا ضرور کھودلے تاکہ اس کا خون اس میں جم جائے۔ پھر اس گڑھے کو اچھی طرح دبا دے۔

اور اس کے گوشت کے دو حصے کرلے اور ساٹھ مسکینوں کو وہ تقسیم کردے لیکن اس کا کوئی حصہ نہ خود کھائے نہ اپنے اہل خانہ کو کھلائے نہ اپنے رشتے داروں کو دے ــــــ ان شاء اللہ اس عمل کی برکت سے اس کے سر پر آنے والی مصیبت ٹل جائے گی۔

خطوں کے ساتھ جوابی خط ضرور روانہ کریں۔ اگر خریدار ہوں تو خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (منیجر)

ابی جیل۔ زوجۂ ثانی حضرت داؤد علیہ السّلام

یہ بات پہلے بیان کی جاچکی ہے کہ طالوت کے خوف سے حضرت داؤد علیہ السّلام اِدھر اُدھر پھرتے تھے اور جب تک آپ کو حکومت اور نبوت عطا نہیں ہوگئی۔ اس وقت تک وہ اسی سرگردانی میں رہے۔ لیکن حضرت شموئیل ہمیشہ ان کے حامی رہے۔ اور جب حضرت داؤد علیہ السّلام آپ الیسع ابن اخطوب علیہ السّلام کی قیامگاہ پر پہنچے اور ان سے اپنی مجبوریاں بیان کیں تو وہ حضرت داؤد کے طرفداروں میں شامل ہوگئے اور ان کے سوا بھی کئی ہزار صالح نوجوان جو اس وقت کے اچھے انسان سمجھے جاتے تھے اور بہادر بھی تھے وہ سب کے سب حضرت داؤد علیہ السّلام کے کیمپ میں داخل ہوگئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو حضرت داؤد علیہ السّلام کیلئے سرفروشی اور جان کی بازی لگا دینے کیلئے تیار رہتے تھے۔

جلد ہی حضرت شموئیل دنیا سے پردہ کرگئے۔ قانون کے مطابق انہیں ان ہی کے گھر میں دفن کر دیا گیا۔ ان کے انتقال سے حضرت داؤد علیہ السّلام بہت متأثر ہوئے۔ اور بہت دنوں تک انہوں نے حضرت شموئیل کی کمی کو محسوس کیا۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السّلام دشتِ فاران سے گزرتے ہوئے مقام معون پر پہنچے وہاں ایک سرمایہ دار سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس کے پاس کثیر مال تھا۔ مویشی بھی بیشمار تھے۔ تین ہزار سے زائد اس کے پاس بھیڑیں تھیں اور ایک ہزار سے زائد وہ بکریوں کا مالک تھا۔ اس کا نام نابال تھا۔ اور اس کی بیوی کا نام ابی جیل[1] تھا۔

ابی جیل بے حد سمجھدار اور بے حد خوبصورت عورت تھی۔ اس کی عقل مندی اور جمال کے تذکرے ہر محفل میں ہوتے تھے۔ وہ اس قابل تھی کہ اس کی قدر کیجاتی لیکن اس کا شوہر حد سے زیادہ سخت دل اور بدکار انسان تھا۔ اس نے کبھی ابی جیل کی قدر نہ کی بلکہ وہ ابی جیل پر مختلف قسم کے ظلم و ستم ڈھاتا تھا۔ اور اکثر زدوکوب کرتا تھا۔ بسا اوقات ابی جیل شوہر کے ظلم و ستم کی وجہ سے لہولہان ہوجاتی تھی لیکن چونکہ وہ ایک شریف عورت تھی اس لئے ہزار ظلم و ستم کے باوجود وہ اپنے شوہر کی خیرخواہ رہی۔

حضرت داؤد علیہ السّلام نے بیابان فاران سے نابال کے نام ایک پیغام بھیجا جس میں اپنے کاروباری حصے کا مطالبہ تھا۔ اور یہ مطالبہ مبنی بر دیانت تھا کیوں کہ نابال سے کچھ عرصے کیلئے حضرت داؤد کی کاروباری شرکت رہی تھی۔ لیکن آپ سب کچھ نابال کے پاس چھوڑ کر حضرت شموئیل کی بستی میں جا بسے تھے۔ اب جب انہوں نے اپنا حصہ طلب کیا تو نابال نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔

پیغام پہنچانے والے نوجوان ناکام واپس آئے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کو ان کی ناکامی پر افسوس بھی ہوا اور غصہ بھی آیا۔ اور حضرت داؤد علیہ السّلام نے نابال پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ انہوں نے اپنی تلوار اُٹھائی اور اپنے ساتھ بہادر نوجوانوں کو لیکر نابال کے ٹھکانے کی طرف روانہ ہوگئے۔ اسی عرصے میں کسی نے نابال کی بیوی ابی جیل کو اطلاع کردی کہ نابال کی سخت کلامی اور بدمعاملگی کی بناء پر داؤدؑ غیظ و غضب میں تمہارے ٹھکانے کی طرف آرہے ہیں۔

ابی جیل کو یقین تھا کہ اس کا شوہر غلطی پر ہے۔ اور داؤدؑ نہ صرف خود بہادر ہیں بلکہ ان کے احباب بھی شجاعت اور بہادری سے بہرہ ور ہیں۔ اگر یہ سب نابال تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے تو نابال کی خیریت میں فرق آجائے گا۔

چنانچہ ابی جیل کافی سازوسامان کے ساتھ کچھ لوگوں کو لیکر بیابان فاران کی طرف روانہ ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السّلام نے ابی جیل اور اس کے ساتھیوں سے کہا ——— کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا ہے اور نیکی کے بدلے میں ہمارے ساتھ بدی کی گئی ہے۔ ہم نہ بُرے ہیں اور نہ بُرائی کو اچھا سمجھتے ہیں۔ نہ ہم ظالم ہیں اور نہ ظلم کو برداشت کر سکتے ہیں۔ اب ہم نے اپنا حق بزورِ طاقت وصول کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ اور ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ صبح کی روشنی پھیلنے تک ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے۔

اسی وقت ابی جیل آگے بڑھ کر حضرت داؤد علیہ السّلام کے قدموں میں گر کر بے تحاشہ رونے لگی۔ حضرت داؤد علیہ السّلام نے اپنے پیر پیچھے ہٹالئے ابی جیل کھڑی ہوگئی اور اس نے ندامت و خجالت سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا ——— میرے آقا آپ کو مالک نے عقلِ سلیم بھی عطا کی ہے۔ حُسن بھی عطا کیا ہے۔ اور آپ کو سرداری بھی بخشی گئی ہے ——— میرے آقا آپ میرے شوہر نابال سے لاکھ درجے اچھے ہیں۔ وہ تو سراپا احمق بھی ہے اور برائی کا پُتلا بھی۔ میں اس کے ساتھ نباہ صرف اس لئے کرتی ہوں کہ بے وفائی کا الزام مجھ پر نہ آجائے۔ ورنہ اس میں کسی بھی

[1] بعض مؤرخین نے ان کا نام ابی غائل لکھا ہے۔

طرح کی کوئی خوبی نہیں ہے۔ میں واقف ہوں کہ آپ کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ اسی لئے میں ساز و سامان کے ساتھ آئی ہوں۔ تاکہ یہ اثاثہ آپکے اور آپ کے ساتھیوں کے حوالے کر دوں۔ یہ سب کچھ (اس نے سامان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو گدھوں کے اوپر لدا ہوا تھا) آپ کا ہے۔ اور یہ سب کچھ آپ ہی کے نذر ہے۔ میری درخواست ہے آپ غصہ تھوک دیں۔ اور نابال کو معاف کر دیں۔ دوسری درخواست یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل میں آپ کو تخت و تاج عطا ہو جائیں تو مجھے اپنی باندیوں میں شامل کر لیں۔

داؤد علیہ السّلام ابی جیل کی سر تمیع گفتگو سے بہت متأثر ہوئے اور بولے تو بہت عقل مند عورت ہے اور تجھے معاملات کو نمٹانے کا سلیقہ بخشا گیا ہے۔ تو نے نابال کو ہلاک ہونے اور ہمیں انتقام کی آگ سے بچا لیا ـــــ داؤد علیہ السّلام نے کہا۔ تیری اس نیکی کو میں کبھی نہیں بھولوں گا اور تجھے ایک دن اس بھلائی کا صلہ دوں گا۔ یہ کہہ کر آپنے سامان قبول کر لیا اور ابی جیل کو رخصت کر دیا۔

ابی جیل جب رخصت ہو کر اپنے گھر پہونچی تو حسب معول اپنے شوہر کو شراب کے نشے میں بدمست پایا ـــــ اگلی صبح کو ابی جیل نے تمام تفصیل اپنے شوہر کو سنادی وہ خلافِ عادت مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اُسے اپنی ذلّت و شکست کا اندازہ ہو گیا۔ لیکن وہ قدرتی طور پر ابی جیل پر ہاتھ نہ اُٹھا سکا۔ وہ فطرتًا حساس تھا۔ وہ بستر سے لگ گیا۔ اور ایک مہینے کے اندر اندر ختم ہو گیا۔

اس کی موت کی اطلاع حضرت داؤد علیہ السّلام کو ہو گئی۔ چند مہینوں کے بعد حضرت داؤد علیہ السّلام نے ابی جیل سے پیغام نکاح بھیجا۔

ابی جیل نے نابال کے ساتھ رہ کر کبھی کوئی خوشی نہیں پائی تھی۔ اس کا شوہر بدصورت بھی تھا۔ ظالم بھی اور بوڑھا بھی۔ قسمت سے اسے آزادی ملی تھی۔ اور حضرت داؤد علیہ السّلام خوبصورت نوجوان تھے۔ ابی جیل بے تأمل راضی ہو گئی۔ اور اپنی تقدیر پر رشک کرنے لگی۔ چند ہی ہفتوں کے بعد حضرت داؤد علیہ السّلام نے ابی جیل سے نکاح کر لیا۔

یہ آپ کی دوسری شادی تھی۔ اسی سال آپنے اخنوعم نامی ایک عورت سے نکاح کیا۔ اس نکاح کی تفصیل تاریخ کی کتب میں نہیں ملتی۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ جب آپ فاران کے جنگلات سے نکلے تھے اسوقت آپ کے ساتھ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ ایک ابی جیل اور دوسری اخنوعم۔

طالوت برابر گھات میں لگا رہا۔ اور موقعہ کی تلاش میں تھا کہ کسی طرح داؤد علیہ السّلام کا قتل کر دے لیکن ہر بار اس کا نشانہ چوک جاتا تھا۔ حضرت داؤدؑ اس زندگی سے عاجز آ چکے تھے۔ انھوں نے سوچا کہ فلسطینیوں کی زمین پر جا کر پناہ گزیں ہو جاؤں جب میں بنی اسرائیل کی حدود سے نکل جاؤں گا تو طالوت کو بھی صبر آ جائیگا اس خیال سے آپنے اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ ہجرت کی اور شاہ سوق کے بیٹے انبش کی پناہ میں چلے آئے۔ ان کے سب اصحاب اور ان کے بیوی بچے بھی ساتھ تھے۔ حضرت داؤدؑ نے سوق سے کہا کہ ازراہِ کرم ہم لوگوں کو اپنی سلطنت میں رہائش کیلئے کوئی ایسی جگہ دیجیے کہ ہم سکون و عافیت کے ساتھ رہ سکیں۔ بادشاہ نے آپ کو شہر صقلاج میں باقاعدہ ٹھکانہ دے دیا۔ یہاں داؤد علیہ السّلام اپنی بیویوں اور ساتھیوں کے ساتھ ایک سال چار ماہ تک رہے۔ یہاں قیام کے دوران آپ کے تعلقات اور زیادہ وسیع ہو گئے اور ایک بہت بڑی جماعت آپ کے ساتھ لگ گئی۔ اپنی طاقت کو ایک حد تک بڑھا کر حضرت داؤدؑ نے جشوریون، جزریون اور عمالیقیون پر حملہ کیا۔ اور آپ کو جنگ میں بھرپور کامیابی ملی۔ یہ تمام قبائل فتح ہو گئے۔ کافی مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اور بادشاہ کی بیٹی سے آپنے ایک اور نکاح کیا۔

حضرت داؤد علیہ السّلام کی بہادری اور طاقت دیکھ کر انبش نے کہا۔ کہ آپ میں دشمنوں کو زیر کرنے کی صلاحیت بھی ہے اور حوصلہ بھی۔ لہٰذا آپ کو میرے ساتھ لگ کر بنی اسرائیل پر حملہ کرنا پڑے گا۔ حضرت داؤدؑ نے بخوشی یہ بات منظور کر لی۔

لیکن انبش کے ساتھیوں کو یہ بات ناگوار گزری کہ کوئی عبرانی ہماری فوج کا سپہ سالار بنے۔ انھوں نے انبش سے کہا کہ ہم عبرانیوں پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ اگر آپنے داؤدؑ سے تعلقات ختم نہ کئے تو پوری قوم میں بغاوت پھیل جائیگی۔ یہ بات سنکر انبش گھبرا گیا اور اس نے حضرت داؤدؑ سے کہا کہ میری قوم تم سے ناراض ہے۔ لہٰذا میں تم سے گزارش کروں گا کہ اب تم اپنے سب ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت داؤد علیہ السّلام نے یہ بات منظور کر لی۔ اور چند دن کے بعد وہاں سے اپنے تمام ساتھیوں اور تینوں بیویوں سمیت کوچ کر گئے۔ ابھی آپ راستے ہی میں تھے اور صقلاج میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے کہ عمالیقی لوگوں نے چاروں طرف سے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر یلغار کر دی اور تمام ساز و سامان لوٹ لیا۔ حد یہ کہ آپ کی تینوں بیویوں کو بھی گرفتار کر لیا ـــــ یہ شکست وقتی طور پر ہوئی اگلے ہی دن حضرت داؤدؑ نے ایک عمالیقی کی مدد سے پھر ان لوگوں پر حملہ کیا اور اس وقت فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ زبردست خونریزی ہوئی۔ اس میں حضرت داؤدؑ کے کئی وفادار ساتھی مارے گئے۔ لیکن کافی خون خرابے کے بعد حضرت داؤدؑ کے لشکر کو فتح ہوئی۔ آپ کو پہلے سے زیادہ سامان ہاتھ آیا اور آپ کی بیویاں بھی واپس مل گئیں۔

اس کے بعد حضرت داؤدؑ نے صقلاج کو چھوڑ دیا۔ اور ایک دوسری بستی میں رہائش اختیار کر لی۔ یہاں آپ کی کافی آؤ بھگت ہوئی اور حد یہ ہے کہ یہاں کے لوگوں نے حضرت داؤدؑ کو اپنا سردار بنا لیا۔ اور اپنا پورے ملک کا نظام ان کے حوالے کر دیا۔ چند ہی دنوں کے بعد حضرت داؤد کو طالوت کی موت کی خبر موصول ہوئی۔

یہاں کے قیام کے دوران حضرت داؤد علیہ السّلام کے کئی فرزند پیدا ہوئے۔ ایک بیٹا اخنوعم کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اس کا نام امنون تھا۔ ایک بیٹا ابی جیل کے بطن سے پیدا ہوا تھا اس کا نام کیلاب تھا۔ ایک بیٹا بادشاہ جسور کی بیٹی کے

بطن سے پیدا ہوا تھا۔ بیوی کا نام محکہ تھا اور بیٹے کا نام ابسلوم تھا۔ ایک بیٹا حجیت کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اس کا نام ادونیا تھا۔ ایک بیٹا ابی طال کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اس کا نام سفطیا تھا۔ ایک بیٹا عجلہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اسکا نام شرعام تھا۔

حجیت، ابی طال اور عجلہ آپکے نکاح میں کب آئیں۔ اس کی تفصیل تاریخ کتب میں نظر نہیں آتی۔ یہ عورتیں کہاں کی رہنے والی تھیں اور کس قوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ بھی اندازہ نہیں ہوتا۔

اغلب گمان یہ ہے کہ یہ عورتیں فلسطینی تھیں۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

طالوت کی وفات کے بعد تمام قبائل کے لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے اور سب نے حضرت داؤد علیہ السّلام کو اپنا سردار اور رہبر مان لیا۔ حضرت داؤد علیہ السّلام بادشاہ بننے کے بعد یروشلم میں منتقل ہو گئے۔ جو اسوقت بنی اسرائیل کا دارالسلطنت تھا۔ بادشاہ بننے کے بعد یکے بعد دیگرے آپ نے کئی نکاح کئے اور ان سے اولادیں بھی ہوئیں۔ لڑکیاں بھی ہوئیں۔ لیکن بیویوں اور لڑکیوں کے نام تاریخ کی کتب میں درج نہیں ہیں ـــــ توریت کے مطالعے سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ یروشلم کے قیام کے دوران آپکے گیارہ بیٹے ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ شموع، سوباب، ناتن، بیسار سیمان، الیوع، نفج، یفیع، الیسع، الیداع اور الیفلط۔ یہ بیٹے بھی سبکے سب صاحبِ اولاد ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السّلام کا خاندان خوب پھیلا۔

(باقی آئندہ)

ایک مفلوک الحال انسان کی حالی بھلائی کو اگر آپ لعل و گہر سے بھر دیتے ہیں تو آپ نے اس کی مفلوک الحالی کا ازالہ تو کر دیا لیکن یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ آپ نے اس کی اصلاح بھی کر دی۔ ہوسکتا ہے وہ شخص جو عسرت کی حالت میں بے ضرر، مرنجاں مرنج قسم کا تھا اب وہ دولت کے نشہ سے مخمور ہو کر فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے لگے۔ ایک شخص جس کے پاس سر چھپانے کے لئے جھونپڑا تک نہیں فٹ پاتھ پر پڑا، موسم کی بے رحم دستبرد کا ہدف بنا ہوا ہو، اگر آپ اس کی باعزت رہائش کا اہتمام فرما دیتے ہیں اور باد و باراں کی بے رحمیوں سے اس کو نجات مل جاتی ہے تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپ نے اس کی اصلاح بھی کر دی ہے۔ ہوسکتا ہے وہ وہاں بزم عیش و طرب آراستہ کرے اور فسق و فجور کے اندھیروں میں اپنے ساتھیوں سمیت غرق ہو جائے۔

اصلاح کی ایک ہی صورت ہے کہ انسان کے پہلو میں دھڑکنے والا دل سنور جائے۔ جس شخص کا دل سنور جاتا ہے غربت و فاقہ کشی اس کے شرف انسانیت کو داغدار نہیں کر سکتی اور دولت کی فراوانی اسے مغرور و متکبر نہیں بنا سکتی۔ اگر وہ بوریہ نشین درویش ہے تب بھی کوئی سلطان وقت اس کی عزتِ نفس کو خرید نہیں سکتا اور اگر وہ سریر آرائے سلطنت ہے تب بھی اس سے کوئی ایسی نازیبا حرکت سرزد نہیں ہو سکتی جس کے باعث جبین حیا پر شکن پڑے یا عدل و احسان کی نازک قندیل کو کوئی ٹھیس پہنچے۔ ایسے شخص کا علم جہالت کی تاریکیوں سے برسرپیکار رہتا ہے۔ اس کی دولت مفلسوں اور محروموں کے گھپ اندھیروں میں خوشی و شادمانی کا چراغ روشن کرنے میں صرف ہوتی ہے۔ اس کا جاہ و جلال ضعیفوں کی پناہ اور زیردستوں کی دستگیری کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اصلاح یافتہ انسان کو آپ کسی قسم کے حالات سے دوچار کریں۔ اقتدار و اختیار کے اعلیٰ ترین منصب پر آپ اسے فائز کر دیں۔ وہ سراپا خیر ہوگا، وہ پیکر نور ہوگا۔ اس کے ظلِ عاطفت میں جو آئے گا اسے سکون و قرار نصیب ہوگا۔ وہ جدھر سے گزرے گا فلاح و اصلاح کے خزانے لٹاتا چلا جائے گا۔

اقلیم علم و حکمت کے تاجدار، نفسیات انسانی کے رازدار، سرور کون و مکاں ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب

ترجمہ:۔ "بے شک جسم میں ایک پارہ گوشت ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ کان کھول کر سن لو وہ پارہ گوشت دل ہے۔"

زیورِ حسن

ہر آدمی خصوصاً عورتوں کے حق میں حیاء کی عادت وہ انمول زیور ہے جو عورتوں کی عفت و پاک دامنی کا دار و مدار اور نسوانیت کے حسن و جمال کی جان ہے۔ جس مرد یا عورت میں حیاء کا جوہر ہوگا، وہ تمام عیب لگانے والے اور برے کاموں سے فطری طور پر رک جائیگا اور تمام بداخلاقیوں سے پاک و صاف رہ کر اچھے اچھے کاموں اور فضائل و محاسن کے زیورات سے آراستہ ہو جائیگا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حیاء ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے۔

جو کچھ ہمارے آس پاس ہو رہا ہے، اُسے آج سب دیکھ رہے ہیں۔

اخلاقی زوال کی صورت میں ایک منظم سیلاب ہے جو پوری شدت کے ساتھ اُمڈ آیا ہے اور اب یہ تمام پاکیزہ اقدار کو بہا لیجانے کیلئے آگے بڑھ رہا ہے ـــــ اُسے سہولت یہ میسّر آئی ہے کہ اس کے راستے سے کئی بڑے بڑے بند ہٹا دیے گئے ہیں۔

اور اس کی الجھن یہ ہے کہ ابھی کئی پُرعزم ہاتھ، نئے اور زیادہ مضبوط بند باندھنے میں معروف ہیں۔

یوں ایک عظیم کشمکش کا آغاز ہو چکا ہے۔

کچھ لوگ اس سیلاب کو دیکھ کر سناٹے میں آگئے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ سناٹے میں آجانا کوئی حل نہیں ہے۔

کچھ لوگوں نے اس سے زیادہ آسان کام انتخاب کرلیا ہے۔ وہ سب کچھ دیکھ کر اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیتے ہیں۔ لیکن کیا انہیں علم نہیں کہ اپنے آپ کو بری الذمّہ قرار دینے کیلئے ان کا یہ فعل کسی صورت میں بھی کافی نہیں ہے۔

کچھ اور لوگ ہیں جو بُرائی کے سیلاب کو دیکھ کر مایوسیوں کے بھنور میں ڈوب گئے ہیں۔ انہوں نے ہتھیار پھینک دیے ہیں اور یہ نہیں سوچا کہ ہتھیار پھینک دیے جائیں تو وہ دشمن کے ہاتھوں میں ہی تو پہنچ جاتے ہیں ـــــ ہم مایوس کیوں ہوں ـــــ اگر ہم آنکھیں رکھتے ہیں تو دیکھ سکتے ہیں کہ وہ صدی جو ہمارے حصے میں آئی ہے، صدیوں کے بعد آئی ہے اور اس لئے آئی ہے کہ ہمارے دلوں میں بھلائی اور پاکیزگی کیلئے سینہ سپر ہونے کی کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ تاریخ ہماری زبانوں پر ایسا کوئی شکوہ نہ دیکھے کہ ہم کیوں کسی ایسے دور سے محروم رہے ہیں۔ جب حق اس احساس کے ساتھ اُٹھتا ہے کہ وہ حق ہے اور باطل کو اس پر ناز ہوتا ہے کہ وہ باطل بھی ہے۔ اور بااختیار بھی ـــــ تب ہم مایوس کیوں ہوں، جبکہ ہم جانتے ہیں کہ ایسا دور جب بھی آتا ہے مایوسی کیلئے نہیں آتا۔ عمل کیلئے آتا ہے۔ اور عمل کی دنیا میں قدم رکھتے ہوئے ہم مایوسی کو نہیں اپنا سکتے۔

عمل اور مایوسی شانہ بشانہ نہیں چل سکتے۔ عمل اور مایوسی کا کوئی ساتھ نہیں ہے۔ وہ جو سرگرم عمل ہوتے ہیں۔ عملاً اپنے نصب العین کا شعور رکھتے ہیں۔ اور جو اپنے نصب العین کا شعور رکھتے ہوں، کبھی مایوس نہیں ہو سکتے ـــــ جو قافلہ سرگرم سفر ہو۔ وہ کسی قدم پر بھی کسی رکاوٹ کو اپنے سفر کے خاتمے کی دلیل نہیں بنا سکتا۔

یقیناً مایوسی ہمارے لئے نہیں ہے کہ منزل نگاہ میں ہے۔ ساتھی ہمقدم ہیں اور سفر جاری ہے ـــــ آؤ کفر و شرک کے اندھیروں کی پرواہ کئے بغیر ہم گھر گھر میں دعوتِ اسلام کے چراغ روشن کریں۔

حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم دیوبند

۳ عدد کی خصوصیات

آپ کی تاریخِ پیدائش کا مفرد عدد اگر ۳ ہے اور اگر آپ ہفتے، اتوار، یا پیر کو پیدا ہوئے ہیں تو آپ کے اندر درج ذیل خصوصیات ہوں گی۔

آپ اپنی فطرت کے اعتبار سے اچھے ماحول میں منفرد ہوں گے۔ لیکن بات بات پر بحث کرنا اور سامنے والے کو قائل کرنے کیلئے لن ترانیوں کا سہارا لینا آپ کے مزاج کا خاص حصّہ ہوگا۔ آپ کے سماج میں جو بھی قانون نافذ ہوگا۔ آپ اس سے الگ ڈھنگ دنیا بنانے کی فکر میں رہتے ہوں گے۔ اور کسی بھی وقت کسی بھی قانون سے اعلانِ بغاوت کر دینا آپ کیلئے آسان ہوگا۔ آپ اچھے کھانے اور اچھا پہننے کے شوقین ہوں گے۔ دوست بنانے کی تمنا کرتے ہونگے۔ لیکن دوستوں سے وفا نصیب نہیں ہوتی ہوگی۔ ایسے لوگوں کی ازدواجی زندگی بالعموم دکھوں سے بھری ہوتی ہے۔ مہمان نوازی اور لوگوں کی مدد آپ کا شیوہ ہوگا۔ انتہا پسندی آپ کی ذات کا جزو ہوگا۔ آپ بہت جلد اچھی بُری بات کا اثر قبول کر لیتے ہوں گے۔ کئی نمایاں خوبیاں ہونے کے باوجود آپ راہِ اعتدال سے اکثر بھٹک جاتے ہوں گے۔

اگر آپ کا مفرد عدد تاریخ پیدائش کے اعتبار سے ۳ بنتا ہے تو اتوار کے دن آپ کسی سے اُلجھنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ اپنے کاروباری سوچ میں غرق رہیں۔ اور اگر آپ کا کوئی کاروباری شریک ہو تو اکثر وقت اس کے ساتھ گزارنے کی کوشش کریں۔

پیر کے دن آپ لایعنی کاموں سے بطورِ خاص بچیں۔ وقت کو ضائع کرنے سے احتراز برتیں۔ اپنے تمام کاموں کو پوری توجہ اور ہم آہنگی کے ساتھ انجام دیں۔ انشاءاللہ آپ کو فائدہ پہنچے گا۔ آپ کی طبیعت پُرسکون رہے گی۔

منگل کے دن آپ کے اقدامات کا نتیجہ انشاءاللہ شاندار نکلے گا آپ مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ اسی لئے منگل کے دن اقدامات کرنے سے گریز نہ کریں اور تساہل سے ہرگز ہرگز کام نہ لیں۔ اپنی توجہ اپنے کام پر لگائے رکھیں۔ آپ کی توجہ آپ کی ترقی میں چار چاند لگا دے گی۔

بدھ کا دن بھی آپ کو کاروباری مشغولیت میں گزارنا چاہیے۔ یقین رکھیں اس دن کی مشغولیت آپ کیلئے فائدے کا باعث بنے گی۔ اگر بدھ کے دن آپ کسی نئے اقدام کا ارادہ کرلیں اور یقین کے ساتھ قدم اٹھائیں تو مشکلات کے پہاڑ بھی آپ کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکیں گے۔ اور مصائب بھی آپ کو خود راستہ دینے پر مجبور ہوں گے۔

جمعرات کا دن آپ کیلئے ذہنی اور روحانی خوشی کا پیغام لیکر آئے گا جس میدان میں آپ کام کر رہے ہیں اس میں آپ پر نئی نئی راہیں منکشف ہوں گی۔ جمعرات کے دن آپ کچھ تفریح بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر اس دن آپ کاروباری سفر کا آغاز کریں تو ذہنی سکون کے ساتھ ساتھ آپ کو ترقی کا کوئی چانس بھی بفضلِ ربّ العلمین نصیب ہو سکتا ہے۔

جمعہ کا دن آپ کو فکر اور مایوس کن غم میں بھی مبتلا کر سکتا ہے۔ لیکن آپ ہر فکر اور سوچ کو اپنے دل سے کھرچ دیں۔ اور ماشاءاللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے وقتی دکھوں کو نظرانداز کر کے مستقبل کیلئے جدوجہد کو جاری رکھیں۔ اس دن اگر آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کا اہتمام رکھیں تو آپ کے آنے والے مصائب ٹل سکتے ہیں یا آپ میں ان کو برداشت کرنے کی قوت پیدا ہو سکتی ہے۔

ہفتے کا دن آپ کی زندگی میں ایک نیا موڑ لا سکتا ہے۔ اگر آپ کے دل میں کوئی نیا منصوبہ جنم لے رہا ہو تو ہفتے کے دن اس کو عملی جامہ پہنا دیں۔ لیکن پوری رازداری کے ساتھ نئی راہوں پر قدم اُٹھائیں۔ اگر آپ رازداری کو ملحوظ نہیں رکھیں گے تو دوسرے لوگ آپ کی اسکیم لے اڑیں گے۔ اور آپ کی محنت بیکار جائے گی۔ یا پھر آپ کو خاطرخواہ فائدہ نہیں پہنچے گا۔

اگر آپ کا مفرد عدد تاریخ پیدائش کے اعتبار سے ۳ بنتا ہے تو ہر قسم کے سماجی اور اصلاحی کاموں میں آپ کو دلچسپی ہوگی۔ اور اپنی فطری خامیوں پر تھوڑا سا کنٹرول کرنے کے بعد آپ کو نمایاں کامیابی زندگی کے ہر ہر قدم پر ملے گی انشاءاللہ۔ آپ اپنی عمر کے ۳۰ ویں ۳۹ ویں سالوں میں خوب ترقی کریں گے اور اگر زندگی باقی رہی ۵۷ ویں اور ۶۶ ویں سالوں میں ترقی کے پورے عروج پر ہوں گے۔

(باقی آئندہ)

مستقل عنوان ـــــ انسانی مسائل کا روحانی حل ـــــ

حسن الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

روحانی ڈاک

ایک شخص ایک وقت میں تین سوال کر سکتا ہے۔ سوالات کرنے کیلئے طلسماتی دنیا کا خریدار ہونا ضروری نہیں ہے۔

ناف کے سدھار کیلئے

سوال از: عبداللطیف ـــــ مالیگاؤں

روحانی ڈاک کے کالم سے متاثر ہو کر یہ خط لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں گے۔

عالیجناب! اکثر میری ناف ٹل جاتی ہے اور جب جب ناف ٹلتی ہے تو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اور بار بار قضائے حاجت بھی ہونے لگتی ہے۔ جس سے کمزوری پیدا ہو کر وبالِ جان بن جاتی ہے۔ برائے مہربانی اس مرض سے چھٹکارا پانے کیلئے کوئی مؤثر اور سہل عمل تجویز فرما دیں۔

جواب ایک نقش نقل کیا جا رہا ہے۔ اس نقش کو پیلے رنگ کے کاغذ پر نیلی یا کالی روشنائی سے لکھ کر اپنے بازو پر اس وقت باندھیں جب آپ کی ناف ٹلی ہوئی ہو انشاء اللہ اس نقش کی برکت سے ناف اپنے مقام پر آ جائے گی اور اگر درد ہو گا تو وہ بھی موقوف ہو گا۔ درمیانی خانے میں آپ اپنا نام لکھیں۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

یا اللہ یا رحمن	یا اللہ یا رحمن	یا اللہ یا رحمن
یا اللہ یا رحمن	عبداللطیف	یا اللہ یا رحمن
یا اللہ یا رحمن	یا اللہ یا رحمن	یا اللہ یا رحمن

حمل کی حفاظت کیلئے

سوال از: عبدالسلام قاسمی ـــــ جونپور

کافی دنوں سے میں روحانی عملیات کے ذریعہ لوگوں کی خدمت کر رہا ہوں۔ جب سے طلسماتی دنیا پڑھ رہا ہوں۔ خدمت خلق کا مزید حوصلہ پیدا ہوا ہے اور معلومات میں بھی زبردست اضافہ بھی ہوا ہے۔ پھر بھی بعض معاملات میں مشکل پیش آتی ہے۔ میرے پاس اکثر ایسی خواتین آتی رہتی ہیں جو حمل ضائع ہونے کی شکایت کرتی ہیں بعض خواتین سیلان کا شکار ہوتی ہیں۔ بعض کا حمل کمزوری کی وجہ سے یا کسی اور بنا پر ضائع ہو جاتا ہے۔ آپ اس سلسلے میں کوئی ایسا نقش مرحمت فرمائیں جس کے ذریعہ حمل محفوظ رہے۔ میں آپ کا ممنون رہوں گا۔

جواب ایک نقش نقل کیا جا رہا ہے یہ نقش حفاظتِ حمل کیلئے تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔ اس نقش کو گلاب و زعفران سے لکھ کر حمل کے ابتدائی دنوں میں لگاتار چالیس دن تک پانی میں گھول کر پلائیں۔ چالیس دن کے بعد ایک ہفتے میں ایک بار پلائیں۔ انشاء اللہ حمل ساقط نہیں ہو گا۔

نقش یہ ہے۔

ع

ص

۳ ھط
ھط

چوہوں سے بچاؤ کیلئے

سوال از: (ایضاً)

بعض کسان حضرات اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ چوہے ان کی کھیتیاں تباہ کر دیتے ہیں۔ کیا چوہوں کو بھگانے کیلئے کوئی مؤثر عمل ہے۔؟ اگر ہو تو عنایت کریں۔

جواب ایک کلو ریت پر تین بار سورۂ یٰسین پڑھ کر دم کریں۔ پھر اس ریت کو کھیت میں چھڑکنے کی تاکید کریں۔ انشاء اللہ چوہے وہاں سے بھاگ جائیں گے۔ ورنہ یہ عمل کریں کہ ایک مٹکا پانی لیکر اس پر مندرجہ ذیل آیت کو گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کر دیں پھر اس پانی کو تمام کھیت میں چھڑک دیں۔ انشاء اللہ چوہوں کا نام و نشان نہیں رہے گا ـــــ آیت یہ ہے۔ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ

لِلْقُبُلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔
یہ آیت آٹھویں سپارے میں سورۂ اعراف میں ہے۔ اسے دیکھ کر پڑھیں یا یاد کرکے پڑھیں۔ دونوں ہی طرح ٹھیک ہے۔

شادی کے لئے

سوال از: (ایضاً)

آج کل لڑکیوں کے پیغامات نہ آنا بھی والدین کیلئے باعثِ رنج بنا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کوئی ایسا آسان عمل تجویز کریں جو آپکے تجربے میں آچکا ہو۔

جواب جس لڑکی کا پیغام نہ آتا ہو اُسے اس بات کی ہدایت کریں کہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد سورۂ اخلاص قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اکتالیس مرتبہ پڑھیں۔ عمل کے شروع اور آخر میں گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھنے کی بھی تاکید کریں۔ یہ عمل لگاتار ۳ مہینے تک کرنا چاہیئے اور روزانہ عمل کے ختم پر اپنی شادی کی دعا کرنی چاہیئے۔ انشاء اللہ تین دن کے اندر اندر کسی جگہ سے پیغام موصول ہو کر بات پکی ہو جائے گی۔ یہ عمل ہمارا بارہا کا آزمایا ہوا ہے۔ خدمتِ خلق کیلئے میں آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔

کھویا ہوا وقار حاصل کرنے کیلئے

سوال از: شمس الدین خان ——— ناگور

میں ایک افسر کی حیثیت سے ایک سرکاری محکمے میں اٹھارہ سال تک سرکاری ملازم رہا۔ مجھے میرے مالک نے عزت اور مقبولیت عطا کی۔ لیکن آپ جانتے ہیں ہمارے ملک میں اچھے لوگ تعصب اور حسد کا شکار ہو کر اپنا وقار کھو بیٹھتے ہیں میں جس محکمے میں عہدہ اعلیٰ پر فائز تھا۔ (سمائی چاہوں گا کسی مصلحت کی وجہ سے میں اس محکمے کا تذکرہ نہیں کر رہا ہوں) وہاں میرے علاوہ ایک مسلمان اور تھے۔ ہم دو مسلمانوں کے سوا باقی سب لوگ دیگر اقوام سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اللہ کی دی ہوئی توفیق سے میں رشوت سے بہت دور تھا جب کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں رشوت لینے دینے کے بہت چانس ملتے تھے۔ میں نے خود کو محفوظ رکھا۔ در اصل میرے والد بہت خدا ترس انسان تھے اور وہ جب تک زندہ رہے مجھے حلال روزی حاصل کرنے کیلئے تاکید کرتے رہے۔ ان ہی کی نصیحتوں اور مشوروں کا یہ فیض تھا کہ میں رشوت وغیرہ جیسی چیزوں سے بچا رہا۔ اس کے باوجود بھی ایک معاملے میں مجھ پر رشوت لینے کا ایک الزام آیا۔ اور لاکھ صفائی دینے پر بھی میں خود کو ایماندار ثابت نہ کر سکا اور ایک دن میں اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا۔ رزق کی ذمہ داری تو مالک کی ہے رزق تو کسی بھی طرح انسان کو ملتا ہی رہتا ہے۔ لیکن میرے لئے بے عزتی اور معزولی کا غم کینسر بنا ہوا ہے۔ آپ کا رسالہ پڑھ کر دل کو سکون ہوا اور روشنی کی کرن نظر آئی۔ آپ لوگوں کی جس طرح رہنمائی کر رہے ہیں یہ آپ ہی کا حق ہے۔ ورنہ اس خود غرض زمانے میں کس کو کس کی پرواہ ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں جو میرے لئے آسان ہو اور جس کی برکت سے میں مقدمہ جیت جاؤں اور میری کھوئی ہوئی عزت پھر مجھے واپس مل جائے۔ اللہ آپ کو اپنے بندوں کی خدمت کے لئے سلامت رکھے اور آپ کے رسالے کو عروج پر پہنچائے (آمین)

جواب آپ کی داستان پڑھ کر دکھ ہوا۔ آسمان پر پرواز کرنے کے بعد زمین پر آگرنا بہت بڑا غم ہے اور اس غم کی شدت کو صرف وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جو خوشحالی کے بعد اچانک بدحالی کا شکار ہو گئے ہوں۔ اور جو مار دل اور سنگ مرمر کے مکانوں میں آسودہ زندگی گزارنے کے بعد جھگیوں یا کچے پکے مکانوں میں زندگی گزارنے پر مجبور کر دیئے گئے ہوں۔ حدیث کی رُو سے بھی ہر وہ شخص قابلِ رحم ہے جو اوپر سے نیچے کی طرف آگیا ہو۔ مالداری کے بعد غربت، عزت کے بعد ذلت، تندرستی کے بعد بیماری وغیرہ جیسے انقلابات انسان کیلئے سوہانِ روح بن جاتے ہیں اور وہ جیتے جی مر جاتا ہے۔ اور اس کے ولولے ناکامیوں اور محرومیوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے (آمین)

آپ کیلئے ہم ایک ایسا عمل پیش کر رہے ہیں کہ اگر آپ نے پورے ایمان و یقین کے ساتھ اس کو انجام دے دیا تو انشاء اللہ آپ کو کھویا ہوا وقار واپس مل جائے گا۔ آپ پر لگائے گئے الزامات ثابت نہ ہو سکیں گے۔ مقدمہ آپ کے حق میں ہوگا۔ اور آپ پھر اسی عہدے پر فائز ہو کر پھر لوگوں کی نگاہوں میں سرخرو ہوں گے انشاء اللہ۔

آپ کو کرنا یہ ہے کہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد غسل کریں۔ صاف ستھرا لباس پہنیں۔ خوشبو لگائیں۔ اس کے بعد دو نفلیں اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ احد) دس دس مرتبہ پڑھیں۔ نفلوں کے بعد شروع کی تین راتوں تک کھڑے ہو کر "یَا عَزِیْزُ" تین ہزار مرتبہ پڑھیں اس عمل کے شروع اور آخر میں گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ چوتھی رات میں نفلوں کے بعد یَا عَزِیْزُ بیٹھ کر پانچ ہزار مرتبہ پڑھیں۔ اور آگے پیچھے گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ پانچویں، چھٹی اور ساتویں رات نفلوں کے بعد سجدے میں جا کر تین سو مرتبہ یَا عَزِیْزُ پڑھیں۔ ہر رات غسل کے بعد اپنے عہدے کی بحالی کی دعا کریں اور کوشش کریں کہ دعا مانگتے وقت آپ کی آنکھیں بھیگ جائیں۔ رونا نہ آئے تو رونے کی سی صورت بنا لیں۔ انشاء اللہ آپ کی دعا قبول ہوگی۔ آپ کو وہ منصب پھر عطا ہوگا جس سے آپ معزول کر دیئے گئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پروردگارِ عالم آپ کو پہلے سے بھی زیادہ لوگوں کی نظروں میں معزز اور مکرم کر دے اور آپ کو پہلے سے بھی کہیں زیادہ بڑا عہدہ اور مقام عطا کر دے۔ وہ ہر طاقت سے زیادہ طاقتور ہے اور ہر صاحبِ اختیار سے زیادہ مختار ہے۔ آپ کسی بھی قمری ماہ میں ۲۰ تاریخ سے ۲۸ تاریخ کے درمیان یہ عمل کر لیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھیں کہ وہ گرے ہوئے کو کس طرح اُٹھاتا ہے اور ٹھکرا دیئے گئے انسانوں کو کس طرح سرخروئی اور سربلندی عطا کرتا ہے ——— دعا گو ہوں کہ حق جل جلالہٗ آپ کو آپ کا کھویا ہوا وقار واپس دلا دے اور آپ کو اس روحانی غم سے نجات عطا کرے۔

دردِ سر کا علاج

سوال از: عارفہ بیگم ——— فرید آباد

ھاشمی صاحبؒ! شادی کے بعد سے اکثر میرے سر میں درد رہنے لگا ہے۔ گولیاں کھاتی ہوں تو ٹھیک ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پھر درد شروع ہو جاتا ہے۔ جس وقت درد ہوتا ہے تو اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ میں کسی بھی طرح کا کوئی کام نہیں کر پاتی۔ شدتِ درد کی وجہ سے آنکھیں بھی نہیں کھل پاتیں۔
برائے کرم کوئی روحانی علاج تجویز کریں۔

جواب یہ حروف لکھ کر تعویذ بنا کر رکھیں اور جس وقت بھی درد ہو گولیاں کھانے کے بجائے یہ نقش پیشانی پر باندھ لیں۔ نقش پیشانی پر رکھیں اور گرہ سر کے پچھلے حصے کی طرف باندھیں۔ انشاء اللہ چند دن میں درد کی شکایت رفع ہوگی۔ شروع شروع میں درد نقش باندھنے پر رفع ہوگا۔ اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ درد نہیں ہوگا۔ اور نقش باندھنے کی نوبت نہیں آئے گی۔
نقش کی اجازت دی جاتی ہے۔ کسی بھی دن نمازِ فجر کے بعد یہ نقش لکھ کر اور کالے کپڑے میں تیار کرکے رکھ لیں۔ نقش اس طرح بنائیں۔

۷۸۶ ۷۸۶ ۷۸۶

اح الک لک ح ع ح ا م

مرض کا پتہ نہیں چلتا

سوال از: خورشید احمد کاظمی ——— اعظم گڑھ

میری اہلیہ نسرین بانو، والدہ کا نام نسیم بانو عرصۂ دراز سے علیل ہیں۔ اور دن سوکھتی جا رہی ہیں۔ میں نے ان کے سبھی قسم کے علاج کرائے ہیں۔ یونانی علاج بھی کافی دنوں رہا۔ بعض عاملین کو بھی دکھایا۔ کسی نے جادو بتا دیا۔ کسی نے جن کا اثر بتایا کسی نے نظر بتائی۔ اور سبھی عاملین کے تعویذ بھی استعمال کئے۔ لیکن وقتی فائدے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ ڈاکٹروں نے خون اور پیشاب بھی ٹیسٹ کئے۔ مختلف انداز سے چیک اپ بھی ہوئے اور ایکسرے بھی کرائے گئے۔ لیکن اب تک صحیح تشخیص شاید نہ ہو سکی۔ اور اسی وجہ سے جو علاج بھی ہوتا ہے وہ محض اندازے سے ہوتا ہے اس لئے بس برائے نام فائدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔
ماہنامہ طلسماتی دنیا پڑھ کر دل یہ کہتا ہے کہ آپ میری رہنمائی کریں گے۔ اگر آپ حکم دیں گے تو میں اپنی بیوی کو دیوبند لے آؤں گا۔ یا آپ مناسب سمجھیں تو لفافے میں نقش رکھ کر روانہ فرما دیں یا جو بھی رہنمائی کرنا چاہیں اس کے لئے جوابی لفافہ حاضر ہے۔

جواب ہم آپ کو ایک ایسا عمل بتا رہے ہیں کہ اگر آپ نے اس عمل کا اہتمام کر لیا تو انشاء اللہ آپ کی بیوی صحت مند ہو جائیں گی اور انہیں نامعلوم بیماری سے نجات مل جائے گی۔ ہمارا اپنا گمان یہ ہے کہ نسرین بانو کو کوئی جسمانی عارضہ لاحق ہے۔ لیکن معالجین اس عارضے کی تشخیص کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ان پر جن بھوت کا کوئی اثر نہیں ہے اور نہ ہی ان پر جادو وغیرہ معلوم ہوتا ہے۔ اغلب گمان یہ ہے کہ ان کے گردے متأثر ہیں اور معدہ بھی ان کا درست نہیں ہے۔ سوچنے کی عادت زیادہ ہے اور دل و دماغ پر کسی چیز کا دباؤ بھی رہتا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ سات پتے بیری کے صبح کو سورج نکلنے سے پہلے توڑ کر لائیں اور ہر ایک پتے کو توڑتے وقت ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھیں۔ گھر سے نمازِ فجر پڑھ کر باوضو نکلیں۔ اگر بیری کا درخت گھر سے فاصلے پر ہو تو نماز بیری کے درخت کے قریب ہی پڑھ لیں۔ خیال رکھیں کہ پتے سورج نکلنے سے پہلے ہی توڑنے ہیں۔ گھر لا کر ان پتوں کو سالے کی طرح پیس لیں۔ تھوڑا سا پانی ان پر چھڑک لیں تاکہ پیسنے میں دشواری نہ ہو۔ پھر ان پسے ہوئے پتوں کو ایک بالٹی پانی میں گھول لیں۔ اور ہاتھ سے پانی کو گھولتے رہیں۔ اور آیت الکرسی پڑھتے رہیں سات مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اس پانی پر دم کر دیں۔ پھر اس پانی سے نسرین بانو کو نہلا دیں اور اس عمل کو بالکل اسی طرح لگاتار سات روز تک کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ نامعلوم مرض سے چھٹکارا ملے گا۔ اور صحتِ کاملہ نصیب ہوگی۔
اگر ہماری رہنمائی پر بھروسہ ہو اور اللہ جل جلالہٗ کے کلام پر یقینِ کامل ہو تو اس عمل کا اہتمام کریں۔ بے دلی اور تذبذب کے ساتھ ہرگز ہرگز یہ عمل نہ کریں ورنہ کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ دعا کرتا ہوں کہ پروردگارِ عالم آپ کی بیوی کو شفا اور صحت کی دولتوں سے سرفراز کرے۔ اور آپ کو اس ذہنی کرب سے نجات بخشے۔ آمین۔

ڈاڑھ کا درد پریشان کرتا ہے

سوال از: ثمینہ خاتون ——— آگرہ

آپ کا رسالہ تحفے کے طور پر ہر ماہ میرے شوہر لیکر آتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپکا رسالہ اس دور میں ایک مسیحا کی حیثیت رکھتا ہے اور دکھوں کے دور میں اُمید کی کرن ہے۔ اللہ کا کرم ہے کہ میں اپنے گھر میں عیش کر رہی ہوں۔ سب کچھ ہمیں ملا ہے۔ لیکن پچھلے چند سالوں سے میری ڈاڑھ میں شدید درد ہوتا ہے۔ بہت دوائیں کھا چکی ہوں لیکن درد ٹھیک نہیں ہوتا۔ میں اس ڈاڑھ کو نکلوانا نہیں چاہتی۔ مہربانی کر کے آپ کوئی روحانی عمل بتا دیں تاکہ ڈاڑھ نکلوانے کی نوبت نہ آئے اور درد سے نجات ملے۔

جواب ایک تین انچ کے کاغذ پر یہ آیت لکھیں لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ اس کے بعد جس جانب درد ہو رہا ہو اس جانب کے رُخسار پر اس پرچے کو رکھ کر ہلکا ہلکا سا دبائیں۔ حروف رُخسار کی طرف رہیں۔ چند منٹ ایسا کر کے اس پرچے کو کسی کیاری میں یا گملے میں دبا دیں۔ انشاء اللہ درد دور ہوگا۔ چند بار درد کی حالت میں ایسا کر لینے سے انشاء اللہ درد سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائیگی۔ اگر مذکورہ آیت کے لکھنے میں کوئی دشواری ہو تو پھر یہ حروف لکھیں

ف د ع و ن ع د ق ش د ۔

ان حروف کو آپ پاکی ناپاکی ہر حالت میں لکھ سکتی ہیں۔ لیکن آیتِ کریمہ کو ناپاکی کی حالت میں لکھنے کی غلطی نہ کریں۔

بواسیر کا چھلّہ

سوال از: (ایضاً)

یہ بواسیر کا چھلّہ کس طرح تیار ہوتا ہے۔؟ مجھے اس سے پہلے کسی عامل نے بتایا تھا لیکن اس کی تفصیل یاد نہیں رہی۔ آپ بتانے کی زحمت کریں۔

جواب چاندی یا کانسے کے چھلّے پر ماہِ مبارک کے آخری بدھ کو ایک چھلّے پر یا متعدد چھلّوں پر سورۂ یٰسین سات مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔ اس کے بعد ایک بالٹی پانی پر سات مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھ کر دم کریں۔ اس طرح کل ۱۴ مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھی جائے گی۔ پھر اس کے بعد یہ کریں کہ ان چھلّوں کو آگ میں تپائیں۔ تقریباً دس منٹ تک آگ میں تپا کر اس بالٹی میں انہیں ڈال دیں جس میں پڑھا ہوا پانی ہے۔ اس پانی کو کیاریوں اور گملوں میں ڈال دیں۔ بس بواسیر کے چھلّے تیار ہیں جس شخص کو خونی یا بادی بواسیر ہو اسے یہ چھلّہ پہنائیں۔ انشاء اللہ بواسیر رفع ہوگی۔ یہ عمل تمام ماہرین کا آزمودہ ہے۔

حاسدوں سے بچاؤ کیلئے

سوال از: (ایضاً)

اللہ نے عرش حال عطا کی ہے اس لئے اپنے پرائے سبھی جلتے ہیں اور بعض لوگوں کا حسد تو بالکل کھلا ہوا ہے۔ اس سے بڑی کوفت ہوتی ہے۔ اور کبھی کبھی حاسدوں کی ہائے ہائے نقصان بھی پہنچاتی ہے۔ آپ حاسدوں کے حسد سے حفاظت کی کوئی دعا اور طریقہ بتائیں۔

جواب ہر فرض نماز کے بعد قرآن حکیم کی آخری دو سورتیں پڑھا کریں۔ اور ہر جمعہ کو بعد نمازِ مغرب سجدے میں جا کر ۹ مرتبہ اَلْمُذِلُّ جَلَّ جَلَالُہٗ پڑھا کریں۔ یہ عمل ان ہی دنوں میں کریں جن دنوں میں آپ نماز پڑھتی ہیں۔ باقی دنوں میں ترک کر دیں۔ جس وقت سجدے کی حالت میں آپ یہ اسم مبارک اپنی زبان سے ادا کر رہی ہوں، اُس وقت حاسدوں کے حسد سے حفاظت کا خیال رکھیں۔ انشاء اللہ حسد اور جلن کے جو اثرات مرتب ہوں گے ان سے آپ کی حفاظت رہے گی۔ اور حاسدین خود دنیا و آخرت میں نقصان اُٹھائیں گے۔

گمشدہ چیز کے لئے

سوال از: پروین اختر ——— سہارنپور

اکثر گھر میں چیزیں غائب ہو جاتی ہیں۔ روپے پیسے بھی گم ہو جاتے ہیں زیور وغیرہ بھی غائب ہوتے ہیں۔ اور یہ شکایت اکثر خاندان کی اکثر عورتوں کو ہوتی رہتی ہے۔ گمشدہ چیزوں کیلئے کوئی مؤثر عمل بتا دیں۔ تاکہ مستقل اس سے فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

جواب اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو کسی پاک صاف دھاگے پر سورۂ یٰسین سے حرّ مبین تک پڑھ کر دم کر کے ایک گرہ لگائیں اور اسی طرح تین گرہ لگائیں پھر اس دھاگے کو کسی بکس میں بند کر کے تالا لگا دیں۔ انشاء اللہ وہ چیز تین دن کے اندر اندر مل جائے گی۔ اگر کسی نے اُٹھائی ہوگی تب بھی وہ رکھ دے گا۔ شرط یہ ہے کہ وہ چیز اس عمل سے پہلے گھر سے باہر نہ گئی ہو۔ اگر گھر سے باہر چلی گئی تو پھر ملنا دشوار ہوگا۔

گمشدہ چیز کیلئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تین مرتبہ پڑھ کر اُسے تلاش کرنا بھی مفید ہے۔ لیکن یہ عمل صرف ان چیزوں کے لئے کام کرتا ہے جو انسان رکھ کر بھول گیا ہو۔ اگر کسی نے چیز اُٹھائی ہو تو وہاں پہلے والا عمل ہی کام کرے گا۔

نکسیر کا علاج

سوال از: احترام الحق ——— مظفر نگر

میرے لڑکے کو جس کی عمر گیارہ سال ہے۔ اکثر ناک سے نکسیر پھوٹ جاتی ہے گرمیوں کے زمانے میں بار بار یہ تکلیف ہوتی ہے اور کبھی کبھی سردیوں میں بھی یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ نکسیر سے نجات کا کوئی روحانی طریقہ بتائیں یا نقش بھجوائیں۔ مہربانی ہوگی۔ اور مشکور رہوں گا۔ جلد ہی ملاقات بھی کروں گا۔

جواب مندرجہ ذیل نقش سفید کاغذ پر کالی روشنائی سے لکھ کر صاحبزادے کے گلے میں ڈلوا دیں۔ انشاء اللہ نکسیر نہیں چھوٹے گی اگر اس کے بعد نکسیر کی شکایت ہو تو اس وقت جب نکسیر جاری ہو اسی نقش کو زعفران سے لکھ کر پانی میں گھول کر پلا دیں۔

طا	طا	طا
طا	طا	طا
طا	طا	طا

غربت سے پریشانی

سوال از: نصیر احمد انصاری ——— ناگپور

طلسماتی دنیا پابندی کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ روحانی ڈاک کا کالم پوری دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ آپ لوگوں کے مسائل حل کر کے دونوں ہاتھوں سے ثواب آخرت لوٹ رہے ہیں۔ میری بھی ایک پریشانی ہے۔ دکان جیسی چلنی چاہئے تھی ایسی نہیں چل رہی ہے۔ بچے ماشاء اللہ کافی ہیں۔ دو بہنوں کا بھی بوجھ اور بیوہ ماں کا بوجھ بھی میرے ہی کاندھوں پر ہے۔ کوئی ایسا عمل بتا دیں کہ رزق کی فراوانی ہو جائے۔

جواب نصف رات کے بعد دو رکعت نفل غربت دور ہونے کی نیت سے پڑھیں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ اخلاص دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد ۱۵ ہی مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں پھر سجدے میں جائیں۔ ستّر مرتبہ یَا عَظِیْمُ یَا رَفِیْعُ یَا مُغْنِیُ یَا وَاسِعُ یَا رَزَّاقُ پڑھیں۔ اس کے بعد سجدے سے سر اُٹھائیں اور دو زانو بیٹھ کر قبلہ کی طرف رُخ کر کے ایک ہزار مرتبہ پوری بسم اللہ اور ایک ہزار مرتبہ یَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ آخیر میں ایک ہزار مرتبہ یَا سُبُّوْحُ پڑھیں۔ اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر دعا کریں۔ اور دعا اوّل و آخیر ایک ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ انشاء اللہ تین دن یہ عمل کرنے سے عسرت بلا دندی آئے گی۔

اس کے علاوہ ایک اور عمل رزق کی فراوانی کے لئے پیش کیا جا رہا ہے یہ عمل بھی تیر بہدف ثابت ہوا ہے۔ اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہوئے آپ بھی قسمت آزمائیں ——— عمل کی تفصیل یہ ہے۔ صبح کی نماز کے بعد درود شریف ۲۱ مرتبہ پھر سورۂ اذا جاء نصر اللہ ۲۱ مرتبہ اس کے بعد پھر درود شریف ۲۱ مرتبہ ظہر کی نماز کے بعد اوّل و آخیر درود شریف بھی ۲۲ مرتبہ اور درمیان سورۂ نصر بھی ۲۲ مرتبہ عصر کی نماز کے بعد درود شریف بھی ۲۳ مرتبہ اور سورۂ نصر بھی ۲۳ مرتبہ مغرب کی نماز کے بعد دونوں عمل ۲۴ مرتبہ اور عشاء کی نماز کے بعد دونوں عمل اسی طرح ۲۵ مرتبہ پڑھیں۔ اور اس معمول کو ۴۰ دن تک جاری رکھیں۔ انشاء اللہ آپ کی دکان بھی خوب چلے گی۔ اور دوسرے ذرائع سے بھی دولت خود چل کر آپ کے گھر آئے گی۔ رزق وہاں وہاں سے ملے گا جہاں جہاں کا آپ کو وہم و گمان بھی نہیں ہوگا۔

تعویذ گنڈوں کی مخالفت کا شکوہ

سوال از: نور الہدیٰ قاسمی ——— پھلواری شریف۔

میرے جیسے بیشمار بزرگوں کو تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کرتے دیکھا ہے اس موضوع پر میں نے کافی کتابیں بھی پڑھی ہیں۔ میرا اپنا شرح صدر یہ ہے کہ یہ سلسلہ برحق ہے۔ لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ اس سلسلے کو شرک سے جوڑ دیتے ہیں۔ اور تعویذ گنڈوں کی مخالفت کو صحیح ثابت کرنے کیلئے وہ کچھ احادیث بھی پیش کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کیلئے کوئی مسکت جواب آپ کے پاس ہے۔؟

جواب یہ دنیا جس میں ہم اور آپ رہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ ہی سے ہر قسم کے لوگوں سے آباد ہے۔ شریف، غیر شریف، اچھے برے، صاحبِ کردار، بدکردار، ذہین، کند ذہن، مصلح، جھگڑالو، خیر خواہ، بدخواہ، کم گو، چرب زبان، منکسر المزاج، خود سر اور ہٹ دھرم سبھی قسم کے لوگ روز اوّل سے اس کائنات کے باشندے ہیں اور اس دنیا کے آخری دن تک بھی قسم کے لوگ اس دنیا کی رونق بنے رہیں گے۔ یہاں تک کہ حساب کی گھڑی آ جائے گی۔ انکار و اقرار کا سلسلہ بھی بہت پُرانا ہے۔ اور یہ سلسلہ آئندہ بھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ جسے تعویذ گنڈوں کا یا کسی اور چیز کا نہ سب اس کے طرف دار ملیں گے اور نہ سب کے سب مخالف۔ حد یہ ہے کہ ایمان و یقین جیسی قیمتی گرانقدر اشیاء کے بھی سب ماننے والے نہیں ہیں۔ وہ شرافت جو بہرحال قابلِ قدر ہوتی ہے اس کے پرخچے اُڑانے والے بھی اسی دنیا میں رہتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس رنگ برنگی دنیا کہ جہاں رنگ برنگی عقلوں کے لوگ بستے ہوں یہ خواہش کرنا کہ سب کے سوچنے کا انداز ہمارے جیسا ہو جائے بجائے خود ایک غلطی ہے۔ ہر شخص کو اپنی عقل و فہم اور علم و آگہی کے مطابق بولنے اور زندگی گزارنے کی آزادی ہے۔ اس دنیا میں جوار بابِ عقل سے بھری ہوئی ہے کچھ پاگل اور خبط الحواس بھی رہتے ہیں۔ اگر ہم ہر وقت ایسے لوگوں کے بارے میں غم کرتے رہیں اور ان کی فکریں اپنی عقلوں کو داؤ پر لگا دیں تو یہ طریقہ اور وطیرہ بجائے خود پاگل پن کے قبیل سے ہوگا۔ اچھی چیزوں اور اچھے لوگوں کی مخالفت اب ہنر اور فیشن بن گئی ہیں چاند پر تھوک کر ہر شخص نمایاں ہونے کی فکر میں لگا ہوا ہے اس سے قطع نظر کر تھوک کی چھینٹوں سے اپنے چہرے کی رنگت متأثر ہو گئی ہے۔ جو لوگ ایمان کے الف سے اور توحید کی تے سے واقف نہیں ہیں جنہیں اخلاص اور حُسنِ نیت کی خوشبو بھی میسر نہیں ہے اور جنہیں ایمان عمل کی گہرائیوں کا بھی پتہ نہیں ہے۔ وہ بھی تعویذ گنڈوں کی مخالفت میں اغیر پَروں کے اُڑے پھرتے ہیں۔ اب ہم کس کس کا تعاقب کریں۔ اور کس کس کی عقل کا ماتم کریں۔ ہم نے اپنی محدود عقل اور محدود علم سے جو کچھ سمجھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک اگر دائرۂ عقیدے میں رہکر کئے جائیں تو عقائد و ایمان کی تبلیغ کا سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ بن سکتے ہیں۔ بُرائی تعویذات اور روحانی عملیات میں نہیں بلکہ بُرائی تو ان لوگوں میں ہے جو دھونی رچائے بیٹھے ہیں اور اپنے دنیاوی مفادات کیلئے اللہ کے سیدھے سادے بندوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں اور بے دریغ انہیں لوٹ رہے ہیں۔ اُن کی مخالفت کے بجائے تعویذ گنڈوں کے پیچھے لاٹھی لیکر دوڑ پڑنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے مسلمانوں کی بے کرداریوں اور بداعمالیوں کا احساس کر کے کوئی عقل کُل اسلام کے پیچھے پڑ جائے اور ہر صاحبِ اسلام کے خلاف زہر افشانی کرنے لگے آپ نے جن لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ مسلم سماج کے تقریباً بگڑے ہوئے لوگ ہیں انہیں اگر ایمان و توحید کے معانی معلوم ہوتے تو ان کی زبان سے تعویذوں کی مخالفت کے بجائے تعویذوں کی تائید و توثیق ہوتی۔ لیکن ایسے لوگ چونکہ اسلامی تعلیم و تربیت سے کلیۃً محروم ہیں۔ اس لئے یہ لوگ مخالفت کی جگالی کرنے پر مجبور و بے بس ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے شاید کوئی جواب ایسا نہیں ہے جو انہیں چپ کر دے۔ ایسے لوگوں کیلئے وہی پُرانا فارمولہ "جوابِ جاہلاں باشد خموشی" اختیار کرنا چاہئے۔ ہماری ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ اختلافِ بے جا کا مظاہرہ کرنے والے لوگ غیر تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے دیدہ دلیری لاف و گزاف اور بے جا لن ترانیوں کے باوجود قابلِ رحم ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دعائے خیر کیجئے اسی میں ہم سب کی عافیت ہے۔ کیا بعید ہے کہ مرنے سے پہلے انہیں توبہ توفیق ہو جائے۔ اور اگر توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو تو میرا آپ کا کیا جاتا ہے ہر شخص اپنا حساب خود ہی دیگا۔ دعا کیجئے کہ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

تیسرے دن کا بخار

سوال از: آمنہ خاتون ـــــــ (ہردوئی)

میری بہن کو جس کی عمر ۲۲ سال ہے۔ تیسرے دن بخار ہو جاتا ہے۔ کافی علاج ہو چکا ہے۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ روحانی علاج بھی ایک مولانا سے کیا تھا۔ وقتی طور پر بخار رکا رہا لیکن چند دنوں کے بعد پھر بخار چڑھنے لگا۔ ازراہ مہربانی کوئی علاج تجویز کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

جواب اس طرح کے بخار کا عموماً کوئی وقت ہوتا ہے۔ اندازہ کرلیں کہ کس وقت بخار چڑھتا ہے۔ اس سے تین گھنٹے پہلے ۱ نقش پہلے دن مریض کے گلے میں ڈالیں۔ تیسرے دن اسی وقت اس نقش کو اُتار دیں اور ۲ نقش گلے میں ڈال دیں۔ اور پہلے والے نقش کو آٹے میں گولی بنا کر کسی کنوئیں میں پھینک دیں۔ پانچویں دن ۳ نقش گلے میں ڈالیں۔ اور ۲ والے نقش کو اُتار کر آٹے میں گولی بنا کر کنوئیں میں پھینک دیں۔ ساتویں دن تیسرے نقش کو بھی آٹے میں گولی بنا کر کنوئیں میں ڈالیں۔ انشاءاللہ اس مدت میں کلی طور پر مرض سے نجات مل جائے گی۔

نقش یہ ہیں۔

طا	طلطا	طلطلطا

ہر کسی کیلئے ہر مرض کیلئے

سوال از: نصراللہ قاسمی ـــــــ نظام آباد

عملیات کا شوق تو طالب علمی کے زمانہ سے ہے۔ لیکن طلسماتی دنیا پڑھنے کے بعد اس شوق میں اضافہ بھی ہوا ہے۔ اور سنجیدگی بھی پیدا ہو گئی ہے۔ لوگ آتے رہتے ہیں اور انہیں فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن آپ تو ماشاءاللہ اس لائن کے استاد ہیں۔ برائے مہربانی کوئی ایسا نقش عنایت کریں۔ جو اہلِ ہنود کو بھی دیا جا سکے۔ اور ہر بیماری میں ہم اُسے مریض کو دے سکیں۔ اس کی اجازت بھی دیں۔ تاکہ اس سے بھرپور فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

جواب ایک نقش نقل کیا جا رہا ہے۔ یہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے منسوب ہے۔ اور ہم نے اس نقش کا تجربہ ہر مرض میں کر کے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُسے ہمیشہ مفید اور مؤثر پایا ہے۔ اس نقش کو آپ غیر مسلمین کو بھی دے سکتے ہیں۔ آپ کو اس نقش سے فائدہ اُٹھانے اور مخلوق کو فائدہ پہنچانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ دوسرے قارئین کیلئے بھی اجازتِ عام ہے۔

نقش یہ ہے۔

گشتگان ۱	مجر ۱۴	تسلیم را ۱۱	ہرزماں ۸
مجر ۱۲	تسلیم را ۷	ہرزماں ۲	ازغیب ۱۳
تسلیم را ۶	ہرزماں ۹	ازغیب ۱۶	جانے ۳
ہرزماں ۱۵	ازغیب ۴	جانے ۵	دیگر است ۱۰

کھانسی کو رفع کرنے کیلئے

سوال از: (ایضاً)

کھانسی کے لئے کوئی مؤثر روحانی نسخہ بتائیں۔ اکثر لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں۔ خود راقم الحروف کو بھی کھانسی کا عارضہ ہے۔

جواب کھانسی کیلئے ایک تیر بہدف نسخہ یہ ہے کہ سات نمک کے دانے لیں۔ جو چنے کے برابر ہوں۔ پھر کسی بھی دن نماز فجر کے سنت و فرض کے درمیان ہر ایک نمک کے دانے پر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ کو اس طرح پڑھیں کہ بسم اللہ کا میم الحمد میں مل جائے ـــــــ مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اس کے بعد دم کر دیں۔ ساتوں دانوں پر سات سات مرتبہ اسی طرح پڑھ کر دم کر کے ان دانوں کو رکھ لیں۔ اور ہر روز صبح کو نہار منہ ایک دانہ چوس لیا کریں۔ انشاءاللہ سات دن کے اندر اندر کھانسی سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

دوسری مخلوقات سے بچاؤ کیلئے

سوال از: خبیر احمد ـــــــ بنارس

ہمارے گھر میں اوپری اثرات بتاتے ہیں۔ لیکن کئی عاملوں سے مکان کلوانے کے بعد بھی گھر میں اثر محسوس ہوتا ہے۔

برائے مہربانی آپ کوئی نقش بھجوائیں یا کوئی عمل بتائیں جس کے ذریعہ ان اثرات سے حفاظت رہے یا پھر یہ اثرات ختم ہو جائیں۔

طلسماتی دنیا پڑھ کر یہ یقین ہو گیا ہے کہ آپ کا بتایا ہوا فارمولہ ہمارے لئے ذریعۂ نجات ثابت ہوگا۔

جواب آپ اپنے مکان میں صبح و شام صحن میں کھڑے ہو کر متوسط آواز سے اذان دیں۔ اور آسمان کی طرف پھونک ماریں۔ دوسری بار اذان دیکر مغرب کی طرف پھونک ماریں۔ تیسری بار اذان دے کر شمال کی طرف پھونک ماریں۔ چوتھی بار اذان دے کر جنوب کی طرف پھونک ماریں۔ پانچویں مرتبہ اذان دے کر مشرق کی طرف پھونک ماریں۔ اور چھٹی بار اذان دے کر اپنے قدموں کی طرف پھونک ماریں۔ اس کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا کریں کہ اے پروردگار ہمیں مخلوقات کے ضرر سے ہمیں محفوظ رکھ اور انہیں کسی دوسری جگہ منتقل فرما دے۔ یہ عمل لگاتار ۲۱ دن تک کریں ـــــــ انشاءاللہ آپ کا مکان آسیبی اور دوسرے طرح کے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا۔

قارئین سے گزارش ہے کہ خط مختصر اور صاف لکھیں۔ طویل خطوط کے جوابات میں دیر لگتی ہے۔ (مدیر)

یہ علم زندگی میں پیش آنیوالے حادثوں اور انقلابات سے آپکو پیشگی آگاہ کرسکتا ہے

قسط ۶

قانون ایک ماہرِ علم النفس کا تجربہ ہے کہ اگر شمسی سُر چل رہا ہے اور آپ قمری میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو داہنے نتھنے میں ذرا سا شہد لگا دو تو مطلوبہ سُر چلنے لگتا ہے۔

قانون جس وقت قمری سُر شمسی میں تبدیل ہونا شروع ہوتا ہے۔ اس وقت اجزائے دماغ اس قدر منتشر ہو جاتے ہیں کہ خوشبو اور بدبو کا احساس انسان کو نہیں ہوتا۔ اور یہ حالت تقریباً دو منٹ تک رہتی ہے۔ اگر آپ امتحان کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دن میں کئی مرتبہ یہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ خوشبو اور بدبو کا احساس نہیں ہوتا۔ اور جب قمری سُر چل رہا ہو تو دماغ اس قدر حساس ہوتا ہے کہ دور سے ادراک خوشبو کا احساس ہوتا ہے۔

قانون جب کسی اہم واقعہ کیلئے گھر سے نکلو۔ مثلاً کوئی مقدمہ ہے یا کسی دشمن سے مقابلہ ہے۔ بہرحال کوئی خاص نفع نقصان کی بات کے واسطے گھر سے نکلو تو پہلے وہ قدم گھر سے نکالو جس طرف کا نتھنا بند ہے۔ گھر سے مراد بیرونی دروازہ ہے۔ اگر آپ اس پر عمل کریں گے تو بہت سے فائدے پائیں گے۔ کسی دشمن سے مقابلہ ہے اور دشمن قوی ہے جس سے آپ کو خطرہ ہے یا کسی افسر کے سامنے پیشی ہے اور نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ بہرحال ہر وہ آدمی جس سے کوئی خطرہ ہو یا آپ حسب منشا اس سے کام لینا چاہتے ہیں یا اس پر فتح پانا چاہتے ہیں۔ تو اس طرح کھڑے ہو یا بیٹھو کہ وہ شخص تمہارے بند سُر کی طرف ہو۔ آپ دیکھیں گے کہ کس طرح وہ شخص آپکا طرفدار ہو جاتا ہے یا آپ سے مغلوب ہو جاتا ہے جو سُر دھیما اور آہستہ چل رہا ہے اس کا حکم بند ہونے کا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص آپ کے بند نتھنے کی طرف ہوگا وہ آپکے ہم خیال اور آپ سے کمزور ہو جائے گا۔ اگر تمہارا دشمن تمہارا افسر چلتے سُر کی طرف ہے تو یقیناً اس کی مخالفت زیادہ ہوگی اور آپ کو نقصان پہنچ جائے گا۔ آپ اس قانون کا تجربہ کریں۔ بالکل صحیح پائیں گے جس شخص سے جو بات منوانا ہو اس کو اپنے بند سُر کی طرف بٹھا کر بات کرو۔ جو بات آپ کہیں گے وہ مان لیگا۔ اور ہرگز تمہارے خلاف نہ کریگا یہاں ایک نکتہ قابل حل ہے۔ جو آپ کے دل میں پیدا ہوگا اور وہ یہ کہ افسر ہمارے سامنے ہیں کیا اعتبار ہے کہ ہم جدھر چاہیں کھڑے ہو جائیں۔ یا کوئی ایسا موقع ہے کہ ہر کسی شخص کو اپنی خواہش کے مطابق نہیں بٹھا سکتے۔ نہ ہم بیٹھ سکتے ہیں تو وہاں کیا کریں اس کا جواب یہ ہے کہ کسی صورت سے اپنے چلتے سُر کو بند کر لو۔ مثلاً آپ کا داہنا نتھنا چل رہا ہے اور مطلوبہ شخص بھی داہنی طرف ہے۔ تم بند سُر کی طرف اسے منتقل نہیں کر سکتے تو ایسی حالت میں کسی طریقے سے اپنا داہنا سُر بند کرلو۔ اگر سانس کی تکلیف ہو تو منہ سے سانس لے لو۔ اس طرح بھی اپنی بات منوا سکتے ہو۔ یا دشمن پر فتح پا سکتے ہو۔ یہ ایک مخلص اور مجرب قانون ہے اس پر ضرور عمل کرو۔ اور فائدہ پاؤ۔ ایک اور مفید اور قابل عزت تجربہ معلوم کرو کہ اگر کسی شخص کو اپنی بیوی پر قابو حاصل نہیں۔ بیوی زبردست ہے اس پر فتح حاصل نہیں ہوتی تو علم النفس کا عمل زبردست اور تیر بہدف عمل ہے۔

اس عمل کی ترکیب یہ ہے کہ جب عورت ایام ماہواری سے فارغ ہو۔ اور اس وقت مرد کا شمسی اور عورت کا قمری یعنی مرد کا داہنا اور عورت کا بایاں سُر چل رہا ہو تو قربت کرے۔ مرد اس پر فتح پائے گا۔ اور بیوی ہمیشہ ہمیشہ تابع فرمان رہے گی مراد یہ نہیں ہے کہ جس دن ایام ماہواری سے پاک ہو اس دن ہی قربت کی جائے بلکہ سات ایام تک اس کی تعداد ہے۔ سات دن کے اندر اندر قربت کر سکتے ہیں۔ اگر مرد نافرمان ہو اور عورت سے دلبستگی اور موافقت نہ ہو تو وہ مرد سے اس وقت بات کرے جب عورت کا شمسی اور مرد کا قمری چل رہا ہو۔ اب ایک مشکل اس میں یہ ہے کہ اپنا سُر تو ہر انسان معلوم کر سکتا ہے۔ دوسرے کا سُر کس طرح معلوم کرے۔ اس کیلئے آپ تاریخ سے حساب کر سکتے ہیں۔ جو میں ابتدائی صفحات میں بیان کر چکا ہوں۔ اس حساب سے ہر ایک کا نفس معلوم ہو سکتا ہے۔ یا کسی اور دنیوی ترکیب سے معلوم کرلیں کہ کونسا سُر چل رہا ہے۔ علمائے علم النفس نے ایک اور اثر بھی بیان فرمایا ہے۔ جس شخص کے اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ ایسے وقت میں مباشرت کرے جب عورت کا قمری (بایاں) اور مرد کا شمسی (داہنا) سُر چل رہا ہو تو بحکم خدا اولاد ہو جاتی ہے اور یہ ایسا عمل ہے کہ اس پر عمل کرنے سے یقینی فائدہ ہوتا ہے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ درمیانی حالات کا بھی حساب اس میں ہے لیکن وہ اس کی تفصیل ہو سکتی ہے۔ جو طوالت کے سبب سے میں نظر انداز کرتا ہوں۔ مذہبی کتابوں میں تحقیق ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں۔ چونکہ جسم کے بائیں حصے کا تعلق قمر سے ہے اسلئے

عورت کو قمری سُر سے اور مرد کو شمسی سُر سے تعلق ہے۔ لہٰذا جب ایسا وقت ہوگا کہ مرد کا شمسی اور عورت کا قمری سُر چل رہا ہو تو باہمی محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک اور نکتہ بھی معلوم کرو۔ مرد اور عورت آمنے سامنے ایک بستر پر بیٹھیں یعنی دونوں کا منہ مقابل کرو ایسی طرح لیٹنے میں مرد بائیں کروٹ پر ہوگا اور عورت داہنی کروٹ پر اس طرح تھوڑی دیر لیٹے رہیں تو باہمی جذبات محبت پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس طرح لیٹنے میں بغیر کسی مزید کوشش کے مخالف سُر چلنے لگتے ہیں یعنی عورت کا قمری اور مرد کا شمسی اور اس کا نتیجہ محبت اور یگانگت نیز اولاد نرینہ پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا زبردست عمل ہے جو اپنے نتیجے میں فیل نہیں ہوتا۔ اور جو میاں بیوی اس درس پر عمل کریں گے ان کی زندگی ہمیشہ خوش و خرم رہے گی۔ اور دونوں کے دلوں میں لافانی محبت کا سمندر موجزن رہے گا۔

علم النفس کا لطف اسی شخص کو آتا ہے اور وہ ہی شخص اس کے سربستہ رازوں سے مطلع ہوتا ہے جو عمل بھی کرتا ہے۔ اس کے قال میں کوئی لطف نہیں۔ ہاں اس کا حال سراسر عجائبات اور تجربات پر ہے۔ جو شخص علم النفس کے کسی قانون پر عمل کریگا اس کو معلوم ہوگا کہ اس علم کے ہر ہر جز اور ہر ہر حرکت میں حکمت و منفعت کے خزانے بند ہیں۔ لیکن یہ قانون یاد رہے کہ جب کسی مرد کو اپنا ہم خیال کرنا ہے اور اپنی طرف سے اس کے دل میں جذبات محبت پیدا کرنا ہیں تو مرد کو اپنے بند نتھنے (سُر) کی طرف کھڑا کرو۔ دونوں میں جو فرق ہے اس کو سمجھ لو۔

قانون میں نے قاعدۂ مذکورۂ بالا میں بیان کیا ہے کہ پہلے اس طرف کا قدم اٹھاؤ جس طرف کا سُر بند ہے۔ لیکن یہ قاعدہ مخصوص ہے۔ دشمن کے مقابلہ کیلئے کسی مقدمہ میں بیان دینے کیلئے کسی افسر کو اپنا ہمنوا کرنے کیلئے مقدمہ کا فیصلہ انصاف پر کرانے کیلئے اور اسی قسم کے مقاصد کیلئے۔ لیکن جب عام طریق پر آپ گھر سے نکل رہے ہیں اور کسی سے ملاقات کرتا ہے یا تجارت کا لین دین ہے۔ یا کسی سے قرض لینا ہے۔ یا بیاہ شادی کی بات کرنا ہے یا کسی سے شرکت کا قصد ہے اس قسم کے امور میں داہنے بائیں یا قمری، شمسی سُر کی قید نہیں۔ گھر کے بیرونی دروازہ پر کھڑے ہو کر دیکھو کہ کونسا سُر چل رہا ہے۔ بس جو بھی سُر چل رہا ہو (خواہ شمسی ہو۔ یا قمری) پہلے اسی طرف کا قدم گھر سے نکالو۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گے۔ اگر اس بات کا خیال رکھو کہ دس قدم تک پہلے وہی قدم اٹھاؤ جو سُر چل رہا ہو (خواہ شمسی ہو یا قمری) پہلے اسی طرف کا قدم گھر سے نکالو اپنے مقصد میں کامیاب ہو گے انشاء اللہ۔

یہاں یہ بات بھی واضح کردینے کے قابل ہے کہ شاید آپ کو کسی قاعدے میں خلاف اور تضاد نظر آئے یعنی کسی پہلے قاعدے کے خلاف ہو تو خوب یاد رکھو کہ ثانی قاعدہ اور کسی کی تحقیق ہوگی۔ اگرچہ میں نے مخالف موقعہ پر نوٹ لگا دیا ہے کہ بعض کی تحقیق یہ ہے، تاہم کسی جگہ یہ نوٹ رہ جائے تو اس سے یہی مراد ہوگی کہ پہلا قاعدہ میرا تحقیق شدہ ہے اور دوسرا قاعدہ کسی اور عامل کا۔ آپ فرمائیں گے ان میں سے مرجح کون ہے تو یہ عرض کردوں گا کہ ہر شخص اپنی ہی تحقیق کو مستحکم اور مبنی بر حقائق سمجھتا ہے۔ مجھے بھی اپنی ہی تحقیق پر اعتقاد ہے۔ تاہم میں نے ہر بزرگ اور عامل کے اقوال اس میں جمع کر دیئے ہیں۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔

قانون جب گھر سے دور دراز سفر کیلئے نکلو تو پہلا قدم گھر سے اس وقت نکالو جب قمری سُر چل رہا ہو یعنی بایاں نتھنا جاری ہو۔ اور جب سفر نزدیک کا ہے تو شمسی سُر میں گھر سے قدم نکالو۔ سفر میں کامیابی ہوگی۔ واضح ہو کہ علم النفس میں چار قسم کے سفر مقرر کئے گئے ہیں۔ نزدیک کا سفر، دور کا سفر، نقصان اور خطرے سے محفوظ ہونے کا سفر، نفع اٹھانے اور مقصد پانے کا سفر۔ ان چاروں سفروں کیلئے جداگانہ قانون ہے۔ جن میں سے دو سفروں کا بیان سطور بالا میں کر دیا۔ اب تیسرے سفر کا حال یہ ہے کہ آپ کو کہیں جانا ہے۔ مگر راستہ میں کسی قسم کا خطرہ ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ کوئی نفع مقصود نہیں بس خطرات سے بچ کر منزل مقصود پر پہنچنا ہے۔ مثلاً آپ کو حج مبارک کیلئے یا کسی یاترا اور مقام متبرک کی زیارت کے واسطے جانا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سفر سے کوئی دنیوی نفع مقصود نہیں۔ مگر راستے میں ریل، جہاز ــــ اور قطاع الطریق کا خطرہ ہے تو اس قسم کے سفر میں جاتے وقت پہلے گھر میں یہ عمل کرلو۔ خدا چاہے تو امن و امان سے اپنے گھر واپس آؤ گے۔ وہ عمل یہ ہے کہ چلتے وقت اگر شمسی سُر چل رہا ہو۔ تو داہنے ہاتھ کی ہتھیلی نتھنے کی طرف کرو۔ (شمسی کی طرف) تاکہ قدرے ہوا لگ جائے اس ہاتھ کو اپنے تمام جسم پر ملو۔ اسی طرح پانچ مرتبہ کرو اور داہنا پاؤں اٹھا کر پانچ مرتبہ زمین پر مارو اور خدا کا نام لیکر چل دو۔ بحکم خدا امان اور بہمہ وجوہ خیریت سے گھر واپس آؤ گے۔

اگر قمری یعنی بایاں سُر چل رہا ہے تو یہ عمل چار مرتبہ کرو۔ عمل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف تعداد میں فرق ہے۔ شمسی میں پانچ مرتبہ اور قمری میں چار مرتبہ عمل کرو۔ اور اس سے نفع حاصل کرو۔ ایک قانون یہ بھی یاد رکھو کہ ریل پر، موٹر پر، گھوڑے پر، سائیکل پر غرض کہ کوئی سواری ہو اس پر سوار ہوتے وقت ایک لمبا سانس اندر کو کھینچو اور پہلا قدم اس سواری پر رکھ کر سانس باہر نکالو۔ راستے میں امن و آسائش پاؤ گے۔ شمسی اور قمری سُر کی تقسیم حدود اربعہ پر میں ابتدا میں بیان کر آیا ہوں اور آسانی کے واسطے پھر گزارش ہے کہ قمری سُر میں مشرق شمال کی طرف سفر کرو۔ اور شمسی سُر میں مغرب اور جنوب کا سفر کرو۔ اس سے سفر میں کامیابی ہوتی ہے اب کوئی وقت ہے کہ آپ کو جانا ضرور ہے۔ مگر سُر خلاف ہے تو اس کے واسطے یہی عمل کرلو۔ یعنی جسم پر ہاتھ کو پھیرنا اور قدم زمین پر مارنا (اس سے اوپر والے قاعدہ میں بھی بیان ہے) اس عمل سے وہ نحوست دور ہو جاتی ہے جو خلاف سُر میں سفر کرنے سے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

علم الحروف

الف تمام حروف میں سب سے پہلا حرف الف ہے۔ یہ حرف نورانی ہے۔ اور یہی سب سے پہلا عدد بھی ہے۔ مالکِ حقیقی کے ذاتی نام "اللہ" میں بھی یہی الف جلوہ گر ہے۔ اس الف کیلئے اتوار کا دن مخصوص اور یہی اس کی طبیعت اور مزاج کے موافق ہے۔

جو شخص اس حرف کو سونے کی تختی پر یا زعفران سے رنگے ہوئے کاغذ پر اتوار کے دن ساعتِ شمس میں لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو اس کا بخار رفع ہوگا اور اس کو جو بھی دیکھے گا مرعوب ہوگا۔ اور یہ شخص جملہ آفات سے محفوظ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

اگر کسی حاملہ کی بائیں ران پر اس حرف کو اس طرح لکھ کر باندھ دیا جائے تو بچہ بآسانی پیدا ہو۔ شرط یہ ہے کہ دردِ زہ ہونے پر یہ صورت ران پر باندھی جائے۔

صورت یہ ہے | ۱۱۱ | ۱۱۱ |

- اگر کسی شخص کو سخت نظر ہو خواہ وہ نظر انسان کی ہو یا جن کی مندرجہ ذیل نقش، عدد بنا کر روزانہ عصر کے بعد اس نقش سے مریض کو دھونی دی جائے۔ انشاء اللہ سات روز میں نظرِ بد رفع ہوگی اور انشاء اللہ پھر یہ شکایت نہیں ہوگی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

ف	ل	ا
ا	ف	ل
ل	ا	ف

- جو شخص صبح کو اٹھ کر بستر سے اٹھتے ہی ایک ہزار مرتبہ الف۔ الف پڑھیں۔ انشاء اللہ بہت جلد صاحبِ ثروت ہوگا۔ یقین یہ رکھے کہ یہ عمل صرف ایک ذریعہ ہے۔ عطا کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔ اور الف جیسا مؤثر اور قابلِ قدر حرف بھی اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے
- اگر مشتری کی ساعت میں الف کو ایک ہزار مرتبہ کسی کاغذ پر لکھ کر کسی حاملہ کے باندھ دیں تو وضع حمل میں آسانی ہو۔
- جب قمر دبال یا ہبوط میں ہو تو سیسے کی ایک تختی لیکر اس پر ایک دائرہ کھینچیں دائرے کے اندر دشمن اور اس کی ماں کا نام لکھدیں۔ اور دائرے کے باہر الف کو ۱۱۱ مرتبہ لکھدیں۔ پھر اس تختی کو کسی پرانی قبر میں دفن کر دیں۔ دشمن تباہ و برباد ہوگا ــــ یہ بات یاد رکھیں کہ اس طرح اعمال اس وقت کریں جب کوئی شخص حد سے زیادہ ظالم ہو اور اس کو نقصان پہنچا کر کمزور کرنا ناگزیر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اس طرح کے اعمال سے پہلے عالم یا مفتی سے شرعی فتویٰ حاصل کرلیں۔ بے وجہ کسی انسان کو پریشان کر کے گناہِ کبیرہ کے مرتکب نہ ہوں

ب حرفِ با کو خاموش اور طبعاً خشک اور ٹھنڈا کہا جاتا ہے۔ مراتبِ خاکی میں اس کا پہلا درجہ ہے۔ سنیچر کا دن اس کیلئے مخصوص ہے اس کا ستارہ زحل ہے۔ اگر کوئی شخص ہفتے کے دن حرفِ با کو اس طرح ب ب ب ب سیسے کی تختی پر لکھ کر اور اس کے نیچے قیدی اور اس کی ماں کا نام لکھ کر مندرجہ ذیل پڑھ کر اس تختی پر دم کر دے پھر اس تختی کو قید خانے کے دروازے پر لگادے تو قیدی کو بفضلِ رب العٰلمین قید سے چھٹکارا نصیب ہوگا۔ دعا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَا رَبُّ یَا بَدِیْعُ یَا بَاقِیُ یَا بَاعِثُ یَا بَرُّ بِمَا اَوْدَعْتَهُ حَرْفُ الْبَاءِ مِنَ الْاَسْرَارِ الْمَكْنُوْنَةِ وَالْاَنْوَارِ الْمَخْزُوْنَةِ اَنْ تُسَخِّرَ لِیْ مَلٰٓئِكَتَكَ خُدَّامَ هٰذَا الْحَرْفِ فِیْمَا اَنَا مَحْجُوْبٌ بِهِمَا اِلَیْكَ فِیْهِ وَنَصَّاءً اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

- جو لڑکا کم بولتا ہو یا ہکلاتا ہو اس حرف کو کاغذ پر ساٹھ مرتبہ لکھ کر لڑکے کے گلے میں ڈالیں۔ انشاء اللہ صاف بولنے لگے گا۔
- رزق کی فراوانی کیلئے اس حرف کو اس طرح لکھ کر اپنی دکان میں لٹکائیں۔ انشاء اللہ کاروبار میں اضافہ ہوگا۔

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

ہمزاد تابع کیجئے

قارئین طلسماتی دنیا کیلئے ایک تحفہ

ماہنامہ طلسماتی دنیا کے قارئین کی زبردست فرمائش پر ہمزاد تابع کرنے کا ایک نادر عمل پیش کیا جاتا ہے یہ عمل کبھی خطا نہیں کرتا۔ جو لوگ شرائط کی تکمیل کے ساتھ اس عمل کو کرتے ہیں وہ اللہ کے فضل و کرم سے کامیابی سے ہمکنار ہوجاتے ہیں اور ہمزاد حاضر ہوکر تابع ہوجاتا ہے۔

عمل یہ ہے ــــــ بعد نماز عشاء اپنے ہی گھر میں کسی الگ تھلگ کرے میں۔ یا باہر گھر سے الگ مکمل تنہائی میں عمل اسم دن تک پڑھنا ہے۔ اسم دن تک نہ جگہ بدلے اور نہ ٹائم بدلے۔ اور صرف پرہیز جمالی رکھیں۔ یعنی بیوی کے ساتھ ہمبستری گوشت اور تمام بدبودار چیزوں سے پرہیز کریں۔ نوچندی جمعرات سے یعنی بدھ گزرنے کے بعد جو رات آئے گی اس سے شروع کریں۔ چنبیلی یا زیتون کے تیل میں چراغ روشن کریں۔ چراغ روشن کرکے اپنی پشت پر رکھ لیں۔ اپنا حصار کرلیں۔ اور چراغ کو حصار سے باہر رکھیں۔ سامنے آپ کا سایہ پڑے گا ــــــ سائے کے سر پر نظر رکھ جما کر مندرجہ ذیل عمل پانچ سو مرتبہ پڑھیں ــــــ عمل سے پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ عمل ختم کرتے ہی اپنے بستر پر لیٹ کر سوجائیں۔ کسی سے بات چیت نہ کریں۔

چراغ جو پہلی رات استعمال کریں۔ اسی کو اسم روز تک استعمال کریں۔ بتی روزانہ بدلتے رہیں۔ چراغ نہ بدلیں انشاء اللہ آخری چلے میں یا آخری دن ہمزاد حاضر ہوگا۔ ہم کلام ہوگا۔ اس وقت اس سے معاہدہ کریں ــــ اور معاہدے کے بعد اسے واپس جانے کا حکم دیں ــــــ خطرہ اس عمل میں کچھ نہیں ہے دوران چلہ ڈراؤنے خواب نظر آسکتے ہیں۔ ان کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ بشارتیں ہوں تو ان کا بھی کسی سے تذکرہ نہ کریں۔ یہ ہمزاد بہت طاقت ور ہے۔ اور جن کے برابر قدرت رکھتا ہے۔ اگر تابع ہوگیا تو آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرے گا۔ دور دراز کی خبریں دے گا ــــــ مرض کی تشخیص کرے گا۔ اور آپ کو حادثات سے پیشگی مطلع کرے گا۔ انشاء اللہ۔

عمل یہ ہے ــــ اس کو خوب اچھی طرح یاد کرکے عمل کی شروعات کریں۔ حصار صرف آیت الکرسی کا کریں۔

بُوْمِیُوْا یِکَلَاوِیْ یَا عَطُوفُ یَا جَبرَائِیْلُ اِحْمَنَہٗ دَا بِاِذْنِ اللہِ ھمزادِ حاضر شو حاضر شو حاضر شو۔

علاج بالقرآن

حسن الہاشمی فاضل دار العلوم دیوبند

قسط ۱

اس عنوان کے تحت ہم طلسماتی دنیا کے قارئین کو یہ بتائیں گے کہ اللہ کی آخری کتاب میں کیا کیا خزانے مدفون ہیں ــــ حق یہ ہے کہ مسلمان اگر صرف قرآن حکیم کو مضبوطی کے ساتھ پکڑلے تو پھر اسے کسی دوسرے در پر دامن پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے ــــ آج سفلی اور گندے عملیات کا دور دورہ ہے۔ شاید ہی کوئی شہر اور قصبہ ایسا ہو جہاں شیاطین سے استمداد کرنیوالے عاملین نہ ہوں۔ ہر گلی ہر کوچے میں ایمان و اسلام کو برباد کرنیوالے لوگ تعویذ گنڈوں کی دکانیں کھولے بیٹھے ہیں اور ایک اللہ کے گھر کو چھوڑ کر کسی کے دروازے کھٹکھٹانے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ خود بھی گمراہ ہورہے ہیں اور اللہ کے بندوں کو بھی گمراہ کررہے ہیں۔ ان گمراہ کن مفسدہ حالات میں اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ اللہ کے بندوں کا رشتہ اس کتاب سے جوڑا جائے جو رہتی دنیا تک جسموں اور روحوں کو امراض خبیثہ سے نجات دلانے کیلئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوئی تھی۔ اللہ کا فضل و احسان ہے کہ اسی کی دی ہوئی توفیق اور اسی کی عطا کردہ صلاحیت و اہلیت سے طلسماتی دنیا نے ضلالت و گمراہی کی اندھی گلیوں میں ہدایت کی شمع روشن کی۔ اگر زندگی رہ گئی تو ہم انشاء اللہ یہ ثابت کرکے دکھائیں گے کہ ذلت و مسکنت اور زمانہ کی ٹھوکروں سے نجات کا راستہ صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ اور اسوۂ رسول ؐ۔

دعا کیجئے کہ "علاج بالقرآن" کی تکمیل خیر و عافیت کے ساتھ ہو اور ان خزانوں کی نشاندہی کرنے میں ہم کامیاب رہیں جو اس کتاب کے نورانی اوراق میں مدفون ہیں اور جو ہر مومن کا گمشدہ سرمایہ ہیں۔ قارئین اس کی پہلی قسط پڑھ کر اپنی گرانقدر رائے سے ضرور مطلع کریں۔ اس کتاب میں جو ہم قسطوں میں پیش کریں گے مختصراً ہر سورۃ کا تعارف اور اس کی فضیلت بیان کریں گے۔ اس کے بعد اس کی اہم آیات کے بارے میں یہ وضاحت کریں گے کہ یہ کس کس جسمانی اور روحانی بیماری کے لئے باعث شفا بن سکتی ہیں اور پوری سورۃ کا نقش کن کن امراض و ضرورتوں میں مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ اللہ ہمیں راہِ حق پر ثابت قدم رکھے اور طلسماتی دنیا کو لمبی عمر عطا کرے تاکہ اس کے بندوں کی خدمت کا سلسلہ جاری رہے۔ ہم یہ دعویٰ کرنے میں غالباً حق بجانب ہیں کہ پورے قرآن حکیم پر روحانی ریسرچ کا کام "علاج بالقرآن" کے عنوان سے اردو زبان میں پہلی بار ہورہا ہے اور یہ سب بزرگان دین کی روحانی توجہ اور ان کی دعاؤں کا فیض ہے۔ ورنہ ہم اس قابل نہیں ہیں۔ (ح ۔ ہ)

سورۂ فاتحہ

سورۂ فاتحہ قرآن حکیم کی سب سے پہلی سورۃ ہے۔ چونکہ اس سورۃ سے قرآن حکیم کا افتتاح ہوتا ہے۔ اسلئے یہ سورۃ سورۂ فاتحہ کہلاتی ہے۔ اس کا پورا نام ہے "فاتحۃ الکتاب" یعنی کتاب کا افتتاح کرنیوالی سورۃ۔

اس سورۃ کو افضل القرآن کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اور یہ نام اس کی عظمت و رفعت پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں اس سورۃ کے تیس نام اور بھی مذکور ہوئے ہیں۔ اور شاید قرآن حکیم کی یہی وہ واحد سورۃ ہے جو اتنے بہت سارے ناموں سے مشہور ہے۔ اس کا ایک نام ام القرآن ہے۔ اُسے ام القرآن اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سورۃ قرآن حکیم کے تمام مضامین کا نچوڑ ہے اور تمام روحانی عقائد کی بنیاد ہے ــــــ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ متن ہے اور پورا قرآن اس متن کی شرح ہے۔

اس سورۃ کو "سورۃ الشفا" بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورۃ مختلف بیماریوں کے لئے وجہِ شفا ثابت ہوئی ہے۔ دورِ رسول ؐ میں ایک مرتبہ کسی شخص کو سانپ نے کاٹ لیا۔ حضرت ابو سعید خدری ؓ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس شخص پر دم کیا تو وہ ٹھیک ہوگیا ــــــ تفسیر بیضاوی میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ سورۂ فاتحہ تمام جسمانی بیماریوں کیلئے شفا ہے۔

اس سورۃ کا ایک نام "کافیہ" بھی ہے۔ یہ سورۃ ایک مومن کیلئے ہر اعتبار کافی ہے۔ اور یہ سورۃ اگر انسان کا عقیدہ صحیح ہو تو اس کیلئے اپنے سائے کی کفالت کرتی ہے۔ اور دوسروں کی محتاجی سے اُسے روکتی ہے۔ ایک بار آنحضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اگر سورۂ فاتحہ کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھدیں اور بقیہ تمام قرآن سورۂ فاتحہ کے علاوہ ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھدیں تو سورۂ فاتحہ کا وزن سات قرآنوں کے برابر ہوگا۔ (تفسیر عزیزی)

اس کا ایک نام "منجیہ" بھی ہے۔ یعنی یہ سورۃ انسان کو عذابِ خداوندی سے نجات دلانے والی ہے۔ ابندی کے ساتھ اس کی تلاوت کرنے والا عذابِ آخرت سے انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔

اس سورۃ کا ایک نام "کنز" بھی ہے۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ یہ سورۃ عرش الٰہی کے خصوصی خزانوں میں سے عطا کی گئی ہے۔

حاکم نے روایت کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورۃ مجھ کو جلوہ خاص عرش الٰہی کے نیچے سے عطا ہوئی ہے۔ اور مسلم ونسائی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیلؑ کے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرجدار آواز ہوئی۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اچانک ایک فرشتے پر پڑی جو آپ کے سامنے موجود تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ آواز اس فرشتے کے آسمان سے اُترنے کی آواز تھی۔ حضرت جبرئیلؑ نے بتایا کہ یہ فرشتہ اس سے پہلے کبھی روئے زمین پر نہیں اُترا۔ یہ آج پہلی بار زمین پر آیا ہے۔ فرشتے نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ پھر فرشتے نے کہا آج میں آپ کیلئے دو تحفوں کی خوشخبری لیکر آیا ہوں۔ یہ دونوں تحفے اپنے پڑھنے والوں کے لئے دنیا میں نورِ ہونگے آفتوں سے بچانے والے ہوں گے۔ اور آخرت میں باعثِ نجات بنیں گے۔ اس سے پہلے ایسے قیمتی تحفے کسی نبی اور امت کو عطا نہیں کئے گئے۔ ان میں ایک سورۂ فاتحہ ہے۔ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری آیات ہیں۔

صوفیاء سے منقول ہے کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں تھا وہ سب کلام پاک میں موجود ہے۔ اور جو کچھ قرآن حکیم میں ہے اس کا خلاصہ سورۂ فاتحہ میں ہے اور جو کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے اس کا خلاصہ بسم اللہ میں ہے۔ ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس جیسی سورۃ نازل نہیں ہوئی نہ توریت میں نہ زبور میں نہ انجیل میں اور نہ بقیہ قرآن میں۔ (معارف القرآن)

مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ کو ایمان ویقین کے ساتھ پڑھا جائے تو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ سورۂ فاتحہ کا ثواب دو تہائی قرآن کے برابر ہے ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو عرش کے خزانے سے چار چیزیں ملی ہیں۔ ایک سورۂ فاتحہ دوسرے آیت الکرسی۔ تیسرے سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔ چوتھے سورۂ کوثر۔

ایک روایت میں ہے کہ ابلیس کو اپنے سر پر خاک ڈالنے کی نوبت چار مرتبہ پیش آئی۔ ایک اس نے جب اس پر لعنت ہوئی۔ دوسرے اس وقت جب اس کو راندۂ درگاہ کیا گیا۔ تیسرے اس وقت جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی اور چوتھے اُس وقت جب آپ پر سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ملفوظات میں نقل ہوا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں اور ہر انسان کے جسم میں بڑے عضو سات ہیں پس جو سورۂ فاتحہ پڑھے گا اس کے ساتوں عضو ساتوں دوزخ سے محفوظ رہیں گے۔ الحمد کے پانچ حروف ہیں اور دن رات میں نمازوں کی تعداد بھی پانچ ہیں۔ جو الحمد پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پانچوں نماز میں جو قصور سرزد ہوگیا ہوگا اس کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادینگے۔ اسی طرح اللہ کے تین اور الحمد کے پانچ حروف ملاکر کل آٹھ حروف ہوتے ہیں۔ الحمد للہ کا ورد رکھنے والے کیلئے جنّت کے آٹھوں دروازے کھولدیئے جائیں گے۔ العٰلمین کے دس حروف ہیں اگر الحمد للہ کے آٹھ حروف ملاکر پڑھے جائیں تو کل حروف اٹھارہ ہوتے ہیں اور اس کے پڑھنے والے کو اٹھارہ ہزار نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ الرّحمٰن کے چھ حروف اٹھارہ میں ملانے سے ۲۴ حروف بنتے ہیں۔ اور دن رات کی گھڑیاں بھی کل ۲۴ ہیں۔ جو شخص اس پورے کلمے کو ہر ایک گھڑی میں ۲۴ مرتبہ پڑھے گا۔ اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف ہوجائیں گے۔

الرّحیم کے چھ حروف اگر ان میں شامل کرلئے جائیں تو کل ۳۰ حروف بنتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے پلصراط کی مسافت تیس ہزار برس رکھی ہے۔ ان حروف کا بکثرت پڑھنے والا پلصراط سے تیس لمحوں میں گزر جائے گا۔

مالکِ یومِ الدّین کے ۱۲ حروف اگر ان میں شامل کرلئے جائیں تو کل ۴۲ حروف بنیں گے۔ اُن کا پڑھنے والا سال بھر کی خطاؤں کی نحوست سے نجات پائے گا۔

ایاکَ نَعبُدُ کے آٹھ حروف بھی اگر شامل کرلیں تو کل حروف پچاس بنیں گے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ ان کلمات کے پڑھنے والے کو اس دن کی طوالت پچاس لمحوں کے برابر محسوس ہوگی۔

وایاکَ نَستَعِین میں گیارہ حروف ہیں اگر ان حروف کو بھی شامل کرلیں تو کل اکسٹھ حروف بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بڑے دریا اکسٹھ پیدا کئے ہیں ان اکسٹھ کا ورد رکھنے والا یہ سعادت پائے گا کہ ان دریاؤں کا ایک ایک قطرے کے برابر اُسے نیکیاں عطا ہوں گی۔ اور اتنے ہی گناہ اسکے دُھل جائینگے۔

اگر اھدنا الصّراط المستقیم کے ۱۹ حروف ۶۱ حروف میں ملا لیے جائیں تو کل حروف اسّی بنیں گے۔ اور شرابی پر جو حد جاری ہوتی ہے اس کی تعداد اسّی کوڑے ہیں۔ جو ان اسّی حروف کا ورد رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو شراب کی حد سے یعنی شراب نوشی کی بُرائی سے محفوظ رکھیں گے نہ وہ شراب پیئے گا اور نہ ہی حد کا سزاوار ہوگا۔

صِراطَ الّذِینَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

میں چوالیس حروف ہیں۔ اگر ان میں اسّی حروف شامل کرلیں تو کل ۱۲۴ حروف بنتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کل ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء بھیجے ہیں جو ان کلمات کو یعنی پوری سورۃ کو پڑھے گا اس کو تمام انبیاء کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا ہوگی ——— حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اسنا دروفوائد الفواد سے

میں فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیرومرشد کے ساتھ تھا۔ ہم دونوں سفر کررہے تھے۔ چلتے چلتے ایک ندی کے کنارے آئے نہ کوئی کشتی تھی اور نہ ہی پار جانے کی کوئی ترکیب سمجھ میں آتی تھی۔ اسی وقت حضرت شیخ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کرلو۔ میں نے آنکھیں بند کرلیں جب آنکھیں کھولیں تو میں حضرت کے ساتھ دوسرے کنارے پر کھڑا تھا۔ میں نے دست بستہ عرض کی حضور! ہم دونوں نے ندی کو کیسے پار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ پانچ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھی اور ندی میں قدم رکھ دیا۔

ایک بار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے تین مرتبہ سورۂ فاتحہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور تین مرتبہ معوذتین پڑھ لیں وہ موت کے سوا ہر چیز سے امن میں رہے گا۔

علّامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ ہر بیماری کی دوا ہے اگر تم اسکو حسنِ عقیدت کے ساتھ پڑھو گے تو اس میں عجیب اثر اور شفا پاؤ گے۔

سورۂ فاتحہ کے روحانی فائدے

ترمذی شریف میں ہے کہ اس سورۃ کو بچھو کے کاٹے ہوئے پر سات مرتبہ پڑھکر اگر دم کردیں تو انشاء اللہ فوراً آرام ملے گا۔

● حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسینؓ علیل ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم متفکر ہوگئے۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی اور حدیث قدسی میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سورۃ کے کام لو جس میں فا نہیں ہے۔ مُراد تھی سورۂ فاتحہ۔ حکم ہوا کہ کسی کوزے میں پانی بھر کر چالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کردو پھر حسینؓ کو پلاؤ۔ ایسا ہی کیا گیا تو امام حسینؓ صحت مند ہوگئے۔

● جو شخص سورۂ فاتحہ کو درمیان سنّت وفرض صبح کو ۴۱ مرتبہ پڑھکر درد چشم والے پر دم کرے تو بہت جلد شفا ہو۔

● جو شخص اس سورت کو ۴۱ مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے کسی سفر پر جائیگا تو اللہ تعالیٰ دورانِ سفر اُسے آفتوں اور زحمتوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور وہ کامیابی کے ساتھ اپنے گھر واپس آئے گا۔

● کسی بھی مقصد کیلئے اگر سورۂ فاتحہ کو روزانہ کوئی ایک وقت مقرر کر کے اس کے کل حروف کے برابر یعنی ۱۲۴ مرتبہ چالیس دن تک پڑھا جائے تو مقصد میں لازماً کامیابی ہو۔

● شیخ محی الدین ابن العربیؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی اہم ضرورت پیش آئے تو وہ نمازِ عصر کے بعد فرض وسنّت سے فارغ ہوکر اس مقام پر جہاں اس نے نماز پڑھی ہے۔ سورۂ فاتحہ چالیس مرتبہ پڑھے اور اس کے بعد اس طرح دعا کرے ——— الٰھی بِمُلْکِ کافٍ عَنِ السُّؤالِ اَغْنِنِیْ بِحَقِّ الْفَاتِحَۃِ مَعًا لَا تُحَصِّلُ مَا فِیْ ضَمِیْرِیْ ——— چند دن عمل کرنے سے ضرورت پوری ہوگی۔ اور رحمتوں کے دروازے کھل جائیں گے۔

● اگر کوئی قیدی اس سورۃ کو روزانہ ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھ کر رہائی کی دعا کرے تو جلدی اس کو رہائی نصیب ہوجائے۔

● آپ کو کسی حاکم سے کام ہو یا افسرانِ بالا کی سختی سے پیش آتے ہوں تو آپ عمل کریں۔ کسی چینی کے برتن پر زعفران ومشک اور کافور ملاکر سورۂ فاتحہ کے الگ الگ حروف تحریر کریں ——— یہ عمل جمعہ کی پہلی ساعت میں عروجِ ماہ میں کریں۔ بشرطیکہ چاند برجِ عقرب میں نہ ہو۔ اس کے بعد ان حروف کو گلاب کے عرق سے دھوکر کسی پاک صاف شیشی میں یہ پانی رکھ لیں۔ جس دن حاکم کے پاس جائیں وضو کرنے کے بعد اس شیشی میں سے تھوڑا سا پانی لیکر اپنے دونوں ہاتھ تر کرکے چہرے پر پھیرلیں اور حاکم کے پاس چلے جائیں۔ انشاء اللہ حاکم عزّت کریگا اور جو بھی کام ہوگا اُسے کرنے میں خوشی محسوس کرے گا۔

● ایک بوتل میں بارش کا پانی جمع کرلیں۔ پھر لگاتار ۵۵ روزے رکھیں۔ علاوہ رمضان کے۔ آخری دن افطار سے پہلے سورۂ فاتحہ ۱۲۴ مرتبہ پڑھ کر بوتل پر دم کردیں۔ پھر اس پانی کو لگاتار آٹھ دن تک صبح وشام پیتے رہیں۔ انشاء اللہ لطف وکرم کے دروازے ہر طرف سے کھل جائیں گے اور ایسی تسخیر ہوگی کہ عقل حیران ہوگی۔

● مشک اور زعفران کے ساتھ کسی چینی کی پلیٹ میں سورۂ فاتحہ کے الگ الگ حروف لکھیں۔ اس کے بعد بارش کے پانی اور عرقِ گلاب سے اس کو دھولیں اور پھر اس پانی سے سرمۂ اصفہانی کو کھرل کریں۔ اس سُرمے میں سفید مُرغ اور کالی مُرغی کا پِتّہ پیس کر کھرل کریں۔ جب سرمہ تیار ہوجائے تو سلائی پر تین مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرکے آنکھ میں لگائیں تو تمام پوشیدہ مخلوق نظر آئے گی۔

● اگر کسی پاک برتن میں سورۂ فاتحہ لکھکر اسکو عرقِ گلاب سے دھوکر کان میں ڈالیں تو کان کا درد رفع ہوگا ———

● اگر آپ دنیا کے غم وآلام سے تنگ آگئے ہوں۔ کسی جگہ کوئی پناہ نہ ملتی ہو۔ مسائل بے شمار ہوں اور وسائل نہ ہونے کے برابر ہوں۔ آپکا بال بال قرض میں جکڑا ہوا ہو۔ گھر والے بھی آپ سے بدظن ہوں۔ دوستوں نے منہ موڑ لیا ہو۔ روزگار کی تلاش ہو۔ لیکن روزگار نہ ملتا ہو۔ دن بدن غربت اور افلاس کی دلدل میں آپ دھنستے چلے جارہے ہوں تو ایسے حالات میں آپ اُس مالکِ حقیقی کے دربار میں سر جھکائیے جو سب کی سنتا ہے اور سب سے زیادہ عطا کرنیوالا ہے اس سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں۔ کوئی مہربان نہیں۔ کوئی رحم کرنیوالا نہیں۔ کوئی سخی نہیں آپ اس مالکِ کون ومکان پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے اور یہ یقین رکھتے ہوئے کہ اگر اس کا در بند ہوگیا تو پھر کوئی در آپکے لئے کھلنے والا نہیں۔ اور اگر اس نے آپکو عطا کرنیکا فیصلہ کرلیا تو آپکو محروم کرنیوالا نہیں۔ اس ایمان ویقین کے ساتھ سورۂ فاتحہ کا یہ عمل کریں۔ چالیس مرتبہ درودِ ابراہیم پڑھیں اسکے بعد چالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھکر پھر چالیس مرتبہ درودِ ابراہیم پڑھیں اور سجدے میں چلے جائیں۔ اور یقین رکھیں کہ آپکا سر زمین پر نہیں حق تعالیٰ کے قدموں پر رکھا ہے۔ اس تصور سے بھیگی ہوئی آنکھوں اور قلب کی رقّت کیساتھ اپنی پریشانیاں اپنے رب کے حضور رکھئے اور اُن سے مدد مانگئے انشاء اللہ آپ کے مسائل آپ سے سنبھالے نہیں جاسکیں گے ——— مانگنا تو ہم سے نہیں آتا۔ عطا تو دینے کیلئے ہر وقت تیار ہے۔ (باقی آئندہ)

- اگر جسم کا کوئی حصہ آگ میں جل جائے تو ارنڈ کے پتوں کو خوب باریک پیس لیں اور اس میں تلوں کا تیل ملا کر جلی ہوئی جگہ پر لیپ کر دیں۔ فوراً ٹھنڈک پڑ جائے گی۔ آبلہ بھی نہیں پڑے گا۔ اور جلی ہوئی جگہ بہت جلدی اچھی ہو جائے گی۔
- ۳۰ ملی لٹر پیاز کا پانی پھار بنہ پلانے سے گردے اور مثانے کی پتھری ریزے ریزے ہو کر خارج ہو جاتی ہے۔
- باورچی خانے کی نالی اگر بند ہو جائے تو پہلے اس میں اُبلا ہوا پانی ڈالیں پھر نمک اور کھانے کا سوڈا۔ دوبارہ پھر گرم پانی ڈالیں۔ نالی کھل جائے گی۔
- پیاز چھیل کر دھولیں اور اس پر نمک چھڑک لیں جب شدید ہچکیاں آرہی ہوں تو مریض کو یہ پیاز کھلائیں۔ ہچکیاں بند ہو جائیں گی۔
- بند پیشاب مولی کھانے سے کھل جاتا ہے۔ پیشاب کا رُک رُک کر آنا جلن کے ساتھ آنا جیسی شکایا بھی مولی کھانے سے رفع ہو جاتی ہیں۔
- کسی کپڑے کو روغن تارپین اور گرم پانی میں بھگو لیجئے اور پھر اس کپڑے سے قالین صاف کیجئے تو خوب صاف ہوگا۔
- مولی کو کالی مرچ لگا کر کھائیں۔ مسوڑھوں کے امراض اور پائیریا کی بیماری کو شفا ہوگی اور دانت صاف رہیں گے۔
- اگر چینی کے برتن جوڑنے ہوں تو انڈے کی سفیدی میں چونا ملا کر جوڑ لیں۔ صفائی کے ساتھ جُڑ جائیں گے۔
- جن خواتین کے سر میں جوئیں یا لیکھیں ہو گئی ہوں اور کسی طرح کم نہ ہو رہی ہوں تو نصف کلو لہسن کو چھیل کر اس کو خوب کسی سِل پر پیس لیں۔ پھر اس کو نچوڑ کر تین چار راتوں تک اپنے سر پر لگائیں اور صبح کو تازے یا گرم پانی سے سر کو دھولیں۔ سر میں جوؤں اور لیکھوں کا نام و نشان نہیں رہے گا۔
- مولسری کے پتوں کو پانی میں گھوٹ کر پینے سے یا پلا دینے سے شرابی کا نشہ فوراً اُتر جاتا ہے۔
- اگر کسی کے گتے نے کاٹ لیا ہو تو اس کو کھیرے کا چھلکا چٹائیں۔ اس سلسلے میں بیحد مفید ہے۔
- اگر تانبے کے برتن پر زنگ لگ گیا تو سرکے میں نمک ملا کر اسے صاف کریں۔ شیشے کی طرح چمکنے لگے گا۔

واضح ہو کہ علم رمل نہایت شریف اور صحیح بزرگان دین سے منقول ہے۔ بعض اصحاب اسے علم سماوی کہتے ہیں اور اس کو علوم انبیاء میں سے جانتے ہیں۔ بعض نے اسے حضرت آدم علیہ السلام سے بعض نے حضرت دانیال علیہ السلام سے بعض نے حضرت نوح علیہ السلام سے بعض نے حضرت ادریس علیہ السلام سے منسوب کیا ہے۔ لیکن جو تنزل علم سب کے نزدیک یکساں ہے۔ یعنی جب ان پیغمبروں میں سے کسی پیغمبر کو اپنی اولاد یا بعض حالات معلوم کرنے کی احتیاج ہوئی تو بارگاہِ واحدیت میں التجا کی کہ انہیں کوئی ایسا علم عطا فرما جس سے ہم واقعات یا اپنی اولاد کی حالت معلوم کر سکیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام بحکم خداوند تعالیٰ آئے۔ اور چار انگلیاں ریت پر لگا کر چار نقطے پیدا کئے۔ اور ان چار نقطوں سے تمام علم کی تفصیل تعلیم دی۔ چونکہ رمل عربی میں ریت (ریگ) کو کہتے ہیں اور اس کی پہلی مشق جبرئیل علیہ السلام نے ریت پر ہی کرائی۔ اس لئے یہ علم رمل کے نام سے منسوب معروف اور مشہور ہوا ہے نیز ایک حدیث بھی علمائے رمل بیان کرتے ہیں۔ یہ خدا جانے کہ اس حدیث کو علمائے فقہ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔

وہ حدیث یہ ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان نبیا من الانبیاء مخط فمن وافق خطہ فذاک۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نبی خط کھینچا کرتے تھے پس جو بات ان کے خط سے موافق ہوتی تھی وہ اسی طرح ہوتی تھی۔

بعض علمائے رمل کی تحقیق ہے کہ بسم اللہ شریف کے چار نقطوں سے اس کی بنیاد پڑی ہے۔ اب میں زائچہ رمل بنانے کی ترکیب یعنی قانون اوّل اس کی تشریح اور توضیح بیان کرتا ہوں جس کو پڑھ کر ہر شخص آسانی سے زائچہ رمل بنا سکتا ہے۔

آپ نے اکثر رمالوں کے پاس پیتل کا قرعہ دیکھا ہوگا۔ لوہے کے تار میں منسلک چار ٹکڑے ہوتے ہیں۔ رمال اسے ہاتھ میں گردش دے کر کتاب، سلیٹ یا تختے پر ڈالتے ہیں۔ چونکہ یہ چاروں ٹکڑے مربع ہوتے ہیں۔ جس پہلو سے گریں۔ رمل کی پہلی چار شکلیں اس سے بن جاتی ہیں۔ یعنی چار ٹکڑے مربع ہیں۔ ۴×۴=۱۶ ہر پہلو پر ایک شکل ہوتی ہے۔ یعنی جس پہلو پر یہ قرعہ گرتا ہے۔ کوئی نہ کوئی شکل پیدا ہوتی ہے اور وہی آپ کے سوال کا جواب ہوتا ہے۔ اگر آپ ان دھات کے مربع ٹکڑوں کو دیکھیں تو اس میں گول گول نقطے ہوتے ہیں۔ سوائے نقطوں کے اور کچھ نہیں ہوتا لیکن یہ نقطے دو قسم کے بنے ہوتے ہیں۔ ایک جگہ تو صرف ایک نقطہ ہوتا ہے اور دوسری جگہ دو نقطے برابر ہوتے ہیں۔ بس جو نقطہ صرف ایک ہے اس کی جگہ نقطہ لگاتے ہیں اور جس جگہ دو نقطے برابر ہوتے ہیں اس میں ڈنڈا بنا دیتے ہیں جو اس طرح کا ہوتا ہے (۔۔) اہل علم کی اصطلاح میں ایک نقطہ کو فرد اور جب دو نقطے برابر ہوں تو اسے زوج کہتے ہیں۔ جس پہلو سے یہ قرعہ گرے۔ اس سے جو شکل پیدا ہو۔ وہ ہی لکھ لیتے ہیں۔ چونکہ چار ٹکڑے ہیں جس پہلو سے بھی گریں ہر ٹکڑے سے ایک شکل بنتی ہے۔ لہٰذا چار شکلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور ان ابتدائی چار شکلوں کا نام اصطلاح میں امہات ہے۔

لیکن یہ قرعہ سات دھاتوں کو ملا کر خاص وقت میں بنایا جاتا ہے۔ بازار میں جو قرعے فروخت ہوتے ہیں وہ قابلِ اعتبار نہیں۔ اہل علم نے فرمایا ہے کہ اگر قرعہ حسب قوانین رمل بنایا گیا ہے۔ تو اس کا جواب صحیح ہوتا ہے اگر قرعہ صحیح طریق پر نہیں بنایا گیا ہے تو اس کا جواب صحیح نہیں ہوتا۔ مجھے جو ترکیب قرعہ بنانے کی استاد سے پہنچی ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ قرعہ سات دھاتوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے جو یہ ہیں۔ سونا، چاندی، تانبا، لوہا، شیشہ، رانگ، پارہ۔ بعض اصحاب پیتل بھی ملاتے ہیں۔ مگر واضح ہو کہ پیتل صرف دھات نہیں ہے۔ بلکہ مرکب ہے، ممکن ہے بعض اساتذہ کے نزدیک اور دھاتیں ہوں۔ مگر مجھے جن دھاتوں کی تحقیق ہے۔ وہ میں نے لکھدی ہیں۔

اب ہفت سیارگان کی ساعت میں اس کی تکمیل کی جائے یعنی مشتری کی ساعت میں دھاتوں کا خریدنا جمع کرنا۔ زحل کی ساعت میں سب کو ایک جگہ جمع کرکے مریخ کی ساعت میں گلانا۔ قمر کی ساعت میں پالش کرنا۔ شمس کی ساعت میں ڈھالنا۔ عطارد کی ساعت میں کندہ کرنا۔ زہرہ کی ساعت میں سوراخ کرنا اور تار میں پرونا اب یہ اصلی قرعہ ہے اور یہ قرعہ باذن اللہ تعالیٰ صحیح جواب دیتا ہے۔

وزن کے متعلق ہر گو کوئی صحیح وزن مقرر نہیں۔ تاہم ایک پاؤ وزن سے کم نہ ہوں تو بہتر ہے (چاروں ٹکڑے)، واضح ہو کہ سونا چاندی پارہ یہ تین اشیاء اس قدر مقدار میں ہوں جو زیادہ قیمتی نہ ہوں۔ ان ہفت دھاتوں میں علی انفرادہ کوئی وزن بار بھی نہیں۔ مثلاً اگر تانبا آدھ پاؤ ہے تو سونا ایک رتی اور چاندی ایک

ماشہ ہو سکتی ہے۔ غرضیکہ کسی دھات کے کم و بیش کا سوال نہیں۔

قرعہ کا نمونہ یہ ہے۔

۴	۳	۲	۱
• •	• • • •	• • •	• • •
• •	• • •	• • •	• • • •

واضح ہو کہ جب دو نقطے آمنے سامنے یعنی ایک ہی سطر میں ہوں۔ تو ان کو زوج کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں اُسے زوج کہتے ہیں اور زوج اس طرح لکھتے ہیں (ــ) اور جب سطر میں ایک ہی نقطہ ہو تو اسے اصطلاح میں فرد کہتے ہیں۔ اسے اس طرح لکھتے ہیں (٠) دیکھو خانہ نمبر اوّل کے پہلے خانے میں دو نقطے اوپر اور ایک نقطہ نیچے ہے! اس سے یہ شکل ہوئی (ــ٠) کیوں کہ سابق میں بیان کیا جاچکا ہے کہ جب دو نقطے برابر برابر ہوں تو اُسے زوج کہتے ہیں اور جب ایک نقطہ ہو تو اسے فرد کہتے ہیں۔ اب خانہ نمبر اوّل کے دوسرے خانہ میں (یعنی پہلے سے نیچے والے میں) نظر کی تو دونوں سطروں میں دو دو نقطے آمنے سامنے ہیں یعنی دونوں زوج ہیں۔ لہٰذا ان ہر دو زوجوں کی یہ صورت ہی (ـــ) اب نمبر اوّل کے دونوں خانوں سے یہ شکل برآمد ہوئی (ــــ)۔

اب نمبر دوٗ کے پہلے خانے پر نظر کی تو سطر اوّل میں ایک نقطہ تھا۔ لہٰذا اس سے نقطہ پیدا ہوا (٠)، اور اسی خانے میں دوسری سطر میں دو نقطے برابر برابر ہیں۔ لہٰذا حسبِ قاعدہ اس سے زوج پیدا ہوا۔ لہٰذا خانہ دوم کے خانہ اول سے یہ دو شکلیں پیدا ہوئیں (ــ٠)۔ اب خانہ نمبر دوم کے دوسرے خانے میں (خانہ نمبر ۲ کے خانہ اوّل کے نیچے) نظر کی تو پہلی سطر میں ہم کو صرف دو نقطے برابر نظر آئے اس سے زوج پیدا ہوئی (ــ) اور سطر دوم میں (خانہ دوم کی سطر دوم) صرف ایک ہی نقطہ تھا۔ لہٰذا اس سے فرد پیدا ہوا (٠)۔ اب خانہ نمبر دوم کے دونوں خانوں سے یہ شکل (ـ٠ـ) برآمد ہوئی۔ اب دونوں خانوں کی دونوں شکلوں کو جمع کیا۔ تو یہ دونوں شکلیں (ــــ ـ٠ـ) کامل ہوئیں۔

اب خانہ نمبر سوم کی پہلی سطر پر نظر کی تو پہلی سطر میں بھی دو نقطے برابر ہیں۔ اور دوسری سطر میں بھی دو نقطے برابر ہیں (آمنے سامنے) لہٰذا ہر دو سطروں سے زوج پیدا ہوا (ــــ) خانہ نمبر سوم کے خانہ دوم پر نظر ڈالو۔ پہلی سطر میں دو نقطے آمنے سامنے ہیں۔ جس سے زوج پیدا ہوئی۔ اور سطر دوم میں صرف ایک ہی نقطہ ہے جس سے فرد (٠) پیدا ہوا۔ اب خانہ سوم کی مکمل شکل یہ ہوئی (ــــ٠) دو شکلیں پہلی ملاکر اب تینوں شکلیں پیدا ہوئیں۔ (ــــ ـ٠ـ ــــ٠)

اب خانہ چہارم پر نظر ڈالو۔ خانہ چہارم کے خانہ اول سطر اول میں ایک نقطہ ہے۔ دوسری سطر میں بھی ایک نقطہ ہے۔ خانہ چہارم کے خانہ دوم میں سطر اوّل میں بھی ایک نقطہ ہے۔ دوسری سطر میں بھی ایک نقطہ ہے۔ اس کی مجموعی شکل یہ بنی (⁝) اب چاروں شکلیں ملاکر یہ صورت ہوگی (ــــ ـ٠ـ ــــ٠ ⁝)

اب چاروں شکلیں تیار ہوگئیں۔ ان چار اشکال کا نام امہات ہے۔ اور ان ہی چار شکلوں سے بقایا بارہ شکلیں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح جب آپ قرعہ ڈالیں گے تو اس قسم کے نقاط ہوں گے (یہ ضروری نہیں کہ آپ کے ڈالے ہوئے قرعہ میں بھی یہی صورتیں پیدا ہوں۔ یہاں تو محض مثال کے طور پر اشکال بنائی گئی ہیں) سمجھانا صرف اس قدر مقصود ہے کہ جب نقطے آمنے سامنے ہوں تو اس سے زوج بنائیں گے۔ اور جب سطر میں صرف ایک نقطہ ہوگا تو اس سے فرد (٠) بنائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ میری اس تشریح سے اب وہ بھی چار شکلیں قرعہ سے پیدا کرسکیں گے جن کو علم رمل سے کوئی واقفیت نہیں ہے۔ یہ تشریح اور تفصیل ایک استاد ہے۔ جو آپ کو چار وں شکلیں بنانا سکھا رہا ہے اور اب آپ آسانی سے بنالیں گے۔

قاعدہ دوم

آپ کے پاس قرعہ نہیں ہے اور آپ کو حسبِ قاعدہ تیار کرنے میں بھی ابھی دشواریاں ہیں تو آپ مجبور نہیں کہ قرعہ ہی سے اشکالِ رمل پیدا کریں۔ اس کا آسان قاعدہ یہ بھی ہے کہ آپ ایک سانس میں بے شمار نقطے ایک کاغذ پر بنائیں۔ اس میں صرف دو شرطیں ہیں۔ جن کا پاس رکھیے۔ ایک تو یہ کہ درمیان میں سانس نہ لیں۔ جس جگہ سانس ٹوٹے نقطے بھی ختم کردیں۔ دوسرے یہ کہ نقطوں کو شمار نہ کریں۔ پہلی سانس میں بے شمار نقاط کی ایک سطر۔ دوسری سانس میں بے شمار نقاط کی دوسری سطر۔ تیسری سانس میں بے شمار نقاط کی تیسری سطر۔ چوتھی سانس میں بے شمار نقاط کی چوتھی سطر تیار کریں۔ اب چار سطریں آپ کے پاس نقاط کی ہیں۔ دو دو کرکے ان نقاط کو کاٹتے جائیے۔ اس کی دو ہی صورتیں ہوں گی۔ یا سب نقطے کٹ جائیں گے یا ایک باقی ہے تو نقطہ (٠) یعنی فرد بنائیے۔ اگر سطر کے سب نقطے کٹ جائیں تو زوج (ــ) ہے اسی طرح نقاط کی چار سطروں میں سے ایک شکل پیدا ہوگی۔ اور سولہ سطروں میں سے چار شکلیں امہات کی پیدا ہوں گی۔ جس طرح قرعہ میں چار شکلیں پیدا ہوئیں تھیں۔ مثلاً

....

....

....

....

دیکھو پہلی سطر کے نقطوں کو دو دو قطع کرنے سے آخر میں ایک نقطہ رہ گیا لہٰذا ہم نے نقطہ لکھ لیا۔ دوسری سطر کے نقاط دو دو قطع کرنے سے تمام نقطے قطع ہوگئے لہٰذا ہم نے زوج لکھ لیا (ــ) تیسری سطر میں بھی سب نقطے کٹ گئے ـــــ لہٰذا زوج (ــ) بنا۔ چوتھی سطر میں دو دو نقطے قطع کرنے سے ایک باقی رہا تو ہم نے فرد (٠) لکھ لیا۔ اب چاروں شکلوں کو جمع کیا تو یہ صورت (ـــ٠) بن گئی۔ اسی طرح نقاط کی چار سطروں میں سے دوسری شکل۔ پھر نقاط کی تیسری شکل پھر نقاط کی پانچویں میں سے چوتھی شکل بناکر چاروں شکلیں امہات کی بنالیجئے۔ اس میں قرعہ کی محتاجی نہیں ہے۔ ہر وقت ہر جگہ آپ چار شکلوں کے نقاط سولہ سطروں سے پیدا کرسکتے ہیں۔ یہ آسان ترکیب ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کو بھی سمجھ گئے ہوں گے

نوٹ:- قرعہ ڈالنا وہی انسب اور اولیٰ ہے کہ آپ سائل کو قرعہ دیدیں اور وہ اپنے مطلب کو دل میں لے کر قرعہ ڈالے جب وہ قرعہ ڈال چکے تو اس سے آپ شکل تحریر کریں۔ قرعہ ڈالنے سے قبل سائل کا پاک صاف ہونا ضرور ہے۔ یہ علم شریف اور پاک ہے جب نجس ہاتھ سے قرعہ ڈالا جائے گا تو جواب کا غلط ہونا مشکل نہیں۔ قرعہ ڈالتے وقت اپنے مطلب کا تصور ضروری ہے یعنی جس مقصد کے معلوم کرنے کیلئے یا جس سوال کا جواب لینے کیلئے قرعہ ڈالا جارہا ہے۔ اگر سائل کی طہارت اور پاکیزگی پر یقین نہیں۔ تو رمال خود قرعہ ڈالے۔ لیکن قرعہ ڈالنے سے قبل سائل کا ہاتھ اس قرعہ پر رکھوالے یعنی وہ قرعہ کو چھولے۔ سائل سے کہئے کہ اپنے مقصد کا دھیان کرکے اور اپنے مالک (خدا) کا نام لیکر اس قرعہ پر ہاتھ رکھدو ـــ جب سائل قرعہ پر ہاتھ رکھدے تو اس کو خوب ہاتھ میں گردش دے کر اور الٹ پلٹ کر صاف اور پاک سطح پر ڈال دو۔ قرعہ ڈالتے وقت یا ہاتھ لگاتے وقت دل میں صداقت ہو کہ میرا مطلب صاف برآمد ہوگا اور صاف جواب ملے گا۔ اور جو جواب حاصل ہوا اس پر صداقت سے عمل کرنیوالا کبھی نقصان نہیں پاتا۔ اگر بظاہر اس وقت نقصان بھی نظر آرہا ہو۔ تو صداقت کے یہی معنی ہیں کہ اس خلاف اور نقصان دہ (بظاہر) جواب پر بھی عمل کرے۔ بطور امتحان یا بطور استہزاء ہرگز ہرگز قرعہ یا رمل کا حساب نہ دیکھیں ورنہ نقصان پائیں گے۔ اگر کسی شخص کو اس علم پر یقین نہیں تو پھر اس علم کی طرف توجہ نہ کرے ـــ مذاق بنانا استہزاء کرنا اس سے نقصان ہوتا ہے اور جیسا آپ کا دل چاہے امتحان کرلیں کہ جب آپ اس شریف علم کے ساتھ مذاق کریں گے۔ نقصان ہوجائے گا۔ اس میں کبھی فرق نہیں ہوتا۔

قاعدہ سوم

ایک قاعدہ اور بھی ہے۔ یعنی نقطے کا جھگڑا بھی نہ کیجئے۔ سائل سے کہیئے کہ وہ ایک عدد سے لیکر ہزاروں لاکھوں تک کا جو چاہے بولے جب وہ کوئی عدد بولے تو آپ اسے لکھ لیں۔ اگر وہ عدد سولہ سے کم ہے (کیونکہ رمل کی سولہ شکلیں ہوتی ہیں) تو اس نمبر پر جو شکل ہے۔ وہ ہی شکل لکھ لیں۔ مثلاً اس کی زبان سے پندرہ نکلا تو آپ پندرہویں شکل لکھ لیں۔ اگر وہ ایسا عدد بولے جو سولہ سے زیادہ ہے۔ تو ایسی حالت میں اس عدد کو سولہ پر تقسیم کردیجئے۔ جو باقی بچے۔ اسی نمبر کی شکل ہوگی۔ مثلاً اس کی زبان سے چوبیس کا عدد نکلا۔ چونکہ چوبیس کا عدد سولہ سے زیادہ ہے۔ لہٰذا چوبیس کو سولہ پر تقسیم کردیا۔ باقی بچے آٹھ۔ بس آٹھویں شکل لکھ لیں۔ اسی طرح سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں تک کا حساب کیا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب برابر تقسیم ہوجائے اور باقی کچھ نہ رہے تو کیا کریں۔ آپ پر واضح ہو کہ سولہ پر تقسیم کرنے سے انتہائی عدد پندرہ تک بچ سکتا ہے۔ تو سولہویں شکل کبھی نکلے گی ہی نہیں۔ لہٰذا جب کامل تقسیم ہوجائے تو اس وقت سولہویں شکل لے لیں۔ اب سمجھ لیجئے کہ آپ نے سائل سے کوئی چند سوال کیا اور اس سے حسبِ قاعدہ بالا آپ نے شکل پیدا کرکے لکھ لی۔ اسی طرح چار مرتبہ اس سے عدد بلوائیے۔ اور ہر عدد سے شکل پیدا کرکے چاروں شکلیں لکھ لیجئے۔ مثلاً کسی نے یہ چار عدد بولے۔ ۷۔ ۱۵۔ ۲۵۔ ۴۲۔ اسکی شکلیں اس نمبر کی پیدا ہوں گی۔ ۷۔ ۱۵۔ ۹۔ ۱۲۔ ([illegible])

قاعدہ چہارم

آپ اعداد کے جھگڑے میں بھی نہ پڑیں۔ سائل سے کہیئے کہ وہ ابجد یا ابتث کے تمام حروف میں سے کوئی حروف لے۔ پس جو حرف اس کے منہ سے نکلے اس حرف کے عدد لیکر حسب قاعدہ بالا عمل کریں۔ یعنی اگر اس حروف کے عدد سولہ سے کم ہیں تو اسی نمبر کی شکل لے لیں۔ اگر اس کے عدد سولہ سے زیادہ ہیں۔ تو اس کو سولہ پر تقسیم کردیں اور بقایا سے شکل بنالیں۔ مگر یہ واضح رہے کہ اگر آپ نے اپنے دل میں ابجد کی نیت کی ہے تو ابجد سے عدد ا تا ۳ حروف کے نکالیں۔ اگر ابتث کی نیت کی ہے۔ تو ابتث سے عدد نکالئے۔ اس میں عامل کو اپنی نیت کرنا ہوگی جس کی نیت کی ہے اسی طریق پر عدد استخراج کریں۔ بغیر نیت کے حساب غلط ہوگا۔ نیت پر ہی انحصار ہے اور اس عمل پر ہی موقوف نہیں۔ دنیا کا ہر کام نیت سے ہی وابستہ ہے پہلے نیت ہی دل میں پیدا ہوتی ہے۔ پھر نیت فعل میں آتی ہے۔ اگر نیت نہ ہو تو کوئی فعل ظہور میں نہ آئے۔ بعض اصحاب شاید کہیں کہ نیت کیا شئے ہے؟ مگر یہ روحانی نکتہ ہے اور دلیل کا محتاج نہیں۔ تاہم عقلی و نقلی دلائل سے ثابت ہوچکا ہے کہ نیت دار و مدار عمل ہے اگرچہ یہ رسالہ بہت مختصر اور طویل دلائل سے مجبوری ہے۔ تاہم میں ایک دلیل پیش کرتا ہوں۔ دیکھو نماز ظہر کے چار فرض ہیں۔ نماز عصر کے بھی چار فرض ہیں۔ نماز عشاء کے بھی چار فرض ہیں۔ ان سب میں فرق کرنیوالی صرف نیت ہی ہے۔ اگر آپ نے عصر کی نیت کی ہے تو عصر کی نماز ہی ادا ہوگی۔ اگر عشاء کی نیت کی ہے تو عشاء کی ہی ادا ہوگی۔ دونوں وقت کی نماز میں صرف نیت کا ہی فرق ہے۔ علاوہ نیت کے اور کوئی فرق نہیں۔ یہ نقلی دلیل ہے۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ خیالات پر ہی انسان کے اعمال و اقوال و افعال کا دار و مدار ہے۔ عمل اور قول اور فعل میں آنے سے قبل ہی ہر حرکت خیال میں ہی آتی ہے خیال کا دوسرا نام نیت اور اعتقاد ہے۔ آسانی کے واسطے میں ابجد اور ابتث دونوں مع اعداد لکھے دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو دوسری کتب کے مطالعے اور تلاش کی ضرورت نہ رہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: ـــــــ علم الحروف

نقش کی صورت یہ ہوگی۔

ب	ب	ب
ب	ب	ب
ب	ب	ب

● اگر گیدڑ کے دباغت شدہ چمڑے پر ایک ہزار مرتبہ حرف بؔ زحل کی ساعت میں لکھیں، اور اس کے نیچے دشمن اور اس کی ماں کا نام لکھکر اس چمڑے کو زحل کی ساعت میں دشمن کے گھر میں دفن کرادیں تو دشمن بہت جلد وہاں سے دفع ہوجائے گا۔

اس طرح کے امور اگر غیر شرعی امور میں کریں گے تو ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ (باقی آئندہ)

- اگر شام کو مغرب میں آسمان میں شفق پھیلے تو موسم خوشگوار مگر خشک رہے گا۔
- اگر شام کو مشرق میں شفق پھیلے تو موسم ایک طرح کا نہیں رہے گا۔ بلکہ ادلتا بدلتا رہے گا۔
- اگر شام کو شفق جنوب میں پھیلے تو بہت جلد بارش ہوگی اور اگلے دن دھوپ تیز نکلے گی۔
- اگر شام کو شمال میں شفق پھیلے تو بارش طوفانی آئے گی۔
- اگر موسم گرما میں ابابیل زمین کے قریب قریب اڑیں تو جلد بارش ہوگی۔
- اگر کوّے انسانوں کے سروں پر کائیں کائیں کریں تو سمجھ لیجئے کہ بارش ہونے والی ہے۔
- اگر چڑیا کسی کھیت میں یا کسی جھاڑی کے نیچے ایک جگہ چپ کر بیٹھی ہو تو سمجھ لو کہ خشک سالی آئے گی۔
- اگر کہکشاں کا رنگ سرخ ہو تو موسم خراب رہے گا اور طوفان آئے گا۔
- اگر کوئی عورت یا مرد زینے پر چڑھتے ہوئے بیچ میں ٹھوکر کھائے تو اسکی شادی تھوڑے دنوں بعد ہو جائیگی۔
- اگر بارات جاتے وقت راستے میں جنازہ مل جائے تو دلہن کے لئے برا ہے۔ اگر بارات کی واپسی میں جنازہ ملے تو دولہا کے لئے برا ہے۔
- اگر کسی کا پالتو کتا رات کو روئے تو اس کے گھر میں کسی کی موت ہونے والی ہے۔
- مئی کا مہینہ بیاہ شادی کیلئے غیر مبارک ہے۔ اس ماہ میں شادی کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔
- مائیکہ اگر سسرال کے قریب ہو تو لڑکی شادی کے بعد کبھی خوش نہیں رہ سکتی۔
- بغیر مطالبے کے قسم کھانے والے کو سمجھ لو کہ وہ جھوٹا ہے۔
- صبح ہی صبح اگر گھر کی دیوار پر بیٹھ کر کوّا بولے تو سمجھیں کہ کوئی مہمان آنے والا ہے۔

اپنے خوابوں کے ساتھ آئندہ ٹکٹ ضرور بھجوائیں۔ خواب مختصر اور صاف لکھیں۔
(منیجر)

حسن الہاشمی فاضل دار العلوم دیوبند

خواب میں نے ایک دن خواب میں یہ دیکھا کہ میری داڑھی حد سے زیادہ لمبی ہوگئی ہے۔ اور وہ بڑھتے بڑھتے ناف تک پہنچ گئی ہے۔ پھر میں نے اس داڑھی کو قینچی سے تراشنا شروع کیا۔ جب یہ کافی چھوٹی ہوگئی یعنی یک مشت سے کم تو میں نے اس کی سفیدی دور کرنے کیلئے اس پر خضاب لگایا۔ اس کے بعد میں نے جب آئینہ کی طرف بغور دیکھا تو میری داڑھی بالکل سفید تھی۔ مجھے خواب میں اس قدر حیرت ہوئی کہ اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔

ازراہِ کرم میرے خواب کی تعبیر بتائیں۔ مہربانی ہوگی۔

غیاث الحسن محلہ قاضی ٹولہ۔ مراد آباد۔

تعبیر آج کل ذہنی طور پر آپ پریشان ہیں۔ مالی حالت بھی آپ کی اچھی نہیں ہے اور جلد ہی آپ پر خدانخواستہ ایسا وقت آنے والا ہے کہ آپ مختلف رنج و آلام کا شکار ہو جائیں گے۔ حادثاً آپ پیٹ کے کچے ہیں۔ اور اپنے اہم راز بھی دوسروں پر از خود ظاہر کر دیتے ہیں۔ جلد ہی آپ کوئی اہم راز اپنی زبان سے کھولیں گے جو آپ کیلئے مالی نقصان اور بربادی کا سبب بنے گا۔

آپ کا خواب صاف طور پر یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ اپنے رنج و غم اور مصائب و آلام کے بڑی حد تک خود ہی ذمہ دار ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس خواب کی تعبیر سے محفوظ رکھے۔ تو سفید رنگ کا بکرا قربان کریں۔ اور اس کا گوشت کسی مدرسے کے طلباء کو تقسیم کریں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غم تعبیر سے نجات عطا کریں وہ بہرحال ہر چیز پر قادر ہیں۔

خواب میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک بیابان میں ہوں۔ ہر طرف کیڑے مکوڑے ہیں۔ اچانک کسی گیدڑ کے بولنے کی آواز آئی۔ میں ڈر گیا پھر میری نظر ایک فاختہ پر پڑی۔ میں نے اس کو پکڑ لیا پھر میں نے دیکھا میں نے اس فاختہ کو بھون لیا ہے۔ اور میں نے اس کا تقریباً نصف گوشت کھا لیا۔ اس کے بعد میری نظر ایک شیر پر پڑی اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی۔

شہادت حسین۔ بھیونڈی ضلع تھانہ

تعبیر آپ دشمنوں کی سازش کا شکار ہیں۔ اور کاروباری طور پر بھی آپ فکرمند ہیں۔ انشاء اللہ جلدی آپ کے لڑکا پیدا ہوگا۔ اور آپ بیوی کے پیسے سے یا زیور فروخت کرکے یا اس کی کسی بھی جائداد کو فروخت کرکے حج بیت اللہ کے شرف سے مشرف ہوں گے۔ حج سے واپسی کے بعد آپ کے مالی حالات میں سدھار آئے گا اور انشاء اللہ آپ کو کسی جگہ کی سرداری بھی میسر آئے گی۔ یا کسی تنظیم کا کوئی عہدہ آپ کو عطا ہوگا۔

اگر آپ یہ بھی لکھدیتے کہ یہ خواب آپ نے چاند کی کس تاریخ میں دیکھا تھا تو ہم بتا دیتے کہ حج کی سعادت آپ کو اندازاً کس سال نصیب ہوگی۔

خواب میں نے قریب ایک سال پہلے خواب میں مدینہ منورہ دیکھا میں نے جب صبح اٹھ کر اپنا خواب گھر میں بتایا تو سب نے کہا کہ تمہارا خواب بہت مبارک ہے۔ پھر اس کے چھ مہینے بعد میں نے دوبارہ خواب میں مدینہ منورہ کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ میں سنہری جالیوں کے پاس کھڑی ہوں اور ایک عورت جو نقاب پہنی ہوئی ہے مجھ سے کہتی ہے کہ تم یہاں دوسری بار آئی ہو۔ تو میں نے کہا کہ ہاں۔ میں یہاں دوسری بار آئی ہوں تو وہ عورت حیرت سے کہتی ہے کہ تم نے اتنی سی عمر میں دو بار حج کر لیا۔ مہربانی کر کے میرے خواب کا مطلب بتائیے۔

الماس۔ نیا محلہ مکان نمبر ۱۹۳ جبل پور۔

تعبیر زندگی میں دو مرتبہ آپ کوئی ایسا نیک کام انجام دیں گی جو آپ کی دین و دنیا کیلئے عزت و سرخروئی کا باعث بنے گا۔ آپ ذہنی طور پر اچھے خیالات کی لڑکی ہیں اور مذہب سے آپ کو والہانہ تعلق ہے۔ آپ کی سوچ قابلِ تعریف ہے اور شاید اسی بنا پر ربّ العٰلمین آپ کو دو مرتبہ ایسی سرفرازی عطا کریں گے جو آپ کی ہجولیوں کے حصے میں نہیں آئے گی۔ اور ممکن ہے کہ آپ دو مرتبہ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوں۔

خواب دو یا تین مہینے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اجمیر شریف گئی ہوں اور وہاں پر میں نماز پڑھ رہی ہوں کہ میری ایک سہیلی جو میرے ساتھ اجمیر شریف گئی ہے وہ بھی نماز پڑھ رہی ہے میں اچانک اٹھتی ہوں اور ایک سفید ریشم کا پردہ ہے اس کے پیچھے ایک چھڑی رکھی ہے۔ میں اپنی سہیلی سے کہتی ہوں کہ وہ دیکھو وہ کیا ہے تو وہ مجھے بتاتی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی ہے اور اسے چھڑی مبارک کہتے ہیں اور میرا خواب ٹوٹ گیا۔ یہ جمعرات کی رات کو صبح چار یا پانچ بجے کے قریب دیکھا

تھا جب کہ میں کبھی اجمیر شریف نہیں گئی۔ (ایضاً)

تعبیر آپ کی شادی اپنے وطن سے باہر ہوگی۔ اور آپ کے پروردگارِ عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عظیم الشان کام لیں گے جو انشاء اللہ آپ کیلئے ذریعۂ نجات بنے گا۔

خواب میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی پہاڑی پر چلی جا رہی ہوں۔ اور میرے ساتھ ایک چھوٹا سا بچہ بھی ہے اور میں جس راہ سے جا رہی ہوں وہاں پر کلیاں ہی کلیاں بچھی ہیں۔ جو پوری طرح نہیں کھلی ہیں۔ میں اُن کلیوں پر سے چلی جا رہی ہوں اور وہ بچہ بھی میرے ساتھ ہے۔

حسن الہاشمی صاحب میرا خط بہت طویل ہو چکا ہے۔ مہربانی کر کے میرے خوابوں کا مطلب بتا دیجئے۔ میں ہمیشہ آپ کی ممنون رہوں گی۔ آجتک مجھے کسی نے میرے ان خوابوں کا مطلب نہیں بتایا۔ میں بہت امید سے آپ کو یہ خط لکھ رہی ہوں۔ مجھے پوری امید ہے کہ آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے اور میرے خط کا جواب جلد سے جلد دینے کی مہربانی کریں۔ میں آپ کیلئے اللہ سے دعا کروں گی کہ آپ ہمیشہ یوں ہی لوگوں کی خدمت کرتے رہیں۔ اور اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آمین۔ (ایضاً)

تعبیر پہاڑ کی طرف چڑھنا عزت و رفعت اور اہم ترین سفر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حق تعالیٰ آپ کو بلندی عطا کریں گے اور آپ کسی ایسے کام کی توفیق عطا کریں گے جو آپ کیلئے سربلندی کا باعث بھی بنے گا اور وسیلۂ مغفرت بھی ـــــ آپکے تینوں خوابوں کی تعبیر تقریباً یکساں ہے اور یہ تینوں ہی خواب مبارک ہیں۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان خوابوں کی سنہری تعبیر جلد از جلد پوری فرمادے۔

خواب میں خواب میں خود کو ہوا میں اُڑتا ہوا ـــــ اور گھوڑے پر سوار ہو کر اُڑتا ہوا دیکھتا ہوں اور ہمیشہ زیادہ سانپ اور کالے کتے میرے ہاتھوں کو اپنی زبان سے چاٹتے ہیں اور بھونکتے ہیں اور پانی جیسے سمندر تالاب میں چھلانگ مارتا ہوا دیکھتا ہوں اور میں اکثر خود کو بدشکل عورتوں کے ساتھ جنبستری کرتا ہوا دیکھتا ہوں۔ جسم میں میرے پور اور رو سار ہتا ہے اور جسم میں بہت کمزوری ہوگئی ہے۔ مجھ میں کام کرنے کی صلاحیت ختم ہو رہی ہے۔ میری داہنی آنکھ میں کھنچاوٹ ہوتی ہے۔ اور میں شادی شدہ ہوں۔ میرے خواب کی تعبیر بتا کر شکریہ کا موقع دیں۔

تعبیر آپ نے اپنے مختلف خوابوں کو بیان کر کے تعبیر معلوم کی ہے۔ ان میں بعض خواب تو یوں ہی معدے کی خرابی یا ذہنی وساوس کی بنا پر بھی ہو سکتے ہیں۔ مجموعی حیثیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دشمنوں کی سازش کا شکار ہیں اور آپ کے چھوٹے بڑے سبھی قسم کے دشمن ہیں اور بعض دشمن آپ کے اپنے خونی رشتے داروں میں ہیں۔ کسی بھی وقت آپ پر کوئی سنگین حملہ ہو سکتا ہے۔ اور کوئی شخص آپ کی عزت کے درپے ہو سکتا ہے۔ اس موقعہ پر آپ کا کوئی دوست آپ کا ساتھ دے گا۔ اور آپ کو مصائب اور شدائد کے بھنور سے نکال لینے میں کامیاب

ہو جائے گا۔ پھر آپ کو عروج ملے گا۔ اور مال و دولت کی فراوانی بھی ہوگی۔ لیکن اس دوران آپ کسی فعل کی وجہ سے رسوا بھی ہوں گے۔ اور بیوی کے ساتھ بھی آپ کی ان بن بھی ہوگی۔

آئندہ آپ خوابوں کو اپنے قلم سے الگ الگ بیان کیا کریں۔ اور خواب کی تاریخ بھی بیان کیا کریں۔ تاکہ اندازہ کیا جا سکے کہ خوابوں کی تعبیر کتنے عرصے میں پوری ہوگی

خواب میں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ میرا پیر کٹ گیا ہے۔ اور کافی خون بہا ہے۔ اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ مہربانی فرما کر میرے خواب کی تعبیر بتائیں جب سے یہ خواب دیکھا ہے۔ دل بہت پریشان ہے۔

عثمان غنی یاقوت پورہ حیدرآباد

تعبیر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کسی سے مقدمہ بازی چل رہی ہے۔ اور اس میں کافی روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ خواب کی تعبیر صاف طور پر اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ آپ مقدمہ ہار جائیں گے۔ اور مزید خسارے سے دوچار ہوں گے۔ اللہ آپ پر اپنا فضل فرمائے۔

بخار کا علاج ٹھنڈا پانی

بخار ایک عمومی بیماری ہے۔ ہر ملک اور ہر خطہ میں لوگوں کو لاحق ہوتی ہے چھوٹے بڑے جوان بوڑھے بلاتخصیص سب ہی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بخار کی درجنوں قسمیں ہیں۔ اسی طرح اس کے علل و اسباب بھی بے شمار ہیں۔

گرم ممالک میں بخار کا دور دورہ بہت رہتا ہے۔ گرمی کی شدت اور سورج کی تپش سے اکثر لو لگ جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں بخار کا درجہ حرارت انتہائی بلندی کو پہنچ جاتا ہے۔ آج کل ایسے مریض کو برف کی سلوں سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار کے لیے ٹھنڈا پانی ایک بہترین علاج تجویز فرمایا ہے۔ مختلف صحابہ کرام کی روایات موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔ الحمی من کیر جهنم فنحوها عنکم بالماء البارد۔

"بخار جہنم کی بھٹی سے ہے۔ تم ٹھنڈے پانی کے ذریعہ اسے اپنے آپ سے زائل کرو" (سنن ابن ماجہ) بعض روایات میں ہے "آبِ زم زم سے ٹھنڈا کرے"

عن سمرة رضی اللہ عنہ۔ الحمی قطعة من النار...

بخار آگ کا ایک قطعہ ہے۔ تم اسے ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈا کرو (حاکم طبرانی)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ الحمی من فیح جهنم......

بخار جہنم کی گرمی سے ہے۔ اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ (مستدرک حاکم، نسائی، ابن ماجہ، مالک، احمد) تقریباً اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جالینوس نے اپنی کتاب حیلة البرء میں بخار کے لیے پانی کو بہترین نافع لکھا ہے۔ امام رازی نے اپنی کتاب کبیر میں بخار میں ٹھنڈا پانی استعمال کرنے کے ... [illegible]

ہندوؤں کا لاعلم

الحاج سید ناظر حسین شاہ

جنتر ودیا جنتر سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ اس سے مراد نقوش و تعویذات ہیں۔ اہلِ ہنود میں برا ہمن بھارت سے رشی منی اس علم سے موقع بہ موقع استمداد حاصل کرتے رہے ہیں۔

بڑی تحقیق و جستجو کے بعد چند مفید و کرشمہ ساز قسم کے جنتر قارئینِ رسالہ کے لئے اکٹھے کئے ہیں۔ اور انہیں عام استفادے کیلئے شریکِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔

یہ ممکن ہے کہ آگ جلانا اور برف پگھلانا چھوڑ دے۔ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونے لگے۔ چاند اپنی ٹھنڈک چھوڑ کر کوئی دوسری روش اختیار کرلے۔ بادِ بہاری کو خیرآباد کہہ کر جابر قسم کا بھتنی بن جائے۔ انسان گونگا ہو جائے۔ اور جانور انسانوں کی طرح باتیں کرنے لگیں۔ یہ سب کچھ ممکن ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ مندرجہ ذیل جنتر اپنا کام کرنا چھوڑ دیں۔ ان نقوش کے ذریعہ بار بار دیکھا گیا ہے کہ غریب لوگ مالا مال ہو گئے۔ مایوس کن امراض میں مبتلا لوگ صحت یاب ہو گئے۔ بے عزت لوگ معزز ہو گئے۔ قیدیوں کو قید سے نجات حاصل ہو گئی۔ بانجھ عورتوں کے بچے پیدا ہو گئے۔ غرضیکہ یہ جنتر ہندو یوگیوں کے استدراج کے کرشمے ہیں۔ ان میں مقناطیسی قوت موجود ہے اور میں نے بارہا ان کا تجربہ کیا ہے اور تقریباً ہمیشہ انہیں کرشمہ ساز پایا ہے۔

ان جنتروں کی مشق یا دان کیلئے بہترین وقت چاند گرہن، پورن ماشی یا پھر وچندی اتوار ہے۔ ان جنتروں کی مشق یا دان جس جگہ مقصود ہو اُسے اچھی طرح دھوپ کی دھونی دیکر صاف کرلو۔ چندن کی دھونی سب سے بہتر ہے پھر وہاں کوئی چٹائی بچھالو۔ کمرے میں چندن کی دھونی دے کر جسے تم اپنا روحانی مرشد سمجھتے ہو۔ اس کا تصور کرتے ہوئے، تصور ایسا کرو۔ جیسے وہ تمہارے سامنے موجود ہے۔ اس کے بعد ۱۰۸ مرتبہ اپنے مرشد کا نام لو۔ اس کے بعد زعفران سے جس نقش کی زکوٰۃ دینی ہو اُسے ۱۰۸ مرتبہ لکھو۔ بس آپ اس جنتر کے عامل بن جائیں گے ـــــ اب وہ کرشمہ ساز جنتر ملاحظہ کریں۔

لوحِ مقصود مندرجہ ذیل جنتر پہننے والا دولت، شہرت، عزت، اور مرتبے کی بلندی اور تندرستی جیسی نعمتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ جس کام میں ہاتھ ڈالے گا۔ اسے کامیابی ملے گی ـــــ بالخصوص تجارت اور کاروبار میں کئی گنا منافع ہوگا۔

جنتر یہ ہے۔

3	۶	د	ح
ع	3	ح	ع
ک	۴	ک	C
۴	۴	X	ک

لوحِ مراد اس جنتر کے پہننے سے ہر بیماری سے شفا حاصل ہوگی۔ منحوس ستاروں کے ناخوشگوار اثرات سے نجات ملے گی۔ اگر زمیندار لوگ اس جنتر کو پہنیں گے تو فصل خوب اچھی ہوگی۔ کھیتی میں خوب برکت ہوگی۔ لاعلاج بیماری سے شفا ہوگی۔ مشکلات اور مصائب سے چھٹکارا ملے گا۔

جنتر یہ ہے۔

/3	ہ۵	و	ح
ع	3	حں	۸ع
۴ع	ط۴	ک	C
۴Z	طX	۴	ک

لوحِ اقبال اس تعویذ یا منتر پہننے سے بلند اقبال اور خوش حالی نصیب ہوگی۔ طالب علم امتحان میں کامیاب ہوں گے۔ مجرمین قید سے نجات حاصل کریں گے۔ مقدمات میں جیت ہوگی۔ اس جنتر کو اگر کمر میں باندھ لیں تو زبردست قوتِ امساک پیدا ہوگی۔

جنتر یہ ہے۔

ہ3	30	د	و
ع	ح	ح	عو
عو	۴و	ک	ၵ
۴	X	Xو	ںک

روشن چراغ

اس جنتر کو اگر بانجھ عورت پہن لے تو وہ بامراد ہو سکتی ہے۔ جنتر یہ ہے۔

ح	و	۳د	ل
۲۶	۲ح	۳	د
۵	د	۲د	۲ح
۲ح	۲د	۲-	۲

اسقاطِ حمل روکنے کیلئے

اگر کسی عورت کو اسقاط ہو جاتا ہو تو اس کو یہ جنتر پہنادیں۔ یا اس کی بائیں ران پر باندھ دیں۔ بچہ زندہ پیدا ہوگا۔ اور عمر طبعی کو پہنچے گا۔ جن عورتوں کے مُردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یا پیدا ہوتے ہی مَر جاتے ہیں۔ ان کیلئے بھی یہ جنتر کار آمد ہے۔

جنتر یہ ہے۔

ح	و	۳x	دد
۳۷	۳د	۳	ع
۶	۲	۴و	۳۲
۳۳	۳۰	x	۲

تسخیرِ قلوب کا جنتر

اس جنتر کو گلے میں ڈالنے سے زبردست تسخیر پیدا ہوتی ہے۔ جو بھی دیکھے گا مسخر ہوگا۔

جنتر یہ ہے۔

ح	و	۳۸	۲و
حو	کھ	۳	ح
۸	۲	xو	۳۰
عو	عو	x	۲

پاگل پن دور کرنے کا جنتر

اگر اس جنتر کو کسی پاگل کے گلے میں ڈالدیں تو اس کا پاگل پن ختم ہو جائے۔

جنتر یہ ہے۔

ح	و	xو	۸۲
۸و	وو	۳	ع
۸	۲	ع	۲و
۳و	۳و	x	۲

آسیب دور کرنے کیلئے

جن گھروں میں آسیب کا ڈیرہ ہو۔ بھوت کا مسکن ہو وہاں زمین کھود کر یہ جنتر دبائیں۔ تمام بلائیں رخصت ہوں گی۔

جنتر یہ ہے۔

۹	ح	x	۸۵
۸۳	۲	x	ع
۵	۲	۸۵	۸ع
۳	۳	x	۲

لوحِ طلسم

اس جنتر کو پہننے سے بچے ہر قسم کے آسیب، بیماری اور نظرِ بد سے محفوظ رہیں گے۔

جنتر یہ ہے۔

۲	۳	۲
ع	عد	ن
و	ح	ع
عع	حع	حع

لوحِ بغض وعداوت

اس جنتر کو لکھ کر آگ کے نیچے دبا دیا جائے اور دونوں کے نام مع اسماءِ والدہ لکھے جائیں۔ ایک کا نام لوح کے دائیں اور دوسرے کا بائیں طرف۔ دونوں کے درمیان عداوت ہو جائیگی۔

جنتر یہ ہے۔

۶	۲	ک	ع
۲	8	عع	۳۲
ع۲	۲ے	ھ	ع۲
حم	عن	ع۳	۶۳

کرشمۂ اعداد

علم الاعداد کے ذریعہ خواب کی تعبیر

حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم دیوبند

سب سے پہلے یہ کریں کہ جس شخص نے خواب دیکھا ہے اس کے اور اس کی ماں کے نام کے اعداد نکالیں۔ پھر یہ دیکھیں کہ اس نے چاند کے مہینوں میں سے کس مہینے میں یہ خواب دیکھا ہے۔ اس مہینے کا عدد ترتیب اسی میں شامل کریں۔ پھر یہ دیکھیں کہ اس نے کس دن یہ خواب دیکھا ہے اس کا عدد ترتیب اس میں شامل کریں۔ شب جمعہ جمعہ کا دن تصور کیا جائے گی۔ ان سب کو جمع کر کے یاخبیر الخبیر کے ۱۶۸۶ اعداد اس میں جمع کر کے کل مجموعے کو ۱۱ سے تقسیم کر دیں۔ اگر تقسیم کے بعد ایک باقی رہے تو خواب دیکھنے والے کو اپنی تمناؤں میں سخت ناکامی ہوگی۔ اگر دو باقی رہیں تو کسی کام میں شروع میں نقصان ہوگا۔ اور انجام کار فائدہ۔ اگر ۳ باقی رہیں تو خواب دیکھنے والے کو اپنے دوستوں سے غیر متوقع امداد حاصل ہوگی۔ اگر ۴ باقی رہیں تو خواب بے حد مبارک ہے۔ کسی بزرگ کی رُوحانی تصرفات کے پیش نظر مشکلات دور ہونے والی ہیں۔ اگر پانچ باقی رہیں تو جلد عزت اور سرداری نصیب ہونیوالی ہے۔ اگر ۶ باقی رہیں تو ۶ دن۔ ورنہ ۶ ماہ میں مرادیں بر آنے والی ہیں۔ اگر ۷ باقی رہیں تو جانوروں کے ذریعہ کوئی فائدہ پہنچے گا۔ اگر ۸ باقی رہیں تو خطرات پیش آئیں گے۔ اگر ۹ باقی رہیں تو ہر جگہ ناکامی کا اندیشہ ہے اور رشتے داروں سے جھگڑا بھی ممکن ہے۔ اگر دس باقی رہیں تو خواب مبارک ہے۔ لیکن تعبیر دیر میں نصیب ہوگی۔ اگر صفر باقی رہے تو خواب کی کوئی تعبیر سامنے نہیں آئے گی انشاءاللہ۔

جدولِ اعدادِ ایام یہ ہیں

ایام	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷

جدولِ اعدادِ ماہ یہ ہیں

ماہ	محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاولیٰ	جمادی الثانی	رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذی قعدہ	ذی الحجہ
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲

انسانی مزاج بروج کی روشنی میں

مرسلہ ——— غفار قادر جنتور

جدی:۔ متعلقہ حروف ——— ج۔د۔ز۔ظ۔ض۔و۔

برج جدی سے تعلق رکھنے والے اچھی دماغی صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اپنی سوجھ بوجھ اور ذکاوت کی مدد سے یہ لوگ کاروباری اداروں میں یا سرکاری عہدوں پر فائز رہتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت پسند ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ قدامت پرست بھی ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو غصہ جلدی نہیں آتا لیکن اگر انہیں ایک بار یقین ہو جائے کہ کوئی شخص ان کا دشمن ہے تو پھر یہ آسانی سے معاف نہیں کرتے۔ یہ لوگ محبت کو ایک قربانی سمجھتے ہیں۔ بعض حالات میں یہ محبت کا رشتہ توڑ دیتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے نزدیک محبت نے یا؟ فرض کی حیثیت ہوتی ہے۔ دوسروں کے معاملات میں دخل دینا ان کی عادت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اپنے معاملے میں یہ دوسروں کی مداخلت برداشت کرتے ہیں۔ یہ لوگ بہت کم کسی کے حسن کی تعریف کرتے ہیں اور اظہار محبت میں بھی پس و پیش سے کام لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک فرض کی ادائیگی اصل چیز ہوتی ہے۔ خرچ کے معاملے میں برج جدی سے تعلق رکھنے والے لوگ انتہائی کنجوس ہوتے ہیں ——— ان کے خیالات اچھے ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی یہ تنگ نظری کا ثبوت دیتے ہیں اور خواہ مخواہ لوگوں کو اپنا مخالف بنا لیتے ہیں۔

جدی خواتین اس برج سے تعلق رکھنے والی عورتیں حقیقت پسند ہونے کے باوجود کافی رومانی مزاج رکھتی ہیں۔ لیکن واقعات شاہد ہیں کہ جدی عورتیں باصلاحیت وفادار قابل بھروسہ شریک حیات اور اعلیٰ درجے کی مائیں ثابت ہوتی ہیں۔ یہ عورتیں اپنے مقصد سے کبھی انحراف نہیں کرتیں۔ یہ نسوانی خصوصیات کا مکمل نمونہ ہوتی ہیں۔ جدی عورتیں خوش مزاج ہوتی ہیں۔ اور معاشرے کی روایات کی

معراج انسانیت

چند ایسے لوگوں کی داستانیں پڑھیے جنہوں نے اپنی خواہشات پر قابو پا کر انسانیت کے اعلیٰ ترین درجہ تک رسائی حاصل کی۔

۱۔ حضرت حسن بصریؒ حجاج کے ظلم سے بھاگے تو حضرت حبیب عجمیؒ کی عبادت گاہ میں آکر چھپ گئے۔ وہ ظالم بھی ان کے پیچھے وہاں آپہنچا اور حبیب عجمیؒ سے پوچھا کہ کیا تم نے حسن بصریؒ کو دیکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں۔ اندر میری عبادت گاہ میں چھپا ہوا ہے۔ حجاج اندر گیا مگر حضرت حسن بصریؒ کو کہیں نہ پا سکا اور باہر آکر حضرت حبیب عجمیؒ سے کہنے لگا۔ تو نے جھوٹ کیوں بولا ہے؟ حسن بصریؒ اندر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا ہے وہ اندر ہی ہے۔ اس طرح وہ تین مرتبہ اندر گیا اور ہر طرف حسن بصریؒ کو تلاش کیا مگر آپ اسے کہیں نظر نہ آئے آخر تھک ہار کر وہ واپس چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت حسن بصریؒ باہر آئے اور فرمایا اے حبیب! میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری برکت سے مجھے گرفتار ہونے سے بچا لیا۔ حضرت حبیب نے جواب دیا۔ نہیں میری برکت سے نہیں بلکہ یہ میرے سچ بولنے کا ثمرہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخشا ہے اگر میں جھوٹ بولتا تو وہ ہم دونوں کو رسوا کر دیتا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مبارک مروزیؒ ایک حسین و جمیل کنیز کے عشق میں مبتلا ہو گئے ایک رات اپنے ایک دوست کو ساتھ لیکر اپنی معشوقہ کی دیوار کے نیچے جا کھڑے ہوئے ادھر معشوقہ بھی چھت پر آگئی اور ساری رات اسی طرح ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں اس درجہ محو رہے کہ فجر کی اذان ہوئی تو سمجھے کہ عشاء کی اذان ہو گئی ہے۔ جب دن بالکل چڑھ گیا تو سمجھے کہ ساری رات اسی نظارے میں نکل گئی اس سے اچانک آپ کو تنبیہ ہوئی اور دل نے کہا اے مبارک کے بیٹے! تجھے شرم نہیں آتی کہ نفسانی خواہش کے پیچھے ساری رات پاؤں پر کھڑے گزار دی۔ لیکن اگر امام نماز میں سورت ذرا لمبی کر دے تو تو دیوانہ ہو جاتا ہے اور اس پر بھی مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس وقت خدا سے سچے دل کے ساتھ توبہ کی اور علم اور اس کی طلب میں مشغول ہو گئے اور زہد اور دینداری کی زندگی اختیار کر لی۔

۳۔ حضرت ذوالنون مصریؒ خدا کے بندوں پر بہت شفیق اور رحیم واقع ہوئے تھے ایک روز اپنے مریدوں کے ساتھ کشتی میں سوار دریائے نیل میں جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک دوسری کشتی آئی جس میں لوگ خوب گا بجا اور خوشیاں منا رہے تھے اور انہوں نے کشتی میں طرح طرح کی شرارتیں لے رکھی تھیں۔ یہ ایک جگہ پر بارک تھا مریدوں نے آپ سے عرض کیا اے شیخ! ان لوگوں کے لئے بددعا کیجئے کہ اللہ ان سب کو غرق کر دے اور ان کی نحوست سے اپنی مخلوق کو پاک فرمائے۔ حضرت ذوالنونؒ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ اے میرے خدا! ان لوگوں کو آپ نے جیسے اس دنیا میں خوشی عطا فرمائی ہے اسی طرح آخرت میں بھی ان کو خوش رکھنا۔ مرید آپ کی یہ دعا سن کر حیران ہوئے تھے کہ وہ کشتی آپ کے بالکل سامنے آگئی۔ ان لوگوں نے حضرت ذوالنونؒ کو دیکھ کر سخت ندامت و پشیمانی کا اظہار کیا اپنے آلات موسیقی توڑ کر دریا میں ڈال دیئے اور توبہ کر کے آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے حضرت ذوالنونؒ نے اپنے مریدوں سے فرمایا تم نے دیکھ لیا۔ سب کی مراد پوری ہو گئی تمہاری مراد بھی پوری ہو گئی اور وہ بھی اپنی مراد کو پہنچ گئے۔

آپ کا یہ عمل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں تھا لوگ حضورؐ کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دیتے لیکن آپ ہمیشہ یہی فرماتے اے میرے خدا! میری قوم کو راہ راست دکھا دے یہ لوگ نادانی میں مبتلا ہیں۔

۴۔ ایک مرتبہ بلخ میں سخت قحط پڑا یہاں تک کہ انسانوں نے انسانوں کو کھانا شروع کر دیا سب لوگ سخت غم زدہ اور متوحش تھے۔ لیکن ایک غلام بازار میں بہت خوش اور ہنستا پھر رہا تھا۔ لوگوں نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ ہر طرف لوگ فاقوں سے مر رہے ہیں اور سخت رنجیدہ ہیں اور تو خوشی منا تا اور ہنستا پھر رہا ہے۔ غلام نے جواب دیا کہ مجھے کوئی غم نہیں اس لئے کہ میرا مالک ایک پورے گاؤں کا بلا شرکت غیرے مالک ہے اس چیز نے میرے دل کو ہر قسم کی پریشانی سے آزاد کر دیا ہے اور میرے سب غم بھلا دیئے ہیں۔ غلام کے اس جواب کو سن کر حضرت ابو علی شقیق ازدی کی آنکھیں کھل گئیں تمام حجاب دور ہو گئے آپ سخت شرمندگی کے احساس کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا اے خدا! یہ غلام اس شخص کا ہے جس کی ملکیت میں صرف ایک گاؤں ہے اور یہ اتنی خوشی منا رہا ہے اور ہم تجھ مالک الملک کو اپنا پروردگار کہتے ہیں اور اپنی روزی کے لئے اس درجہ فکر مند ہیں جس کا کوئی شمار نہیں بس یہ خیال آتے ہی آپ نے دنیا کے مشاغل سے منہ موڑ لیا اور حق کے راستہ کو طے کرنا شروع کر دیا۔ فرماتے ہیں اس کے بعد سے میں پھر کبھی روزی کے لئے غمزدہ نہیں ہوا۔

۵۔ حضرت ابو حفص نیشاپوریؒ جوانی کے عالم میں ایک کنیز پر عاشق ہو گئے تھے اسے قابو میں لانے کی بہت کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی کسی نے بتایا کہ نیشاپور کے خرابات میں ایک یہودی ہے اس کے پاس جاؤ وہ اپنے سحر و عملیات سے تمہارے لئے اس کا بندوبست کرے گا۔ یہ اس یہودی کے پاس گئے اور سارا حال بیان کیا اس نے کہا تمہارا یہ کام ہو جائے گا لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ چالیس روز تک نماز وغیرہ

سب چھوڑ دو۔ بھول کر بھی خدا کا نام زبان پر نہ لاؤ اس دوران میں نیکی کا کوئی کام نہ کرو بلکہ اس کی نیت بھی اپنے دل کے قریب نہ پھٹکنے دو۔ اسی طرح چالیس دن گزرنے کے بعد میرے پاس آؤ۔ پھر میں حیلہ کروں گا جس سے تیری مراد پوری ہو جائے گی۔ ابو حفص نے یہ بات مان لی اور چالیس روز اسی طرح گزارنے کے بعد اس یہودی کے پاس گئے۔ یہودی نے اپنا طلسم استعمال کیا لیکن ان کا کام نہ بنا اس پر یہودی نے کہا تم نے شرط پوری نہیں کی۔ تم نے ضرور کوئی خلاف ورزی کی ہے اور نیکی کا کام کیا ہے۔ ابو حفص نے کہا ہے کہ میں نے اس دوران میں کوئی نیک کام نہیں کیا۔ البتہ ایک روز میں جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک پتھر پڑا ہوا دیکھا میں نے اسے راستہ سے ہٹا دیا کہ کسی کو اس سے ٹھوکر نہ لگ جائے اس پر اس یہودی نے انہیں کہا تو اس خدا کو آزار مت دے جس کا حق تو نے چالیس دن تک ضائع کیا لیکن اس نے تیرے ایک عمل کو بھی ضائع نہیں جانے دیا۔

یہ سن کر آپ نے سچی توبہ کی اور وہ یہودی بھی مسلمان ہو گیا۔ جن لوگوں نے اپنے نفس پر غور کیا اور اپنی چھپی ہوئی قوتوں کو ابھارا ان سے کام لیا اور اپنی خواہشات پر قابو پا کر انہیں بھٹکنے سے روک دیا ان کے کسی حکم سے کوئی شے انکار نہیں کر سکتی۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ۔ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

(تو بھی خدا کے حکم سے گردن نہ پھیر پھر تیرے حکم سے کوئی بھی گردن نہ پھیرے گا۔)

یعنی جو خدا کا بن جاتا ہے ہر چیز اس کی بن جاتی ہے اور یہی وہ مرکزی نکتہ ہے جسے ڈارون، کارل مارکس اور فرائیڈ نے غور و فکر کے قابل نہ سمجھا اور دنیا میں فتنہ و فساد اور گمراہی کے بیج بو کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اطلاعِ عام

آپ ہندوستان میں ہوں یا دنیا کے کسی ملک میں اپنی تمام پسندیدہ کتابیں براہِ راست ہم سے گھر بیٹھے منگائیں ہمارے یہاں اردو، ہندی، عربی، فارسی میں جمیع علوم و فنون کی تمام کتابیں دستیاب ہیں۔

دو سو روپے سے زیادہ کی کتب نقد منگانے پر دس فیصدی چھوٹ ملیگی۔

ہم چھوٹے آرڈر کی بھی فوراً تعمیل کرتے ہیں ــــــ ایک مرتبہ معمولی فرمائش روانہ کر کے ہمارے قول کی تصدیق فرمائیں۔

کتابیں منگانے والے حضرات آدھی رقم پیشگی روانہ کریں ورنہ تعمیل نہیں ہوگی۔

رابطہ کا پتہ

NAFIS AHMED BOOK SALLERS MOH. RUKNUDDIN SARAI SAMBHAL-244302 (IINDIA)

پھوڑے پھنسی کا آپریشن

دورِ حاضر میں فنِ جراحت (SURGERY) نے بے حد ترقی کی ہے۔ اس کا مطلب نہیں کہ یہ فن اس زمانہ کی ایجاد ہے۔ یا اس کا سہرا مغرب کے سر ہے۔ ہمارے بزرگ اس فن میں کامل تھے۔ رہا یہ کہ آج کل دل اور دماغ جیسے پیچیدہ اعضا کے آپریشن بھی ہو رہے ہیں۔ تو بات بھی فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اگلے وقتوں میں صحت انسانی بھی اس قدر خراب نہ تھی اور ایسے پیچیدہ امراض وجود میں نہ آئے تھے۔ غذا پاکیزہ تھی، عادات ستھری تھیں۔ مزاج درست تھے، صحت بھی معیاری تھی۔ مختصر یہ کہ اس دور کے تقاضوں کے مطابق فنِ جراحت پوری طرح ترقی یافتہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ملاحظہ ہو۔

دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ يَعُوْدُهٗ بِظَهْرِهٖ وَرَمٌ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِهٰذِهٖ مِدَّةٌ۔ قَالَ بُطُّوْا عَنْهُ۔ قَالَ عَلِيٌّ فَمَا بَرِحْتُ حَتّٰى بُطَّتْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ۔

ایک شخص کی عیادت کے لیے حضور رسول خدا کے ساتھ (ان پر اللہ کا درود و سلام ہو) میں حاضر ہوا۔ اس شخص کی کمر میں (پھوڑے کا) ورم تھا۔ لوگوں نے عرض کیا اس میں پیپ پڑ گئی ہے۔ آپ نے اس میں شگاف (آپریشن) کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں نے اسی وقت شگاف دے دیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے۔ ــــــ (زاد المعاد جلد دوم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے واضح ہے کہ انہوں نے شگاف دیا اور وہ یقیناً اس کام میں ماہر ہوں گے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ایسی کام کے لیے مامور نہ فرماتے آخر عمل جراحی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ نہ ہر شخص یہ کام کر سکتا ہے اور نہ ہر شخص سے یہ کام لیا جا سکتا ہے۔

اٹھا ذخیال

ایک دولت مند آدمی کے سامنے ایک خستہ حال شخص گڑگڑا رہا تھا۔ میرے بچوں پر رحم کیجئے میرے چار دل بچے بیمار پڑے ہیں۔ انکی ماں بھی ہسپتال میں ہے اور ان کا باپ برے درجے کا جھوٹا اور شرابی ہے۔

خوبصورت جلد ... مگر کیسے

خوبصورتی کا راز

مہنگے میک اپ میں نہیں، حفظانِ صحت کے اصولوں کو اپنانے میں ہے ــــــ

اِن سطور میں ایسے ہی اصولوں کا ذکر ہے

اگر کوئی پوچھے کہ دلکش چہرے کی سب سے اہم خوبی کیا ہے تو اس کا آسان جواب ہے صحت مند جلد .... جس کے بغیر خوبصورت چہرے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے نین نقش کتنے ہی دلآویز اور رنگ کتنا ہی نکھرا ہوا ہو۔ اگر جلد پر کیل چھائیاں ہیں یا وہ آپ کی بے پروائی کے سبب مرجھائی ہوئی ہیں تو تمام دیگر خوبیاں ماند پڑ جاتی ہیں۔ اس لیے اگر آپ کو جاذبِ نظر بننا ہے تو سب سے پہلے اپنی جلد کی حفاظت اور صفائی پر توجہ دیجیے۔

> اکثر خواتین میک اپ کے بغیر اپنی تیاری مکمل نہیں سمجھتیں اور بعض اوقات وسائل کی کمی یا لاعلمی کے سبب اتنا زیادہ میک اپ کرتی ہیں جو آخر کار ان کی جلد کو شدید نقصان پہنچاتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ میک اپ ہر وقت نہیں کرنا چاہیئے کہ کسی وقت بھی چہرے کو تازہ ہوا نہ لگے۔

اس سے پہلے کہ آپ کی جلد کی حفاظت کے طریقے سے آگاہ ہوں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی جلد کی ساخت کس قسم کی ہے۔ یعنی چکنی۔ خشک یا نارمل ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ساخت کے اعتبار سے جلد کی حفاظت کے طریقے بھی مختلف ہیں۔ ساخت کے لحاظ سے عموماً جلد کی تین قسمیں ہیں۔

یہ جلد کی ایسی قسم ہے جس پر اکثر اوقات چکنائی یا تیل نظر آتا ہے اس جلد کے نیچے ایسے خلیے ہوتے ہیں جن سے ہر وقت تیل نکلتا ہے جو جلد پر آ جاتا ہے۔ یہ اس جلد کا قدرتی مزاج ہے۔ جس کو بدلا نہیں جا سکتا، البتہ مناسب تدابیر سے اس کے نقصانات سے بچا جا سکتا ہے۔ چکنی جلد کے نیچے جو تیل نکلتا ہے۔ وہ چہرے پر جم کر مہاسے پیدا کرتا ہے اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ جلد پر تیل جمنے نہ پائے اس مقصد کیلئے چہرے کو دن میں پانچ بار اچھے صابن سے دھونا چاہیے جبکہ دھونا بھی مفید رہتا ہے کسی اچھے کلینزنگ لوشن یا آفٹر شیو لوشن سے بھی چہرے کو صاف کیا جا سکتا ہے۔ جس سے چہرے کا تیل کم ہوتا ہے۔ ہم ایسی جلد کو بدل نہیں سکتے، تاہم احتیاطی تدابیر ضرور کر سکتے ہیں۔ تاکہ مہاسے کم بنیں۔ چکنی جلد کیلئے انڈے کی سفیدی کا ماسک بھی بہت مفید ہوتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ انڈے کی سفیدی الگ کر کے پھینٹ لیجئے اور چہرہ اچھی طرح صاف کر کے چہرے پر لگا کر سکون سے لیٹ جائیے۔ دس منٹ بعد تازہ پانی سے چہرہ دھو لیجئے۔ ماسک لگا کر گفتگو سے پرہیز کیجئے ورنہ چہرے پر جھرّیاں پڑ سکتی ہیں۔

> "آپ کے نین نقش کتنے ہی دلآویز ہوں (ور رنگ کتنا ہی نکھرا ہوا ہو) اگر جلد پر کیل، چھائیاں ہیں یا وہ آپ کی بے پروائی کے سبب مرجھائی ہوئی ہیں تو تمام دیگر خوبیاں ماند پڑ جاتی ہیں"

خشک جلد:

یہ ایسی جلد ہے جس کو نرم اور ملائم کرنے کیلئے ہمیں بیرونی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یعنی کوئی کریم یا لوشن لگا کر چہرے کیلئے مطلوبہ نمی اور چکنائی فراہم کرنا پڑتی ہے چونکہ یہ جلد اندرونی چکنائی اور نمی سے محروم ہوتی ہے۔ اس کا فائدہ یہی ہوتا ہے کہ اس کے مہاسے بالکل نہیں ہوتے۔ مگر خشک ہونے کی وجہ سے یہ کھردری نظر آتی ہے جو جلد کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ ایسی جلد پر جتنا پانی لگایا جائے اتنا ہی نقصان دہ ہے کیونکہ اس سے خشکی بڑھتی ہے۔ دھوپ اور ہوا سے پانی خشک ہو جاتا ہے تو جلد اور زیادہ خشک ہو جاتی ہے خاص طور پر سردیوں میں تو ایسی جلد کے لئے بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے ایسی جلد رکھنے والوں کے ہونٹ بھی پھٹے رہتے ہیں۔ اور ہاتھوں کی جلد میں بھی لکیریں نمایاں نظر آتی ہیں خشک جلد کو گیلا کر کے اس پر کوئی کولڈ کریم یا لوشن لگانا مفید ہوتا ہے جس سے نمی جلد میں قید ہو جاتی ہے۔

(باقی صفحہ پر)

"کیا آپ سو برس تک جینا چاہتے ہیں؟"

یقیناً آپ کی شدید ترین خواہش ہو گی کہ آپ لمبی عمر پائیں اور دنیا سے جاتے ہوئے یہ شکوہ نہ کریں کہ —— ظ —— دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ لمبی عمر کا حصول کس طرح ممکن ہے۔ سب سے پہلے تو اپنی موجودہ عمر کو بھول جایئے۔ یہ خیال نہ کریں کہ آپ چالیس سال کے ہیں یا پچاس کے۔ روسی ڈاکٹر الیگزینڈر اے۔ بوگومولیٹس ALLEXANDER · A BOGOMOLETS کہتا ہے۔

"ایک آدمی جس کی عمر ساٹھ یا ستر برس کی ہو وہ ابھی جوان ہے۔ کیونکہ اپنی قدرتی زندگی میں سے ابھی وہ نصف ہی گزار سکا ہے۔ عمر کے کسی خاص حصے پر بڑھاپے کا لیبل نہیں لگایا جا سکتا"۔

سائنسداں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ انسان ایک صدی یا اس سے بھی زیادہ عرصے تک حرکت پذیر رہ سکتا ہے۔ پروفیسر کولیابکو PROF KULLIABKO نے ایک مردہ شخص کا دل نکال کر ایک دوسرے انسان میں لگا دیا جس کا دل کمزور تھا۔ اور اس مردہ شخص کا دل پھر سے دھڑکنے لگا۔ جوان شریانیں اور جوان دل، ان دونوں کا تعلق انسان کی کسی خاص عمر کے ساتھ نہیں ہے۔ دل ہمیشہ جوان رہ سکتا ہے۔ لیکن اس کی اولین شرط مناسب غذا کا استعمال ہے۔

ڈاکٹر کارل کہتے ہیں:

زندگی "زندہ خوراک" سے بڑھ سکتی ہے۔ مردہ سے نہیں۔ اور زندہ خوراک میں ہری ہری سبزیاں، تازہ پکے پھل، خشک میوے اور صاف غلہ شامل ہیں۔

فکر اور اندیشہ کی ہلاکت خیزیاں

بات ہو رہی تھی سو برس تک زندہ رہنے کی۔ آپ یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ آپ سو برس تک اس حالت میں جئیں کہ آپ کا چہرہ جھریوں سے پٹا ہوا اور جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہو۔ آپ کی دلی تمنا ہو گی کہ آپ ایک صحت مند اور طویل زندگی کے مالک بنیں لیکن اس کیلئے تھوڑی سی جدوجہد کرنا پڑے گی۔ ان تمام تفکرات اور پریشانیوں کو خیرباد کہنا ہو گا جنہیں آپ نے مفت میں پال رکھا ہے۔ یہ پریشانیاں اور مسائل انسانی زندگی کیلئے زہر ہیں۔

یہ کہاوت کہ حسد انسان کو سیاہ کر دیتا ہے علاوہ مبالغہ آمیز ہو سکتی ہے مگر غلط نہیں۔ رنج فکر اور مایوسی چہرے کی رنگت کو بھی خراب کر دیتے ہیں اور عمر کو بھی گھٹانے کا باعث بنتے ہیں۔ دیکھئے اگر پریشان ہونے سے آدمی کے مسائل ختم ہو جائیں تو آدمی دل کھول کر پریشان ہو سکتا ہے اور اگر ایسا نہیں تو پھر فکر کس بات کی۔ پریشان ہونا پریشانیوں کو بڑھاتا ہے اور جب پریشانیوں میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کا اثر صحت پر پڑتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ موت کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

مسکراتے رہیں

ہنسی تمام دواؤں اور ٹانکوں سے عمدہ ٹانک ہے۔ مشہور مقولہ ہے: "خوب ہنسو تم ضرور بالضرور تندرست رہو گے۔" میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود چاق و چوبند اور اپنی عمر سے کم دکھائی دیتا ہے۔ دراصل اس نے اپنی زندگی کو متحرک کر رکھا ہے۔ کئی منظیموں کا رکن ہے پھر سائیکل چلانا اس کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ میں نے ہمیشہ اسے ہنستے ہوئے چہرے کے ساتھ دیکھا ہے۔

ڈاکٹر جون ڈی میلا JOHN D. MELA نے ایک جگہ لکھا ہے کہ انسان اس دن کو اپنے لئے بہترین دن سمجھے جس دن اُسے خوب کھل کر ہنسنے کا موقع ملے۔

ورزش اپنائیے

صحت اور تندرستی کے لئے ورزش کی جو اہمیت بتائی جاتی ہے اس کو مکمل بیان کرنا بہت مشکل ہے پھر بھی اتنا کہوں گا کہ ورزش دل کو مضبوط بناتی ہے اور دورانِ خون کو تیز کر کے اُسے جسم کے ہر حصے تک پہنچانے کا سامان کرتی ہے۔ سب سے اچھی عادت پیدل چلنا ہے۔ اگر آپ صحت مند زندگی کے متمنی ہیں تو پیدل چلنا اپنی عادت کا حصہ بنالیں۔ یقین جانئے آپ کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔ جوانی کا چمکتا تاج ہمیشہ آپ کے سر پر رہے گا اور لوگ

آپ پر رشک کریں گے۔ یہی نہیں بلکہ آپکا دل بھی ہمیشہ جوان رہے گا۔

مثالی غذا

غذا اور صحت کا رشتہ بڑا اہم ہے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ غذا اور خوراک انسان کیلئے ہے۔ لیکن انسان غذا اور خوراک کیلئے نہیں۔ یعنی خوراک اتنی کھانی چاہیئے جتنی آپ کو ضرورت ہو۔ کھانے کیلئے گھڑی یا وقت کی پابندی نہیں ہونی چاہیئے بلکہ سچی بھوک میں ہی کھانا کھانا چاہیئے۔ اس سے غذا بہتر طور پر جزو بدن بنتی ہے اور نظام ہضم بھی درست کام کرتا رہتا ہے۔

سلاد انسانی غذا کا اہم ترین جزو ہے بلکہ یہ ایک پوری غذا ہے۔ یہ کوئی اچار یا چٹنی نہیں کہ صرف چٹخارے کیلئے لیا جائے۔ سلاد کا استعمال کسی ہاضم چیز یا بھوک کو بڑھانے والی چیز کی حیثیت سے نہیں بلکہ بھوک کو ختم کرنے والی غذا کے طور پر کرنا چاہیئے۔

دوسرے درجہ پر پھل آتے ہیں۔ پھل یا تو تازہ ہونے چاہئیں۔ یا پھر انہیں اُبال کر کھانا چاہیئے۔ آیئے آج سے ابھی سے وہ راستہ اپنائیں جو فطری ہے اور وہ ہے متوازن غذا کا استعمال۔ سبز اور پیلی سبزیاں، پھل، مکھن نکلا ہوا دودھ، دہی، انڈے، پنیر، گوشت وغیرہ۔ یہ ساری نعمتیں قدرت کا عطیہ ہیں ان کو اپنی غذا کا ایک حصہ بنایئے اور ہمیشہ خوبصورت رہیئے۔ ایک انگریز مصنف اپنی کتاب —— PROLONG YOUR YOUTH میں طبعی عمر کے حصول کے متعلق جن اصولوں کا ذکر کرتا ہے وہ یہ ہیں۔ ۱۔ ہر حال میں خوش رہیں۔ ۲۔ ہر کام میں تنظیم اور اصولوں کے پابند ہوں۔ ۳۔ ایسا پیشہ یا کاروبار اختیار کریں جو آپ کے مزاج کے موافق ہو۔ ۴۔ زندگی بخش خوراک استعمال کریں۔ ۵۔ سانس ٹھیک طور سے لیں۔ ۶۔ صحت بخش ورزش کریں۔ ۷۔ روزانہ غسل کریں۔ ۸۔ نشہ آور اشیاء اور برائیوں سے بچیں۔ ۹۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد جسم اور دماغ کو مکمل آرام کرنے دیں یاد رکھئے! انسان کو صرف ایک بار ہی زندگی ملتی ہے۔ اس زندگی کو بھرپور، خوبصورت اور ہمیشہ جوان بنائے رکھنے کیلئے ہمیں کئی عادات کو ترک کرنا پڑے گا۔ ہمیں ایک ایسی زندگی بسر کرنا ہو گی جو فعال، تازہ دم اور بھرپور ہو۔ لمبی عمر صرف انہی لوگوں نے پائی ہے جو وقت پر سوتے اور وقت پر اپنا ہر کام کرتے تھے۔

اپنے آپ کو دہی کا عادی بنایئے

گیلارڈ ہاوز اپنی کتاب LOOK YOUNGER LIVE LONGER میں دہی کے خواص کے بارے میں لکھتا ہے۔ یہ قدرت کی بہترین نعمت ہے۔ یہ صرف غذا ہی نہیں بلکہ ایک زبردست ٹانک بھی ہے۔ اس میں پروٹین، کیلشیم اور حیاتین وافر مقدار میں ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو دہی کا عادی بنایئے کیونکہ انسان کو روزانہ جتنی کیلوریز کی ضرورت ہوتی ہے وہ باآسانی دہی سے حاصل ہو جاتی ہیں۔

طبی تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ لمبی عمر کیلئے دہی کا استعمال ناگزیر ہے۔ موسم گرما کے استعمال کیلئے ایک آئیڈیل موسم ہے۔ اگر آپ اچھی صحت اور لمبی عمر کی خواہش رکھتے ہیں تو جی بھر کر دل کھول کر دہی کھائیں۔

نماز اور اچھی صحت

نماز مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس سے جہاں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے وہیں یہ ہمیں صحت مند اور تندرست بھی رکھتی ہے۔ پانچ بار وضو کرنے سے تمام گرد مٹی وغیرہ دُھل جاتی ہے اور انسان اپنے آپ کو پھر سے تازہ دم محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسے اگر صحت مند اور صحت بخش غسل کہا جائے تو کچھ غلط نہ ہو گا۔ کوئی پریشانی یا کوئی مسئلہ ہو نماز اس کا بہترین حل ہے۔ نماز سے انسان کی توجہ دنیاوی مسائل سے ہٹ جاتی ہے اور وہ پھر سے پُرسکون ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی نماز سے اچھی خاصی ورزش ہو جاتی ہے اور تمام جسم سڈول ہو جاتا ہے۔ لمبی عمر کیلئے یہ ایک زریں اصول ہے۔

تازہ ہوا کھایئے

آپ حیران نہ ہوں، درحقیقت سائنسداں یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ ہوا بھی ہمارے جسم کیلئے اتنی ہی مفید اور غذائیت بخش چیز ہے، جتنا کہ گوشت، روٹی یا پھل، ترکاری وغیرہ۔ انسان دوسری غذاؤں کے بغیر کئی دنوں بلکہ ہفتوں زندہ رہ سکتا ہے لیکن ہوا کے بغیر چند منٹ گزارنا بھی ناممکن ہے۔

ایک انگریزی رسالے "ویمنز میگزین" میں پچھلے دنوں سو سال تک زندہ رہنے والے لوگوں کی آراء کو جمع کر کے شائع کیا گیا۔ نفس مضمون کچھ اس طرح تھا۔

۱۔ ہمیشہ کھلی ہوا میں سونا چاہیئے اور سانس بھی ہمیشہ صاف ہوا میں لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔
۲۔ جو چیز بھی کھاؤ اچھی طرح چبا کر کھاؤ۔ ایسی چیز مت کھاؤ جو چبا نہ سکو۔
۳۔ دن میں پانی کے دس گلاس ضرور پیئیں۔ پھلوں کے رس بھی پی سکتے ہیں۔
۴۔ میدہ کی اشیاء کبھی نہ کھائیں۔ صاف زیتون کا تیل صحت کیلئے بے حد مفید ہے۔
۵۔ ساتھ یا آٹھ گھنٹے کے وقفے کے بعد کچھ کھائیں اور دن میں صرف دو دفعہ کھائیں۔
۶۔ ورزش کو اپنا معمول بنائیں اور غسل بھی باقاعدگی سے کرتے رہیں۔
۷۔ بھول جائیں کہ آپ کی عمر کیا ہے کیونکہ بڑھاپے کیلئے کسی وقت کا تعین نہیں۔
۸۔ ہر روز کوئی نیکی ضرور کرو۔ اور کچھ نہیں تو جانور کو ہی پیار کر لو۔
۹۔ گھوڑا رکھو مگر ہر وقت اس پر سوار نہ رہو۔ پیدل چلنا اپنی عادت بنا لو۔
۱۰۔ تنگ دلی سے کنارہ کریں اور خیالات میں وسعت پیدا کریں۔
۱۱۔ مطالعہ کی عادت اپنائیں اور ایسا مطالعہ کریں جو نیکی کے جذبات کو اُبھارے۔
۱۲۔ قدرت کو اپنا بہترین دوست بنائیں اور اس کی ہر چیز مثلاً ہوا، پانی، مٹی، دھوپ، پھل اور سبزیات سے فائدہ حاصل کریں۔
۱۳۔ زندگی کا مقصد اعلیٰ بنائیں اور اس کی تکمیل کیلئے اپنی ساری توانائیاں صرف کر دیں۔
۱۴۔ سوتے وقت کسی قسم کے تفکرات کو پاس نہ پھٹکنے دیں۔

کس عمر میں کتنا سونا چاہیئے

نیند کیلئے کوئی خاص قاعدہ موجود نہیں۔ یہ ہر شخص کی تندرستی اور صحت پر منحصر ہے۔ تندرست شخص صبح سویرے ہشاش بشاش اٹھتا ہے۔ جبکہ بیمار نو، دس بجے بھی جاگے گا تو سستی ہی سے اٹھے گا۔

صحت کے نقطۂ نظر سے اصل بات ہے گہری نیند۔ چار پانچ گھنٹے کی پرسکون نیند بھی آدمی کو پھر سے تازہ دم اور زندگی کی دوڑ میں دوسروں کے شانہ بشانہ چلنے کے قابل بنا دیتی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے لوگوں میں نپولین اور ایڈیشن وغیرہ ایسے تھے جو صرف چار پانچ گھنٹے کی نیند لیتے تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر جانسن اور ڈلورون آٹھ نو گھنٹے تک نیند کے مزے لیتے۔

بچے کی نیند بالغ انسان سے زیادہ ہوتی ہے اور جوں جوں وہ عمر کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے اس کی نیند کا عرصہ بھی کم ہوتا جاتا ہے۔ چار سے چھ سال کے بچے پندرہ سے تیرہ گھنٹے تک، چھ سے نو سال کے بارہ سے دس گھنٹے تک ۹ سے لیکر چودہ سال تک کے دس سے آٹھ گھنٹے تک سوتے ہیں۔ لہذا پتہ چلا کہ آٹھ گھنٹے کی نیند ایک نارمل اور بالغ شخص کیلئے ضروری ہے۔

صحتِ اور قوتِ ارادی

انسانی صحت پر قوت ارادی کا بڑا اثر ہوتا ہے اگر قوتِ ارادی کا صحیح مصرف جان لیا جائے تو صحت کے قیام میں قوتِ ارادی بے حد معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ دراصل یہ وہ قوت ہوتی ہے جو انسان کو بیماری سے نجات اور اس سے محفوظ رکھنے میں بڑا کام کرتی ہے۔ ایسے لاتعداد انسان ہیں جو خود نہ چاہیں تو کبھی صحتیاب نہیں ہو سکتے۔ اور خود چاہیں تو یقیناً صحت مند ہو جائیں۔ افسردگی، بے چینی، پریشانی، بے اطمینانی اور نفرت ایسی بیماریاں ہیں جو زندگی کی توانائی اور قوتوں کا شیرازہ بکھیر کر انسان کو موت کے منہ میں دھکیل دیتی ہیں۔ ان انسان دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنی قوتِ ارادی بڑھانا ہوگی۔ اپنے اعصاب کو مضبوط کرنا پڑے گا اور یہ تہیہ کرنا ہوگا کہ میں بیماری کا مقابلہ کروں گا پھر آپ دیکھیں گے کہ بیماری آپ کے پاس سے گزر جائیگی مگر آپکو کچھ کہہ سکے گی۔ •

خزانہ اور ایک جان کا مطالبہ

انیس ماسٹر جلیل، نیا پورہ مالیگاؤں

ذی الوقت

میرے عم محترم (چچا) کی عمر ۵۰ سے ۵۵ کے درمیان میں ہے۔ میری والدہ نے ان کے متعلق ان کے بچپن کا ایک حقیقی واقعہ مجھے بتایا۔ آپ حضرات بھی سن لیں۔

رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ ۱۳ سالہ محمد امین اپنے دوستوں کے ساتھ "گرنا ندی" پر نہانے کیلئے نکلا۔ جب بچے ندیوں میں نہانے کیلئے جاتے ہیں تو شرارتیں کرتے ہیں ایک دوسرے کو پانی میں ڈبوتے ہیں، ایک دوسرے پر پانی اڑاتے ہیں۔ جب ایسی حرکتیں شروع ہو گئیں تو محمد امین پانی سے باہر نکل آیا اور بدن سکھانے کے بعد کپڑا پہننے لگا۔ اتنے میں تین چار غیر مانوس آدمی محمد امین کے پاس آئے۔ اور اسے لڈو کھانے کو دیا۔ اور اپنے پیچھے چلنے کیلئے کہا۔ ان لوگوں کے ہاتھوں میں لڈو کا ٹوکرا تھا اسمیں سے لڈو نکال کر دیتے رہے۔ اور محمد امین کند ذہن ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ اس کے دوستوں نے دیکھا تو یہی سمجھا کہ اس کے رشتہ دار ہوں گے۔ کھڑی دوپہر کے وقت سارے لڑکے اپنے اپنے گھروں کیطرف چل دیئے۔ ادھر گھر پر محمد امین کی تلاش شروع ہو گئی۔ مگر محمد امین کہیں ہوتا تو نظر آتا۔ بالآخر کسی نے اس کے دوستوں سے دریافت کیا تو حقیقت کا پتہ چلا۔ عبدالغفار جو کہ محمد امین کے بڑے بھائی تھے اور صحت میں بھی اچھے تھے، فوراً سائیکل لی اور اس سمت نکل پڑے۔

گرمی کا زمانہ اور اس میں روزہ بڑا سخت مجاہدہ تھا۔ پھر بھی عبدالغفار آگے بڑھتے رہے۔ ندی پار ہونے کے بعد کچھ پولیس والے ایک جگہ کھڑے تھے۔ ان سے عبدالغفار نے محمد امین کا حلیہ بتا کر دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ایسی صورت کے ایک لڑکے کو تین چار آدمی اس طرف لے گئے ہیں۔ (انہوں نے اشارے سے ایک طرف بتایا) عبدالغفار اس سمت تیزی سے بڑھنے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک پہاڑ نظر آیا — عبدالغفار نے سائیکل نیچے کھڑی کر کے پہاڑ پر چڑھ گئے مگر کچھ نظر نہ آیا بلکہ سامنے اور ایک پہاڑ تھا عبدالغفار اس سے نیچے اتر کر دوسرے پہاڑ پر چڑھے تب بھی اس طرف کوئی دکھائی نہیں دیا۔ البتہ ایک کوہ نظر آیا۔ عبدالغفار ہمت کر کے اس میں داخل ہو گئے۔ جب اندر نظر پڑی اور جو کچھ دیکھا تو گویا ان کے ہوش و حواس گم ہو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک طرف چراغ جل رہا ہے اور بجھنے کے قریب ہے اور محمد امین پالتی مارے بیٹھا ہے اور بندر لڈو کھائے جا رہا ہے۔ عبدالغفار بغیر وقت ضائع کئے فوراً آگے بڑھے اور لڈو چھین کر پھینک دیا اور محمد امین کو کاندھے پر ڈال کر سائیکل تک لائے۔ بالکل ایسے ہی جب کسی جنگ میں کوئی زخمی ہو جاتا ہے اور دوسرا سپاہی اسے کاندھے پر ڈالے خیمے میں لے جاتا ہے اور اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیات تھیں۔ عبدالغفار نے گھڑی پر نظر ڈالی تو مغرب کا وقت قریب تھا۔

اجالا ختم ہو رہا تھا اور تاریکی نے دھیرے دھیرے اپنا سفر شروع کر دیا تھا۔ اور عبدالغفار بھی تیزی سے اپنی منزل کی طرف گامزن تھے۔ راستے میں روزہ افطار کرنے کیلئے کچھ نظر نہ آیا ایک جگہ پانی مل گیا اسی سے روزہ افطار کیا اور پھر آسانی سے گھر پہنچ گئے۔ گھر پر کہرام مچ گیا۔ محمد امین بیہوش ہی تھا۔ ڈاکٹروں، حکیموں کو بلایا گیا مگر محمد امین کو ہوش نہ آیا۔

بیہوشی کا تیسرا دن تھا۔ گہوارے کی مسجد (جسکا نام اب نورانی مسجد ہے) کے پیش امام مولوی ثوبان (ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے) اور مولانا تقی گھر پر آئے اور محمد امین پر دم کیا۔ اور پانی بھی پھونک کر دیا۔ اللہ کے فضل و کرم سے تین دن کے بعد محمد امین کو ہوش آیا — پرانے زمانے کے لوگ کہتے ہیں کہ جب کسی جگہ خزانہ دفن ہوتا تو اس پر ایک سانپ بیٹھا رہتا ہے جب تک ایک جان نہ دیکلئے وہ خزانہ ہاتھ نہیں آتا۔ یا پھر خزانہ خود ایک جان کا مطالبہ کرتا (زبانی مصنف ہے)

شاہِ جنات

دل پھر ڈوبنے لگا۔ ٹانگوں میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہو گئی ہے قلم چلانے کی کوشش کر رہا ہوں، لیکن جملے ہیں کہ ادا نہیں ہو رہے۔ ایک عجیب سی کیفیت طاری ہونے لگی ہے ہر طرف سرخ سرخ آنکھیں گھورتی نظر آ رہی ہیں۔ جسم ساکت ہو گیا ہے ہاتھ رک گیا ہے اٹھ کر کمرے سے باہر بھاگنا چاہتا ہوں لیکن ٹانگوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ دل کی دھڑکن اتنی تیز ہے کہ بیان سے باہر ہے چیخنا چاہتا ہوں لیکن آواز حلق سے نہیں نکلتی اور پھر آج سے بائیس سال پہلے بیتے ہوئے لمحات تیزی کے ساتھ میری نظروں کے سامنے گھومنے لگے ہیں۔ آنکھیں جامد ہو گئیں۔ جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو بستر پر لیٹے ہوئے پایا۔ میں کتنے دن بے ہوش رہا، مجھے بے ہوش رہنے پر گھر والوں کا عجیب حال تھا۔ بے ہوشی کی وجہ سب کو معلوم ہو چکی تھی۔ کاغذ پر لکھی ہوئی چند سطور: "میں آج سے بائیس سال پہلے کے اس واقعہ کو قلمبند ......" جو ابھی نامکمل تھیں، میری بے ہوشی کا سبب بن گئیں۔

ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیا میں ایک نفسیاتی مریض ہوں؟ میرے خیالات ایسے کیوں ہیں۔ کیا مجھے کوئی عارضہ لاحق ہو گیا ہے نہیں، مجھے کچھ بھی تو نہیں ہوا ہے۔ میں تو صرف آج سے بائیس برس پہلے اس مافوق الفطرت واقعہ کی یاد تازہ کرنے لگا تھا۔ جسے میں بھول جانا چاہتا ہوں۔ لیکن بھلا نہیں سکتا۔ جس کو بھولنے کیلئے میں خودکشی تک کیلئے تیار ہوں۔ لیکن کر نہیں سکتا دنیا میں انسان بے شمار حادثات کا شکار ہوتا ہے۔ ہر حادثہ اپنی جگہ انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔ اور انسان کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ لیکن میرا حادثہ دنیا کے عام حوادث سے کچھ ہٹ کر ہے جس کا نام لیتے ہی مجھ پر دہشت طاری ہو جاتی ہے۔

زندگی بہت پرسکون تھی۔ گھر کا ماحول خوشگوار تھا۔ میں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں۔ تعلیم کے سوا میرا کوئی مشغلہ نہیں تھا۔ گھر سے اسکول جانا اور اسکول سے گھر، آوارہ پھرنے کی عادت نہیں تھی، میں نے میٹرک میں وظیفہ حاصل کیا۔ گھر کا ہر فرد خوش آئند مستقبل کے تصور سے محظوظ ہو رہا ہے لیکن کسی کو کیا معلوم کہ اس خوشی کے پیچھے ایک ایسا حادثہ پوشیدہ ہے جو پورے خاندان پر اثر انداز ہوگا۔ مجھے چوٹی کے کالج میں داخل مل گیا میں کالج کی بجیٹ بن گیا۔ زندگی پھر بھی تعلیم تک محدود رہی۔ دوستی صرف چند ایک آدمیوں سے تھی۔ وہ بھی مناسب حد تک بول چال کلاس کے ہر فرد سے تھی۔ کسی کو مجھ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں تھا۔ ہر امتحان میں اول آتا۔ اس لحاظ سے بھی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ اور پھر اس طرح دو سال کا طویل عرصہ گذر گیا۔ امتحانات ہوئے نتیجہ آیا۔ اور پھر مجھے حقر ڈایر میں ایک نہایت اچھے کالج میں داخل مل گیا۔

ان گذشتہ دو سال کے دوران کوئی ناگوار حادثہ پیش نہ آیا۔ لیکن اندر ہی اندر میرے مزاج میں نہایت عجیب قسم کی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ یعنی میں نے مستقل ڈائری لکھنی شروع کر دی۔ تنہائی پسند ہو گیا۔ کسی سے نہ ملتا خود کو گھر کا فرد نہ سمجھتا۔ اور کسی بھی گھریلو معاملے میں دخل نہ دیتا۔ گھر میں کوئی خوشی ہو یا غمی مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ چھوٹے بھائی میرے سامنے جھگڑتے لیکن میں اپنے حال میں مگن رہتا۔ خوشیوں سے مجھے نفرت ہو گئی تھی غموں میں مجھے مزہ آنے لگا یقین جانیئے یہاں تک تبدیلی ہو گئی کہ غموں میں مجھے لذت ملنے لگی۔ کالج سے گھر آتا تو صرف ایک خواہش ہوتی کہ اے خدا! گھر جاتے ہی مجھ کوئی ایسا غم دے جس کا بس مزہ ہی آ جائے۔ اور پھر آہستہ آہستہ یہ لذت بھی مجھے مطمئن نہ کر پاتی۔

غموں کا اس قدر عادی ہو گیا کہ غم سے وہ خوشی حاصل نہ ہوتی جس کی میں توقع رکھتا۔ خاندان کے تمام عزیز مجھے سب سے زیادہ پیار کرتے لیکن مجھے سب سے نفرت ہو گئی۔ والدہ صاحبہ مجھے سب سے زیادہ پیار کرتیں۔ لیکن وہی میرے لئے سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخصیت تھیں۔ والد صاحب بھی مجھے بے پناہ چاہتے تھے۔ لیکن وہ اس کا بار بار اظہار نہ کرتے۔ مجھے اپنے والد سے ہمدردی تھی۔ میں انہیں نہایت عاجز سمجھتا۔ سوچتا یہ بھی کتنے عظیم ہیں کہ میری والدہ جیسی عورت سے نباہ کر رہے ہیں۔ جو برسوں سے بیمار ہے۔ جسم کا نا ہے بیماری کی وجہ سے مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہو گیا ہے لیکن پھر بھی اسکا ساتھ دے رہے ہیں۔ ایک دن حسبِ معمول میں کالج سے گھر آیا۔ تو والد صاحب کہنے لگے کہ لو

آج ایک آدمی کے پاس چلیں وہ ہاتھ دیکھنے میں بہت ماہر ہے میں والد صاحب کے اس رویے پر بہت حیران ہوا۔ کیوں کہ ہمارے گھر میں کوئی شخص بھی ہاتھ دکھانے یا تعویذ گنڈے اور جادو وغیرہ پر یقین نہ رکھتا تھا خیر والد صاحب کے کہنے پر میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ اور اس آدمی کے پاس پہنچ گئے۔ یہ صاحب میرے والد کے ماتحت کام کرتے تھے اور فارغ اوقات میں تعویذ گنڈا بھی کرتے جس کا باقاعدہ وہ ہدیہ بھی لیتے میرا انہوں نے ہاتھ دیکھا اور ہاتھ پر پین سے دو لائنوں پر نشان لگاتے ہوئے کہا کہ تم پر جادو کیا گیا ہے۔ وہ بھی ایک نہیں بلکہ دو۔ میں ایسی باتوں پر یقین نہ رکھتا تھا۔ اس لئے میں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ صاحب کہنے لگے کہ اگر تم کو مجھ پر یقین نہیں تو کسی بھی پامسٹ کے پاس چلے جاؤ اور اس سے پوچھو کہ یہ لکیریں کیا ظاہر کرتی ہیں۔ خیر میں چپکے سے گھر آ گیا۔ اس واقعہ کو بھی بھول گیا۔ گھر آکر میں نے یہی کہا کہ یہ لوگ تو سب کو یہی کہتے ہیں۔ کہ تم پر جادو کیا گیا ہے، چاہے وہ بیماری ہی ہو۔ لیکن گھر والے مجھ سے متفق نہیں تھے۔ ہمارے خاندان والے ہم سے بہت جلتے تھے۔ کہ یہ اچھا کھاتے پیتے ہیں۔ اور انکی اولاد زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہی ہے۔ یہ لوگ جادوگر کہلاتے تھے۔ تعویذ گنڈے وغیرہ کروانا انکی عادت تھی۔ ہم اگرچہ ان کے کاموں سے واقف تھے۔ لیکن چونکہ ہمیں ان چیزوں پر یقین نہیں تھا۔ اس لئے ہم کوئی پرواہ نہ کرتے۔

دو ماہ گذر گئے۔ عید پر ہم اپنے قریبی عزیز کے ہاں چلے گئے۔ عید کے تین دن بعد ایک صاحب وہاں تشریف لائے۔ یہ ان کے دوست شوکت صاحب تھے۔ نہایت چھوٹی عمر، حال ہی میں بی۔ اے کیا تھا۔ اپنا کاروبار کرتے تھے۔ لیکن نوری علم سے بھی گہرا شغف تھا۔ مجھے ان کے سامنے لے جایا گیا اور کہا گیا کہ ذرا اسے دیکھئے کہ کیا بات ہے۔ روز بروز صحت گر رہی ہے۔ دوسرے ہمیں یہ شک ہے کہ اس پر کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ میں نے پھر وہی کہا کہ مجھے کچھ نہیں ہوا لیکن اس دفعہ میری شنوائی نہ ہوئی۔

میرے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک تعویذ دے کر بٹھا دیا گیا اور کہا گیا کہ ہاتھ کو بند کر کے زور سے دبائیں۔ اور ہاتھ سامنے رکھیں۔ آنکھیں بھی بند کر دی گئیں۔ پھر انہوں نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونکنا شروع کر دیا۔ اس طرح چند منٹ گزر گئے پھر پوچھنے لگے۔ کیوں بھائی کچھ نظر آیا۔ لیکن میری آنکھیں بالکل بند تھیں اور سوائے تاریکی کے کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اسلئے میں نے انہیں بتایا کہ یہ بوجھل ہوتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر دونوں ہاتھوں پر خواہ مخواہ بوجھ پڑ گیا۔ اور اس بوجھ کے تحت ہاتھوں نے اوپر نیچے حرکت شروع کر دی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ حرکت اتنی تیز ہو گئی کہ ہاتھوں نے گول دائرے میں گھومنا شروع کر دیا یہ اس بات کی علامت تھی کہ مجھ میں کچھ ہے شوکت صاحب نے فوراً حکم دیا کہ جو کوئی ہے سامنے آئے جو ہاتھوں کو ذرا جنبش دی۔ ہاتھ خود بخود رک ....

گئے۔ لیکن مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ ہاتھوں کی جنبش پھر شروع ہو گئی۔ میں لاکھ کوشش کرتا کہ ہاتھ نہ ہلیں لیکن میں بے بس تھا۔ میرے ہاتھ میرے بس میں نہیں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی اور قوت انہیں بڑی تیزی کے ساتھ گھما رہی ہے۔ یہ حرکت پچاس راؤنڈ فی سیکنڈ سے کسی صورت بھی کم نہ تھی۔ اب ایک عجیب تماشا ہوا۔ شوکت صاحب کہتے کہ جنبش رو کو۔ لیکن ہاتھوں کی حرکت تیز ہو جاتی۔ اگر دایاں ہاتھ حرکت کرتا اور وہ اسے رکواتے تو بایاں حرکت کرنے لگتا اور اگر وہ اُسے رو کتے تو دونوں حرکت کرنے لگتے۔ یہ عمل کوئی پون گھنٹہ جاری رہا۔ شوکت صاحب تنگ آکر کہنے لگے۔ آنکھیں بند کر کے تاریکی میں کچھ دیکھنے کی کوشش کرو۔ میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ ہے لیکن تم کیسے کہتے ہو کہ کچھ تمہیں نظر نہیں آتا۔ اس لئے پھر میں نے نفی میں جواب دیا۔ آخر تنگ آکر کہنے لگے۔ کہ اس کا مطلب ہے کہ تم ہم سے مذاق کرتے ہو۔ تم ہاتھوں کو جان بوجھ کر حرکت دے رہے ہو۔ لیکن یہ غلط تھا میرے ہاتھوں کو گھمانے والی طاقت کوئی اور تھی جو میرے بس سے باہر تھی آخر انہوں نے مجھ سے تعویذ لے لیا۔ اور میں نے آنکھیں کھول دیں

ہاتھوں کی حرکت سے سب گھر والے جو اردگرد بیٹھے یہ منظر دیکھ رہے تھے، خاصے پریشان تھے۔ لیکن مجھے اب بھی یقین نہیں تھا میں کہہ رہا تھا کہ چونکہ ہاتھ سامنے کی طرف پھیلائے ہوئے تھے، اس لئے زیادہ دیر تک میں انہیں قابو میں نہ رکھ سکا وجہ یہ تھی کہ مجھے خود پہ اختیار نہ تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مجھ سے یہ حرکت سرزد ہوتی رہی۔ میں بے بس ہو چکا تھا۔

اور اس وجہ سے وہ حرکت کرنے لگے۔ لیکن دوسری طرف شوکت صاحب فرما رہے تھے کہ اس پر کسی باہر کی چیز کا سایہ ہے جو بڑی عالم فاضل معلوم ہوتی ہے جو اس طرح قابو میں نہیں آتی چونکہ میرے پاس ہتھیار (تعویذ) نہیں تھا۔ اس لئے لڑ نا کیا۔ آج رات میں بیٹھ کر تعویذ بناؤں گا۔ اور صبح پھر اسے دیکھوں گا۔

دوسرے روز والد صاحب واپس چلے گئے۔ ان کی چھٹی ختم ہو گئی تھی۔ مجھے تاکید کر دی گئی کہ میں اپنے عزیز کے ہمراہ جاکر ان کو دوبارہ ملوں اور صورتِ حال سے مطلع کروں۔ صبح نو بجے ہم شوکت صاحب کی دکان پر چلے گئے۔ انہوں نے اپنا کام چھوڑ کر میرے ہاتھوں میں تعویذ دے دیئے۔ اور پڑھنا شروع کر دیا۔ میرے ہاتھوں نے پھر اسی طرح جنبش شروع کر دی لیکن یہ کوئی آدھ منٹ رہی ہو گی۔ اس کے بعد میرے جسم نے کانپنا شروع کر دیا۔ گرمیوں کا موسم تھا اور مجھے کسی قسم کی کوئی سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ میری گردن سے نیچے اور ٹانگوں سے

اوپر کا حصہ بڑی تیزی کے ساتھ حرکت کر رہا تھا۔ جب شوکت صاحب ذرا بگڑتے تو یہ حرکت بند ہو جاتی۔ خیر کوئی دس منٹ کے بعد انہوں نے مجھے پوچھا کہ کچھ نظر آیا ہے۔ لیکن مجھے سوائے ایک ستون کے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ ستون بھی کیا تھا، ایک مینار معلوم ہوتا تھا۔ میں اس کا اوپر کا سرا دیکھنا چاہتا تھا۔ جو نظروں سے اوجھل تھا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس ستون کی لمبائی کتنی ہو گی۔ شوکت صاحب نے مجھ سے کہا کہ اپنے دل میں کہو جو کچھ بھی ہے اپنی اصلی حالت میں سامنے آئے۔ میں نے یہی دُہرایا لیکن سوائے ستون کے کچھ نظر نہ آیا۔ اس پر شوکت صاحب نے میرے سامنے ایک اور تعویذ رکھ دیا اور کہا کہ اس سے کہو کہ اگر تم طاقتور ہو تو اس تعویذ کو الٹ کر دو ورنہ تم ہماری اطاعت قبول کر لو۔ یاد رہے کہ شوکت صاحب تمام سوالات میرے ذریعے سے کرتے تھے۔ ایک تعویذ انہوں نے اپنے سامنے رکھا ہوا تھا جس میں وہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ یعنی یہ ان کا "ریڈار" تھا۔ جونہی انہوں نے میرے سامنے تعویذ رکھا۔ میری آنکھوں کے سامنے روشنی ہی روشنی ہو گئی۔ اتنی زیادہ کہ دن کو بھی اتنی روشنی نہ دیکھی تھی۔ اگرچہ میری آنکھیں بند تھیں لیکن تعویذ کا ایک ایک لفظ مجھے واضح طور پر نظر آ رہا تھا اور میں اسے بڑی آسانی کے ساتھ پڑھ سکتا تھا۔ کسی غیبی طاقت نے تعویذ کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اُٹھا نہ ہو سکا۔ اس کا اندازہ مجھے اس سے ہوا کہ تعویذ کا ایک کونہ اُوپر اُٹھتا۔ جیسے کوئی اسے کوئی اٹھانا چاہتا ہو لیکن اُلٹنے کی بجائے کونہ پھر زمین پر گر جاتا۔ اِدھر میں یہ سب اپنی بند آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور اُدھر میرے عزیز اور دوسرے چند افراد اپنی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔

تعویذ اُٹھانے کی ناکام کوشش کرنے کے چند لمحوں بعد ہی میری نظروں کے سامنے ایک سایہ اُبھرا۔ یہ ایک انسان کی شکل تھی لیکن قد و قامت زیادہ، چوڑائی تو اتنی تھی جیسے چار موٹے موٹے آدمی ایک ساتھ کھڑے ہوں، اس کا چہرہ میری طرف نہیں تھا سر پر ایک ٹوپی تھی بند آنکھوں کے باوجود میرے سامنے روشنی تھی۔ اور میں اس عجیب و غریب مخلوق کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد سوال و جواب کا طویل دور شروع ہو گیا۔ شوکت صاحب کو جو پوچھنا ہوتا وہ مجھ سے کہتے۔ وہ سایہ اس کا جواب دیتا۔ اور میں اپنی زبان میں شوکت صاحب کو بتا دیتا۔

سب سے پہلا سوال جو شوکت صاحب نے کیا۔ وہ یہ تھا: "یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم کون ہو، یعنی جن۔ لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تم مسلمان ہو یا عیسائی۔ اور دیکھنا خبردار اگر تم نے جھوٹ بولا۔ دوسری طرف اس نے جواب دیا کہ وہ عیسائی ہے پھر ثبوت کے طور پر اس نے اپنے سر سے ٹوپی اتار دی، میں نے دیکھا کہ ایک بالوں کی لٹ جو عموماً ہندو رکھتے ہیں لٹک رہی ہے شوکت صاحب نے دوسرا سوال کیا۔ "پیچھا کر کے کیوں کھڑے ہو؟ ہمت رکھتے ہو تو سامنے منہ کر کے بات کرو۔" اس پر وہ کہنے لگا "یہ بات نہیں چہرہ اس لئے سامنے نہیں کر رہا کہ یہ "یعنی میں" ڈر جائے گا لیکن میں اسے ڈرانا نہیں چاہتا۔"

شوکت صاحب تم کب سے اس کے ساتھ ہو؟

جن: دو سال سے

شوکت صاحب: تم نے اسے کیوں پکڑ رکھا ہے؟

یہاں یہ یاد رہے کہ میں اچھی طرح ہوش میں تھا۔ میرا دل اور دماغ ٹھیک کام کر رہے تھے لیکن جب شوکت نے یہ سوال کیا تو اچانک مجھے یہ خیال آیا کہ جیسے ہم عام قصے کہانیاں میں سنتے چلے آئے ہیں۔ یہ کہے گا کہ اس نے ہم پر پیشاب وغیرہ کر دیا تھا۔ یعنی اس قسم کا بہانہ۔ لیکن میری حیرانی کی انتہا نہ رہی جب اس نے کہا۔

"یہ مجھے اچھا لگا تھا۔ اسلئے میں نے پکڑ لیا۔

"کہاں سے پکڑا تھا؟" شوکت صاحب نے پوچھا۔

"کالج کے دروازے کے ساتھ جو درخت ہے میں وہاں تھا۔ یہ کالج میں داخلہ لینے کیلئے آیا تھا۔ جب گیٹ سے گذرا تو مجھے اچھا لگا اور میں نے پکڑ لیا۔

لو لیجیئے جناب اس طرح اس حادثہ کی ابتدا ہوئی یعنی کالج میں داخل ہونے کی سزا مجھے بھگتنا پڑی۔

تم دو سال اس کے ساتھ رہے۔ تم نے اسے کوئی تکلیف نہ دی حالانکہ تمہاری قوم چاہے کسی پر کتنی ہی مہربان کیوں نہ ہو کوئی نہ کوئی تکلیف ضرور دیتی ہے؛ شوکت صاحب نے دریافت کیا۔

"مجھے اس سے پیار تھا۔ میں تو اس پر اپنی عنایات کرتا رہا۔ میں بھلا اسے کیوں تنگ کرتا۔"

شوکت صاحب کہنے لگے کہ اب تمہیں اسے چھوڑنا ہو گا۔ لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ آپ کو میری موجودگی پر کیا اعتراض ہے۔ میں نے اسے کیا تکلیف دی ہے۔ جو آپ مجھے بھگانا چاہتے ہیں۔" اس پر ہمارے ایک عزیز بولے۔ اسے کانٹا بنا دیا ہے اور یہ بھی کہتے ہو کہ کچھ کیا ہی نہیں۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ موٹا ہو جائے گا۔ لیکن ہم نہیں جائیں گے۔ خیر شوکت صاحب نے کہا کہ ہمیں تم سے اپنے ایک دوست کے حیدرآباد والے ہیں۔ اس لئے ہم تمہیں ابھی نہیں نکالتے۔ اگلی اتوار کو تم سے نمٹیں گے۔ اس پر کھیل ختم ہو گیا میری آنکھیں کھول دی گئیں۔ تعویذ لے لئے گئے اور ایک تعویذ مجھے گلے میں

ڈالنے کیلئے دے دیا گیا۔ شوکت صاحب نے ایک ہفتہ کی مہلت اس لئے دی تھی کہ ان کے ایک دوست نے کچھ زمین خریدنی تھی اور وہ یہ کام اس جن سے لینا چاہتے تھے لیکن یہی مہلت میرے لئے دہشت اور حادثہ کا سبب بن گئی۔

گھر پہنچ کر سب کو تفصیل بتائی۔ میرا کالج بھی کھلنے والا تھا دوسرے والد صاحب کو بھی پیغام دینا تھا کہ یہ کام ایک ہفتہ تک ملتوی کر دیا گیا ہے اس لئے فیصلہ یہ ہوا کہ میں والد صاحب کے پاس چلا جاؤں اور اگلی اتوار واپس آجاؤں۔ مجبوراً جانا پڑا۔ کیوں کہ دوسری صورت میں والد صاحب پریشان ہوتے۔ یقین مجھے اب بھی نہیں تھا کہ مجھ پر کسی جن کا سایہ ہے۔ آپ کہیں گے کہ میں کس قسم کا آدمی ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ چونکہ میں ان باتوں پر بالکل یقین نہ رکھتا تھا۔ اس لئے اب بھی اقرار کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کر رہا تھا لیکن جب اس تیز روشنی کا خیال آتا جو میں نے اپنی آنکھوں کے بند ہوتے ہوئے بھی دیکھی تھی تو پھر مجھے اقرار کرنا پڑتا۔ خیر اس کشمکش میں دن کے بارہ بج گئے۔

پہلے تو میرا والد صاحب کے پاس جانے کو جی نہ چاہ رہا تھا۔ لیکن اب یہ حالت تھی کہ میں ہر قیمت پر اور اسی وقت ان کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے دوپہر کے کھانے کی بھی پرواہ نہ کی اور چل پڑا۔ تعویذ جو گلے میں ڈالنے کیلئے دیا گیا تھا، وہ ڈوری کے نہ ہونے کی وجہ سے ڈال نہ سکا اور اُسے وہیں بھول آیا۔ طبیعت ہشاش بشاش تھی۔ لیکن سفر کے اختتام پر جونہی میں بس سے اُترا میرا جسم بوجھل ہوگیا۔ سارے جسم میں درد محسوس ہونے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے تیز بخار نے آلیا ہو۔ لیکن کیا یہ بخار بس سے اترتے ہی چڑھنا تھا؟ اس کا احساس اس سے پہلے کیوں نہیں ہوا؟ ان باتوں کا جواب میرے پاس نہ تھا۔ بس اسٹینڈ سے گھر تک کا فاصلہ طے کرنا ناممکن ہوگیا۔ میری آنکھیں سرخ ہوگئیں اور باہر کو نکل آئیں۔ قدم آگے رکھتے لیکن وہ پیچھے کو پڑتا۔ ایک فرلانگ کا فاصلہ بمشکل آدھ گھنٹے میں طے کیا۔ گھر جاتے ہی میں بستر پر لیٹ گیا۔ میرا ایک چھوٹا بھائی اور بہن بھی وہیں تھے۔ میں نے بڑے مزے لے لے کر صبح کے واقعے کی تفصیل بتائی۔ حالاں کہ وہ خاصے پریشان تھے۔ شدید قسم کے درد کے وجہ سے میں نماز مغرب تک بستر پر لیٹا رہا۔ ایک عجیب قسم کا احساس مجھے بار بار پریشان کرتا رہا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے میرے ساتھ ایک نہایت خطرناک قسم کا حادثہ پیش آنے والا ہے۔ دوسرے مجھے وہ تعویذ یاد آگیا۔ جسے میں وہیں بھول آیا تھا۔ میرا دل کہہ رہا تھا کہ اب بھی وقت ہے واپس چلے جاؤ۔ میں نے اس کا اظہار والد صاحب سے بار بار کیا۔ لیکن وہ شاید مجھے تسلی دینے کیلئے کہتے کہ کوئی بات نہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن چند گھنٹوں کے بعد ہونے والے واقعات نے ہمارا پتہ پانی کر دیا۔

نماز مغرب کے بعد فوراً کھانے سے فارغ ہوکر ڈرائینگ روم میں اپنے والد کے پاس چلا گیا۔ وہ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں بھی بیٹھ گیا۔ اور ان کے قریب رکھی ہوئی رنگین تصاویر والی ڈائری دیکھنے لگا۔ چھوٹا بھائی اور بہن باورچی خانے میں ملازم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں تصویروں پر والد صاحب کے ساتھ تبادلہ خیال کرتا رہا۔ اس ڈرائینگ روم کا ایک دروازہ باہر لان کی طرف کھلتا تھا۔ مجھے اس دروازے سے خوف محسوس ہو رہا تھا حالانکہ میں یہاں عموماً بیٹھا کرتا تھا۔ میں نے تین چار دفعہ دروازہ بند کیا۔ لیکن والد صاحب پھر کھلوا دیتے کہ ٹھنڈی ہوا آرہی ہے۔

رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ بتی جل رہی تھی، میں اور والد صاحب اکیلے ڈرائینگ روم میں تھے۔ لان والا دروازہ والد صاحب کے پیچھے تھا اور میرا منہ اسی کی جانب تھا۔ اچانک باتیں کرتے کرتے میری نظر سامنے کی جانب پڑتی ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کوئی دس گز کے فاصلے پر دروازہ کے باہر وہی سایہ جسے میں نے اپنی بند آنکھوں سے دیکھا تھا۔ کھڑا ہے چہرے پر نقاب، صرف آنکھیں نمایاں، سر پر تاج، جن میں سے آنکھوں کو چندھیا دینے والی سفید روشنی نکل رہی تھی۔ روشنی اس قدر تیز اور ٹھنڈی تھی کہ چاند اس کے آگے ماند تھا۔ اور پھر نظروں سے نظریں ملیں، میری آنکھیں جامد ہوگئیں میں نے ہزار کوشش کی کہ اپنی آنکھوں کو اس سے ہٹالوں یا گردن کو ہی موڑلوں۔ مگر ناکام رہا۔ یہ سب کچھ ایک لمحے میں ہوگیا۔ جب والد صاحب نے دیکھا کہ میں باتیں کرتے کرتے اچانک چپ ہوگیا ہوں تو انہوں نے نظریں اٹھا کر جو میری طرف دیکھا تو زور سے ایک چیخ ماری۔ انہوں نے دیکھا کہ میرا جسم ساکت ہے آنکھیں سرخ اور باہر کو نکلی ہوئی ہیں اور ایک جگہ پر کوز ہیں آنکھوں کی پتلیاں ایک جگہ جامد ہیں دوسری طرف دیکھنے کیلئے میں پتلیوں کو گھمانے کی بجائے گردن موڑ کر دیکھتا ہوں تو ان کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ اس سے پیشتر کہ چیخ سُنکر باورچی خانے سے کوئی پہنچتا، وہ خبیث اپنا کام کرچکا تھا۔ وہ میرے جسم میں داخل ہوچکا تھا۔ اور میں اسکی موجودگی محسوس کر رہا تھا والد صاحب کی چیخ سُنکر اس نے (یعنی میں، کیوں کہ وہ اب مجھ میں تھا) والد صاحب کی طرف گھورا۔ پھر پاؤں سے لے کر آہستہ آہستہ اوپر کی جانب دیکھا۔ جس جس جگہ اسکی نظر پڑتی گئی۔ والد صاحب کا جسم بے جان ہوگیا حتیٰ کہ نظریں دل تک پہنچ گئیں۔ پھر والد صاحب کی ایک اور چیخ ابھری

"اوہ! میں مر گیا" اور ساتھ ہی بڑی قوت کے ساتھ انہوں نے میری گردن کو ہاتھوں کے ساتھ پرے دھکیل دیا۔ اتنی دیر میں وہ اپنا کام کر چکا تھا۔ والد صاحب کا جسم دل تک بے جان پڑا تھا۔ وہ پلنگ پر پڑے ہوئے تھے چھوٹے بہن بھائی اور نوکر بھاگ کر ہمارے گرد جمع ہوگئے والد صاحب کا اصرار تھا کہ میں ان کی طرف نہ دیکھوں۔ لیکن مجھ سے انکی تکلیف دیکھی نہیں جا رہی تھی، میں نے اپنی نظریں زمین پر مرکوز کر دیں۔ لیکن میرے جسم کا کوئی بھی حصہ اب میرے کنٹرول میں نہیں تھا۔ صرف دماغ میرے بس میں تھا اور وہ صحیح کام کر رہا تھا۔ میں دیکھ رہا تھا، سوچ رہا تھا، آئندہ آنے والے واقعات کا تجزیہ کر رہا تھا۔ لیکن جسم کا اور کوئی حصہ میرے بس میں نہیں تھا، دل، ہاتھ، پاؤں غرض ہر حصے پر کسی اور کا قبضہ تھا۔ وہ جن حقیقت میں جنوں کا بادشاہ "شاہ جنات" تھا۔ وہ اب میرے جسم میں تھا لیکن اسکی موجودگی کا احساس مجھے اس وقت ہوتا جب وہ میرے جسم کے ایک حصے سے دوسرے حصے کی طرف حرکت کرتا۔ ایسی صورت میں مجھے ایسا معلوم ہوتا جیسے بجلی کا کرنٹ میرے جسم سے گزر رہا ہو، کبھی وہ میری ٹانگوں سے اوپر کی طرف آتا۔ اور کبھی بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کیجانب جاتا۔ پھر اس نے ہم تینوں میں جانا شروع کر دیا۔ کبھی وہ مجھ میں ہوتا کبھی والد صاحب میں اور کبھی میرے بھائی میں۔ گھر میں کہرام مچ گیا۔ صرف بہن اور نوکر اس عذاب سے محفوظ تھے۔ لیکن دہشت سے سب کی زبانیں گنگ تھیں۔ جب وہ میرے بھائی میں موجود تھا تو میں نے جلدی سے نوکر کو کہا۔ "قریب سے کسی مولوی کو بلا لاؤ۔ جلدی آنا۔" دوسروں کو کہا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ خود بھی میں نے قرآن پاک کھول لیا۔ لیکن مجھے پڑھنا نہیں آرہا تھا۔ حالاں کہ میں نے قرآن پاک پڑھا ہوا تھا۔ لیکن اُس وقت یہ مجھے کسی اور زبان میں لکھا ہوا معلوم ہو رہا تھا میں صرف کلمے کا ورد کئے جا رہا تھا۔ اُدھر شاہ جنات کبھی بائیں دروازے سے کمرے میں داخل ہوتا اور اپنے شکار کو دبوچتا اور کبھی دائیں دروازے سے آتا۔ ہم سب کا بُرا حال تھا۔ پڑوس کے لوگ ہمارے گرد جمع تھے۔ اور اونچی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت اور کلمے کا ورد کر رہے تھے۔ لیکن شاہ جنات کی آمد کا سلسلہ نہ رک سکا اتنی دیر میں مولوی صاحب بھی پہنچ گئے، انہوں نے بھی پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیا۔ لیکن جب وہ مجھ پر پھونکتے تو وہ والد صاحب کے جسم میں داخل ہوجاتا۔ اور میں چیختا "مولوی صاحب اس طرف پھونک مارو۔" لیکن دوسرے ہی لمحے وہ وہاں سے نکل کر مجھ میں آجاتا اور اسی حالت میں آدھ گھنٹہ گزر گیا۔ جو ہمارے لئے قیامت سے کم نہیں تھا آخر والد صاحب نے کہا۔ "مولوی صاحب! اس کی آنکھوں پر دم کرو" مولوی صاحب نے جونہی میری آنکھوں پر دم کیا مولوی صاحب بھی اس کے شکار ہوگئے ان کے اپنے الفاظ ہیں، میرے کاندھوں پر پہلے تو ہزاروں من بوجھ پڑ گیا۔ پھر جسم میں ارتعاش شروع ہوا۔ اور اس کے بعد شاہ جنات کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اب مولوی صاحب نے دو قرآن مجید اٹھالئے۔ ایک کو سینے سے لگایا اور دوسرے کو سر پر رکھا اور لگے جانے۔ لیکن اس نے انہیں روک لیا۔ اس وقت وہ میرے جسم میں تھا۔ میں نے کہا "مولوی صاحب خدا کے واسطے یہاں سے مت جائیے ورنہ یہاں دو جانیں تلف ہوجائیں گی" لیکن مولوی صاحب کچھ سننے کو تیار نہ تھے۔ کیوں کہ دوسری صورت میں خود ان کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ اتنی دیر میں مجھے محسوس ہوا جیسے اب وہ چلا گیا ہے میں نے والد صاحب کو کہا کہ اب وہ چلا گیا ہے لیکن میرا بھائی اُسے دیکھ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ "قسم کھاکر کہو تم واقعی چلے گئے ہو" اور پھر ایک قیامت خیز دھماکہ کی آواز آئی۔ میرے دل میں سے ایک بجلی کی لہر اٹھی اور حلق میں سے گزرتی ہوئی زبان تک آئی اور پھر مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے میرے جبڑوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور سے کھول دیا ہو اور پھر جس طرح قے آتی ہے اور آدمی کا منہ خود بخود کھل جاتا ہے بالکل اسی طرح میرے ساتھ ہوا۔ لیکن قے کی جگہ یہ آواز آئی۔

قسم حضرت سلیمانؑ کی۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پہلے تو باتیں میرے ذریعے ہو رہی تھیں۔ لیکن یہ اس کی اپنی آواز تھی۔ اس قدر تیز کہ دو سو گز دُور تک سُنی گئی اور وہاں سے لوگ بھاگ بھاگ آئے۔ حالاں کہ ہم سب ایک کمرے میں تھے۔ اس نے عیسائی ہوتے ہوئے کلمہ پڑھا تھا۔ تاکہ ہمیں غلط تأثر دے اور مولوی صاحب کو یہ ثابت کرے کہ وہ اس سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

میں نے والد صاحب سے کہا کہ ہمیں فوراً اپنے عزیز کے ہاں چلنا چاہئے۔ تاکہ ہم شوکت صاحب سے مل سکیں۔ ورنہ ہم سب یہیں ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ ہم سب روانہ ہوئے۔ جب ہم بازار سے گذر رہے تھے تو ہر شخص حیرت سے ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ ہر شخص خوفزدہ دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ اونچی آواز میں کلمے کا ورد کرتے ہم بس اسٹینڈ پر پہنچ گئے۔ دس منٹ بعد ہی بس آگئی۔

وہاں پہنچے تو ابھی ایک قدم زمین پر لگا تھا کہ شاہ جنات آگیا۔ ہم سب نے پھر اونچی آواز میں کلمے کا ورد شروع کر دیا۔ میرا جسم تن گیا اور وہ مخاطب ہوا "تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم شاہ جنات کے برابر چل رہے ہو۔ میرے پیچھے چلو۔ تمہیں شاہی آداب کی بھی تمیز نہیں" ہم سب پیچھے ہوگئے۔ میں آگے آگے چل پڑا۔ گیارہ بجے رات یہ قافلہ گھر کے دروازے

پر پہنچا۔ میں نے لگاتار زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا بار بار کھٹکھٹانے پر دروازہ کھلا اور چونکہ میں پہلے سے جانتا تھا کہ وہ مجھ سے اس وقت آنے کا سبب پوچھیں گے میں نے کہا۔ "سب کلمہ پڑھو" اور اس کے ساتھ ہی اس پر بھی دہشت چھا گئی۔ ہم سب اونچی آواز میں کلمہ پڑھتے ہوئے صحن میں چلے گئے۔ یہاں پھر کہرام مچ گیا۔ گھر والوں نے سمجھا کہ ہم سب پاگل ہو گئے ہیں۔ کیوں کہ اگر وہ مجھ سے پوچھتے کہ کیا ہوا ہے تو وہ مجھ میں آجاتا اور کہتا۔ "میری وجہ سے ہوا ہے" اور اگر وہ والد صاحب سے پوچھتے تو وہ ان میں چلا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم سب باری باری یہ کہنے لگے کہ "یہ میری وجہ سے ہوا ہے" یہاں بھی پڑوس کے لوگ جمع ہو گئے۔ میں اندر کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت بھی میرا جسم کنٹرول میں نہیں تھا۔ اچانک میرے ہاتھ اُوپر اٹھے اور میں نے کہا۔ "خاموش۔ خاموش۔ خبردار اگر کسی کی آواز آئی صرف کلمہ پڑھو" بعد میں مجھے بتایا گیا کہ ایک خاتون نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آخر تمہیں ہوا کیا ہے تو میں نے اُسے جواب دیا تھا "جانتی نہیں کس سے ہم کلام ہو۔ تمہیں شاہی آداب سے بھی واقفیت نہیں۔ دور ہو جاؤ میری نظروں سے"

چونکہ میں نے ان لرزہ خیز باتوں اور واقعات کو بھلانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور دوسرے یہ کہ میں اس وقت خود ہوش میں نہیں تھا سوائے اس کے کہ میرا دماغ صحیح کام کر رہا تھا۔ اس لئے میں بعض باتیں بھول چکا ہوں اور بعض اب بھی دہشت کے مارے نہیں لکھ رہا۔ دوسروں سے اس لئے نہیں پوچھنا چاہتا کہ اس کی یاد تازہ نہ ہو۔ بہرحال مجھے اتنا معلوم ہے کہ میں پھر کرسی پر بیٹھ گیا اور معلوم نہیں، کسے حکم دیا کہ شوکت صاحب کو بلا کر لاؤ۔

کوئی پانچ منٹ بعد ہی شوکت صاحب پہنچ گئے۔ ہمارا کلمے کا ورد جاری تھا کہ شوکت صاحب پہنچ گئے۔ ڈرائینگ روم کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ یکدم مجھ میں ایک قوت سی آگئی۔ اور میں بھاگ کر دروازے کی طرف گیا۔ دروازہ خود کھولا۔ شوکت صاحب سامنے تھے۔ سب سے پہلی بات جو ان سے ہوئی وہ یہی تھی: "کلمہ پڑھو" لیکن شوکت صاحب نے مجھے گریبان سے پکڑ لیا۔ اور کہا "کلمہ تمہیں میں پڑھاتا ہوں" ان کے اتنے کہنے کی دیر تھی کہ وہ یکدم بدل گیا۔ اور کہنے لگا۔ "آؤ شوکت صاحب گلے ملیں" اور ہم گلے ملے۔ یہ یقین رہے کہ یہ سب کچھ میں نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ ہی خبیث چیز شاہِ جنات تھی۔ ورنہ میرے ساتھ جو کچھ بیت رہی تھی، اس سے تو میں دہشت کے مارے مر جاتا۔ شوکت صاحب نے ہمیں بعد میں بتایا کہ اگر وہ شخص جو ابھی بلانے کے لئے گیا تھا، یہ بتاتا کہ یہ سب کچھ کس وجہ سے ہوا ہے اور وہ اپنے گھر وغیرہ کو کیل کر

نہ آتے تو ان کا بھی وہی حشر ہوتا۔ جو مولوی صاحب کا ہوا۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا نہایت کرم اور بخشش تھی کہ اس نے ہم گنہگاروں کو بخش دیا اور شوکت صاحب کے ذریعے ہمیں اس مصیبت سے نکالا ورنہ ہماری بربادی میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی۔

خیر پھر وہی سلسلہ پھر دوبارہ شروع ہوا۔ شوکت صاحب نے کہا کہ خبردار! جو کوئی حرکت کی۔ تم یا تمہارے ساتھ اگر کوئی بھاڑ ہے تو وہ سب اس میں (یعنی مجھ میں) آجائے۔ خیر حکم کی تعمیل ہوئی۔ مجھے پھر اسی طرح تعویذ پکڑوا کر آنکھیں بند کر کے بٹھا دیا گیا اور پھر مکالموں کا وسیع سلسلہ شروع ہوا۔ جو رات گیارہ بجے سے صبح ساڑھے تین بجے تک جاری رہا۔ مکالمے ہو بہو وہی ہیں۔

شوکت صاحب: تم کون ہو؟

شوکت صاحب: تم کس قبیلے کے سردار ہو؟ شاہِ جنات: میں شاہِ جنات ہوں۔

شاہِ جنات: کیسی باتیں کرتے ہو۔ میں پورے پرستان کا مالک شاہِ جنات ہوں۔ میں سردار نہیں، شاہِ جنات ہوں۔

شاہِ جنات جنوں کا بادشاہ۔

شوکت صاحب: کیا تم وہی ہو جس کو کہا گیا تھا کہ تمہیں اتوار کو نکالیں گے۔ یا تم کوئی اور ہو۔

شاہِ جنات: نہیں میں وہی ہوں۔

شوکت صاحب: تو تم نے وعدہ خلافی کیوں کی؟

شاہِ جنات: ہم نے وعدہ ہی کب کیا تھا۔

شوکت صاحب: تم نے اسے تنگ کیوں کیا؟

شاہِ جنات: انہوں نے مجھے ظاہر کیوں کیا۔ میں نے انہیں کیا تکلیف دی تھی جو یہ مجھے نکالنے پر تل گئے۔

شوکت صاحب: تم تو عیسائی تھے۔ تم نے اپنی ناپاک زبان سے ہمارا کلمۂ مقدس کیوں پڑھا؟

شاہِ جنات: یہ تأثر دینے کیلئے کہ میں بھی مسلمان ہوں اور ایک بڑا عالم ہوں۔ تاکہ مجھے کوئی نکالنے کی جرأت نہ کر سکے۔

شوکت صاحب، دوسرے لوگوں کا کیا قصور تھا کہ تو نے انہیں ڈرایا۔ اگر کوئی دہشت سے مر جاتا تو پھر؟

شاہِ جنات، یہی تو میں چاہتا تھا اور اگر آپ کو دس منٹ دیر ہو جاتی تو یہاں چار لاشیں تڑپتی ہوئی ملتیں۔

شوکت صاحب: کس کس کی؟

شاہِ جنات: جاوید کی۔ اس کے ابا کی، اس کے بھائی کی اور بہن کی۔ اس پر شوکت صاحب کا لہجہ سخت ہو گیا۔ انہوں نے اپنے سامنے

رکھے ہوئے تعویذ کو دبانا شروع کر دیا۔ اُف میرے اللہ۔ تعویذ کا دبانا تھا کہ شاہ جنات کی چیخیں نکل گئیں۔ وہ چیخا "اوہ! تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ اس تعویذ کو مت دباؤ خدا کیلئے ایسا نہ کرو۔ حضرت سلیمانؑ کی قسم میں چلا جاتا ہوں۔ قسم حضرت سلیمانؑ کی میں پھر کبھی نہیں آؤں گا۔ لیکن اس تعویذ کو مت دباؤ۔ میری جان نکلی جا رہی ہے" دوسرے ہی لمحے شوکت صاحب نے پھر تعویذ کو دبا دیا۔ وہ پھر چیخا۔ "اوہ میرے جوڑ ٹوٹ گئے۔ میری ہڈیاں چٹخ گئی ہیں۔ خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دو۔ میں پھر کبھی نہیں آؤں گا۔ لیکن شوکت صاحب اب کہہ رہے تھے" میں تو تمہیں اسی طرح رکھوں گا۔ میں تمہیں اب نہیں جانے دوں گا"

شوکت صاحب کا پانسہ بھاری تھا۔ شاہِ جنات کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ جب وہ چیختا تو دیکھنے والے کہتے ہیں کہ میرا چہرہ ہی بدل جاتا۔ عجیب قسم کا رنگ ہو جاتا، یہاں تک کہ جو قریب بیٹھے ہوئے تھے انہیں بھی خوف محسوس ہونے لگتا پہلے تو اس نے ہر قسم کا لالچ دیا کہ "میں تمام دنیا اور پرستان کے خزانے کھول دیتا ہوں۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو میں وہ مہیا کرتا ہوں۔ چند گھنٹوں میں تمہیں دنیا کا عظیم ترین آدمی بنادوں گا۔ لیکن خدا کیلئے مجھے اس سے جُدا نہ کرو" لیکن شوکت صاحب کے کلام کا اثر تھا کہ اب وہ منتیں کرتا تھا۔ کہ خدا کے لئے مجھے جانے دو میں کبھی نہ آؤں گا۔ لیکن شوکت صاحب کہہ رہے تھے "نہیں۔ میں نے تو تمہیں رکھنا ہی اسی میں ہے" اس کی تفصیل بھی بہت لمبی ہے لیکن شاید وہ میرے قلم پر کبھی نہ آسکے۔ مختصر یہ کہ میرے ہاتھ میں پین پکڑا دیا گیا اور کاغذ میرے آگے رکھ دیا گیا۔ آنکھیں میری بند تھیں اور مجھے کہا گیا کہ یہاں تحریری طور پر اس بات کا اقرار کرو۔ کہ تم یا تمہاری قوم میں سے اب کوئی شخص اس پر حملہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ اچانک میرے دائیں ہاتھ میں ایک برقی رو دوڑتی ہوئی آئی۔ اور میرا ہاتھ فوراً لکھنے لگا "میں حضرت سلیمان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں یا میری قوم کا کوئی فرد اس کو یا اس کے خاندان کو کوئی تکلیف نہیں دے گا" یہ بات اس نے تین بار لکھی یہ کاغذ شوکت صاحب نے اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ اور اسے حکم دیا کہ وہ میرے دائیں ہاتھ میں آجائے۔ پھر مجھ سے پوچھا۔ میں نے اقرار کیا کہ واقعی وہ میرے دائیں ہاتھ والے تعویذ میں ہے۔ اس پر شوکت صاحب نے مجھے ایک تعویذ دیا اور کہا کہ اسے آنکھوں پر پھیر کر آنکھیں کھول لو۔ میں نے ایسا ہی کیا دائیں ہاتھ والا تعویذ اب میرے ہاتھ میں تھا اور آنکھیں کھلی تھیں۔ شوکت صاحب نے اس تعویذ کو کھول کر پھر مجھے پکڑا دیا اور کہا کہ اس میں دیکھو کیا ہے میں نے دیکھا کہ شاہِ جنات تعویذ کے اعداد

والے خانوں میں سے ایک میں ہے۔ شوکت نے اسی وقت ماچس نکالی اور تعویذ کو آگ لگادی۔ جونہی تعویذ کے ساتھ وہ جلا۔ مجھے محسوس ہوا جیسے میرے جسم سے جان نکل رہی ہو اور پھر میں بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آیا۔ تو میں اپنے عزیزوں میں گھرا ہوا تھا۔ لیکن اب ہم سب بخیریت تھے۔ شوکت صاحب قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ ••

بقیہ) خوبصورت جلد

موئسچرائزر یا مرطوب کنندہ بھی اسی اصول کے تحت بنائے جاتے ہیں جو چہرے کی نمی خاصی دیر تک برقرار رکھتے ہیں۔ خشک جلد والوں کیلئے ابٹن کا مساج اور انڈے کی زردی میں زیتون کے تیل کا ماسک بہت مفید ہوتا ہے ایسی جلد کو کم از کم دھونا چاہیئے بلکہ اسکی صفائی کے لئے کلینزنگ لوشن زیادہ مفید رہتا ہے۔

معتدل جلد:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ جلد نہ تو چکنی ہوتی ہے اور نہ ہی اتنی خشک کہ کھردری ہو جائے۔ ایسی جلد بہت اچھی ہوتی ہے کہ ہر موسم کا ساتھ دیتی ہے مگر جلد کا معتدل ہونا مزاج برقرار رکھنے کیلئے بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر یہ سوچ لیا جائے کہ ایسی جلد کو حفاظت اور صفائی کی ضرورت نہیں تو آپ اپنی جلد کی قدرتی خوبیوں سے محروم بھی ہو سکتی ہیں۔ ایسی جلد کے لئے کھیرے کا ماسک مفید ہوتا ہے۔ اس جلد کو ضرورت سے زیادہ گرد و غبار سے بچانا چاہیئے۔ تاکہ یہ زیادہ مدت تک شگفتہ رہے۔

چہرے کی حفاظت کا ذکر میک اپ کے بغیر ادھورا ہے کیوں کہ اکثر خواتین میک اپ کے بغیر اپنی تیاری مکمل نہیں سمجھتیں۔ اور بعض اوقات سٹائل کی کمی یا لاعلمی کے سبب اتنا زیادہ میک اپ کرتی ہیں جو آخر کار ان کی جلد کو شدید نقصان پہنچاتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ میک اپ ہر وقت نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ کسی وقت بھی چہرے کو تازہ ہوا نہ لگے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میک اپ کا غیر معیاری سامان جلد کے لئے سخت نقصان دہ ہوتا ہے جس سے جلد بہت جلد اپنی شگفتگی کھو دیتی ہے کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ میک اپ کم ہی کیا جائے اور اس کیلئے صرف معیاری اشیاء ہی استعمال کیجئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ میک اپ گھر سے باہر نمود و نمائش کے لئے نہ کیا جائے کیوں کہ اسلام میں غیر مردوں کے سامنے نسوانی حسن و زینت کی نمائش سخت ممنوع ہے۔ ••

دارالعلوم دیوبند امت مسلمہ کا ایک دھڑکتا ہوا دل اور ان کی دینی و اسلامی تمناؤں کا ماویٰ و ملجا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس عظیم ادارہ کو ایسی قوت جاذبہ اور سحر آفریں تاثیر عطا فرمائی ہے کہ تشنگانِ علوم اقصائے عالم سے خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں اور اس مادر علمی کے شفقت بھرے دامن میں پناہ لیتے ہیں۔ دارالعلوم کی یہ کشش آفریں تاثیر صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اللہ کی ایک حیرتناک اور ڈراؤنی مخلوق "جنات" بھی دارالعلوم کی اس جاذبیت والی تاثیر سے متاثر ہوتی ہے۔ اسی لئے دارالعلوم کے زمانہ تاسیس سے ہی یہ بات عام طور سے مشہور ہے کہ اس مادر علمی اور ام المدارس میں جنات طلبہ انسانی شکل و صورت میں زیر تعلیم رہتے ہیں۔

اس سلسلے میں بہت سے لوگوں نے تحقیق اور جستجو کی کہ وہ اس حقیقت کا پتہ لگا سکیں اور ان جنات طلبہ سے ملاقات کر سکیں لیکن کسی کو خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ دارالعلوم دیوبند کے بعض اکابرین حضرات سے بھی جنات طلبہ کے بارے میں سوالات کئے گئے لیکن ان حضرات نے کبھی کوئی سیدھا اور تشفی بخش جواب نہیں دیا۔ اور نہ ہی جنات طلبہ کے بارے میں قطعی نفی کی۔ کچھ دوسرے اکابرین دارالعلوم سے جنات طلبہ کے زیر تعلیم ہونے کے بعض مشاہدات بھی سنے گئے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں بعض واقعات اور مشاہدات پیش کئے جا رہے ہیں۔ جو راقم السطور نے اپنے بعض اساتذہ مرحومین اور اکابرین سے سنے ہیں۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنی ایک مجلس میں جس میں راقم السطور بھی موجود تھا۔ دارالعلوم میں زیر تعلیم ایک جن طالب علم کا بڑا حیرتناک واقعہ نقل فرمایا۔

یہ واقعہ اس دور کا ہے جب حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہٗ دارالعلوم میں درس و تدریس کی خدمات پر مامور تھے۔ ایک بار حضرت نانوتوی اپنے مکان پر دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے کہ مکان کے دروازے پر ایک سیاہ اور بہت اونچا کالے بال والا کتا مکان کے اندر آیا اور سیدھا حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی چارپائی کے پاس جاکر کھڑا ہو گیا حضرت نے اسے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ وہ کتا وہیں چارپائی کے قریب زمین پر بیٹھ گیا عورتیں اس خوفناک کتے کو دیکھ کر بڑی طرح خوفزدہ ہو گئیں اور بھاگ کر ایک کمرہ میں گھس گئیں اور فوراً اندر سے کمرہ کا دروازہ بند کر لیا۔ انہوں کواڑوں کی درازوں سے دیکھا کہ وہ کتا حضرت سے کچھ باتیں کر رہا ہے اور حضرت بھی اس کی باتوں کا جواب دے رہے ہیں۔ کافی دیر تک بات چیت کر کے وہ کتا اسی دروازہ سے باہر چلا گیا۔

کتے کے چلے جانے کے بعد عورتیں کمرہ سے باہر آئیں۔ وہ بری طرح خوفزدہ تھیں۔ حضرت نانوتوی نے جب ان کو دیکھا تو مسکرا کر فرمایا: تمہیں میری موجودگی میں اس کتے سے ڈرنے کی کیا ضرورت تھی ـــ وہ دراصل ایک جن طالب علم تھا۔ آج میرے سبق پڑھانے کے دوران وہ ایک مسئلہ ٹھیک طور پر سمجھ نہیں پایا تھا۔ وہ اسے دوبارہ سمجھنے کے لئے یہاں آیا تھا۔"

اس حیرتناک اور ڈراؤنے واقعہ کے بعد حضرت حکیم الاسلام قدس سرہٗ نے اس سے بھی حیرتناک واقعہ نقل فرمایا۔ یہ واقعہ اس دور کا ہے جب دارالعلوم کے پانچویں مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مسند اہتمام پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت مولانا ایک نہایت ہی معتبر عالم تھے۔ آپ کا شمار صاحب بصیرت اور اہل فکر و نظر میں ہوتا تھا۔ ادب عربی پر بڑی گہری نظر تھی۔ اردو زبان و ادب میں بھی آپ کا بلند مقام تھا۔ علوم باطنیہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

ہم اہل دیوبند کیلئے تفاخر اور مباہات اور بڑی سعادت کی بات ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل دیوبند میں سے ہیں اور دیوبند کے ایک معزز خاندان۔ خاندانِ عثمانی کے چشم و چراغ ہیں۔ بلا طلسماتی دنیا کے قارئین کیلئے یہ بات یقیناً مسرت کی باعث ہوگی کہ رسالہ کے مدیر محترم مولانا حسن الہاشمی صاحب اسی خاندانِ عثمانی سے رشتہ مصاہرت

یں مسلک ہیں۔ ضرورت ہے کہ مدیر محترم حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کارناموں سے اہل ہند کو روشناس کرائیں۔

بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دور اہتمام میں ایک بڑا ہی حیرت ناک واقعہ پیش آیا۔ حضرت مولانا کا معمول تھا کہ وہ اپنے دور اہتمام میں رات کو طلبہ کے کمروں کا گشت لگاتے تھے۔ تاکہ طلبہ کے حالات کا علم رہے اور رات کو ان کے مطالعہ کی بھی نگرانی رہے ایک مرتبہ حضرت مولانا اپنے معمول کے مطابق خاموشی سے دارالعلوم کے احاطہ کا گشت کر رہے تھے۔ رات کافی ہو چکی تھی، قریب قریب سب ہی طلبہ سو چکے تھے۔ پورے احاطہ میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ لیکن ایک کمرہ سے کچھ طلبہ کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ حضرت مولانا خاموشی سے اس کمرہ کی طرف گئے۔ کمرہ بند تھا آپ باہر کھڑے ہو کر سننے لگے کہ کیا بات ہو رہی ہے۔ یہ سنکر حضرت مولانا کو اطمینان ہوا کہ وہ طلبہ اپنے سبق کا مذاکرہ اور تکرار کر رہے ہیں۔ مولانا موصوف کو ان محنتی طلبہ کا مذاکرہ سنکر بیحد خوشی ہوئی۔ انہوں نے کواڑوں کی درازوں سے ان محنتی طلبہ کو دیکھنا چاہا۔ جیسے ہی حضرت مولانا نے اندر جھانکا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ مولانا نے دیکھا کہ کمرہ کے اندر طلبہ کے بجائے دو سانپ آمنے سامنے کمرہ کے فرش پر بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے کتاب کھلی رکھی ہے اور برابر میں چراغ جل رہا ہے۔ وہی دونوں سانپ بیٹھے ہوئے سبق یاد کر رہے ہیں۔ ایک سانپ عربی کتاب کی عبارت پڑھتا ہے دوسرا سانپ نہایت فصیح اردو میں عبادت کا مفہوم اور مطلب سمجھا رہا ہے۔

حضرت مولانا سانپوں کی اصلیت کو سمجھ گئے۔ انہوں نے ان سانپوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ان سانپ طلبہ نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ حضرت مولانا اندر کمرے میں گئے دیکھا تو وہاں کوئی سانپ نہیں ہے بلکہ دو طلبہ کمرہ کے فرش پر بیٹھے سبق کا مذاکرہ رہے ہیں۔ مولانا کچھ دیر تک خاموش کھڑے رہے ان دونوں طلبہ کو غور سے دیکھتے رہے وہ دونوں سانپ طلبہ بھی ادب سے مولانا کے سامنے کھڑے رہے۔ آپ نے ان سے فرمایا:

"تم یہاں انسانوں کے بیچ میں رہ رہے ہو۔ اس لئے انسان بن کر ہی رہنا چاہیئے۔ آئندہ ایسی حرکت مت کرنا۔"

یہ سُنکر دونوں جن طلبہ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور حضرت مولانا سے معافی مانگی اور آئندہ صورت نہ بدلنے کا وعدہ کیا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی ایک واقعہ احقر نے بعض ثقہ حضرات سے سنا ہے۔ حضرت مدنی کا معمول تھا کہ عصر کی نماز کے بعد اپنے ملاقاتی کمرہ میں تشریف رکھتے تھے ملاقات کرنے والے لوگ آتے اور حضرت مدنی سے ملاقات کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت مدنی اپنے ملاقاتی کمرہ میں تشریف فرما تھے کمرہ میں بہت سے لوگ موجود تھے۔ مغرب کی اذان کا وقت ہو چکا تھا۔ اسی وقت ایک طالب علم آیا اور عرض کیا کہ میں کل سبق میں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ مجھے گھر پر کچھ ضروری کام ہے۔ میں ابھی اپنے گھر تبت جا رہا ہوں۔ حضرت مدنی نے فرمایا مغرب کی نماز تیار ہے۔ نماز کے بعد چلے جانا۔ اس طالب نے عرض کیا کہ مجھے ابھی جانا ہے۔ میں نماز تبت ہی میں پڑھوں گا۔"

یہ کہکر اس نے حضرت مدنی سے مصافحہ کیا اور کمرہ سے باہر جانے کیلئے دروازہ تک تو آیا لیکن پھر وہ کسی کو نظر نہیں آیا۔ کہ کدھر چلا گیا۔

یہ دو تین واقعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ دارالعلوم سے نہ صرف انسان فیضان علمی حاصل کر رہے ہیں بلکہ غیر انسانی یعنی جنات بھی اس سرچشمۂ علم سے سیراب ہو رہے ہیں۔

یہاں اس موقع پر یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جنات کو تابع فرمان بنانے والے حضرات کا اللہ کی اس خوفناک مخلوق کو اپنا تابع بنانے کا خیال قطعی طور پر ترک کر دیں کیوں کہ یہ ایک انتہائی خوفناک اور محنت و مشقت کا کام ہے۔ اس کام میں بعض مرتبہ زندگی سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں۔

اس ہیبت ناک مخلوق کو تابع بنانے کا سب سے زیادہ سہل و آسان اور قطعی بے ضرر طریقہ یہ ہے کہ ہم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب حضرت مدنی، حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن عثمانی اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے بن جائیں تو یہ ڈراؤنی مخلوق خود ہی آپ کی تابعدار بن جائے گی۔

عقیل دیوبندی
ایم اے فاضل دیوبند
مکرمہ مرکز المعارف دیوبند

(بقیہ) ہے قارئین کو اب یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ محمد امین کو وہاں کیوں بٹھایا گیا تھا عبدالغفار صدیقی کہتے ہیں کہ چراغ بجھنے میں کچھ ہی دیر باقی تھی اگر ذرا سی دیر ہوجاتی تو محمد امین کی زندگی کا چراغ بھی ہمیشہ کیلئے گل ہوجاتا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام تحریر میرے چچا محمد امین جنہیں لوگ پیار سے مستو کہتے ہیں بلکہ اسی نام سے جانے جاتے ہیں آج بھی ہشاش بشاش ہیں اور جی جان سے اپنا ہوٹل چلا رہے ہیں اور میرے بابا عبدالغفار بھی حیات ہیں۔

دُلہن کا پُتلا

سُہاگ رات سیج پر بیٹھتے ہی دُلہن کی آواز بند ہوگئی۔ اِس کا ہاتھ گلے پر اسطرح رکھا ہوا تھا جیسے کوئی اِس کا گلا گھونٹ رہا ہو

ایمن اقبال

جادو اور سفلی کی شکار ایک لڑکی کی پُر اسرار داستان

میں ایک بڑے اسپتال میں اسٹاف نرس رہ چکی ہوں۔ جب میں ریٹائر ہو گئی تو اپنے تجربے کی بنیاد پر محلے کی عورتیں اور بچوں کو طبی مشورے دینے لگی۔ بعض اوقات کچھ ایسی دوائیاں بھی لکھ کر دے دیں۔ جن کے استعمال میں کوئی خدشہ لاحق نہیں تھا کہ کسی قسم کا ری ایکشن ہو جائے یا کوئی سنجیدہ صورت حال سامنے آجائے۔ چھوٹی موٹی بے ضرر دوائیاں میں گھر میں بھی رکھتی تھی۔ محلے کی وہ غریب عورتیں جو بچوں کی بیماری کے سلسلے میں میرے پاس آتی تھیں اور یہ دوائیاں خرید نہیں سکتی تھیں۔ میں انہیں مُفت دیا کرتی تھی۔ کچھ تجربہ تھا، کچھ میرا خلوص اور اخلاق تھا اور اتفاق سے لوگوں کو شفا بھی ہو جاتی تھی۔ چنانچہ بہت جلد میں ڈاکٹرنی صاحبہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ غریب عورتیں مجھے بڑے احترام سے "ڈاکٹرنی صاحبہ" کہہ کر پکارتی تھیں۔

ڈاکٹری نسخوں اور مشوروں کے ساتھ ساتھ عورتیں اپنے گھریلو مسائل اور مشکلات بھی ڈسکس کر لیا کرتی تھیں، چھوٹے موٹے جھگڑے بھی میں چکا دیا کرتی تھی۔ لہٰذا اس ضمن میں بھی میں نے شہرت پائی۔

غریب عورتوں کو اپنے ہر مسئلے کی جڑ جادو ٹونے میں نظر آتی تھی آئے دن عورتیں یہی قصے سنایا کرتی تھیں۔

"جی میری بھاوج نے مجھ پر جادو کر دیا ہے"۔ "بچے پر سفلی عمل کرایا گیا ہے"

"ساس نے بہو کو راستے سے ہٹانے کیلئے فلاں پیر سے تعویز کرایا ہے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

میں ان قصے کہانیوں سے لطف اندوز ہوتی تھی۔ مگر یقین نہیں کرتی تھی۔ آج کل کے زمانے میں کہاں ایسے پیر ہوں گے اور کہاں ایسے جادوگر ہوں گے اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں توہمات پر سرے سے یقین ہی نہیں رکھتی تھی مگر میرے ساتھ ایک بار ایسا واقعہ پیش آیا جسے آج بھی جتنا سوچتی ہوں حیرت ہوتی ہے۔ وہ واقعہ کچھ اس طرح تھا کہ ایک دن صبح تقریباً دس بجے میرے پاس چند عورتیں آئیں۔ وہ انتہائی پریشان تھیں۔ ان کے ہمراہ ایک نوجوان لڑکی بھی تھی جس نے اپنے گلے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ اس لڑکی کی آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ لڑکی کی شکل سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ انتہائی تکلیف میں ہے۔

میں نے لڑکی کا تفصیلاً جائزہ لیا تو احساس ہوا کہ وہ نئی نویلی دلہن ہے۔ اس کے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگی ہوئی تھی۔ پیروں میں سنہری چپل تھی۔ کلائیوں میں سونے اور کانچ کی نئی نئی جگمگاتی چوڑیاں تھیں، غرض پوری طرح اندازہ ہو رہا تھا کہ لڑکی کی شادی حال ہی میں ہوئی ہے۔

"ڈاکٹر صاحبہ! آپ میری بچی کو دیکھئے اس کے گلے کو کیا ہوا ہے؟ ہم نے تو اسے اچھا بھلا رخصت کیا تھا مگر شادی کی پہلی صبح ہی اسے اس حالت میں سسرال والے واپس چھوڑ گئے۔

لڑکی کی ماں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ "ان لوگوں نے خود ہی اتنی چاہت اور زبردستی سے رشتہ لیا تھا۔ مگر شادی کی پہلی صبح ہی لڑکا اسے ہمارے ستھے مار گیا کہ شکل کو کیا چاٹوں گا یہ تو گونگی ہے اور شاید بیمار بھی۔

اس لڑکی کے ساتھ اس کی ایک خالہ اور چچی بھی تھیں۔ وہ بھی اس صورتحال سے پریشان تھیں۔ میں لاکھ تجربے کار نرس سہی مگر سچ پوچھو ڈاکٹر

بات ہی اور ہوتی ہے۔ میں نے ان خواتین سے پوچھا "آپ نے اس سے پہلے کسی اور ڈاکٹر کو دکھایا؟"

"کوئی ایک ڈاکٹر کو؟" اس کی خالہ بولیں۔ "ہم نے تو سینکڑوں ڈاکٹروں کو دکھایا ہے۔ مگر کسی کو بھی اسکی بیماری کا پتہ نہیں چل رہا۔ ہمیں کسی نے آپ کے بارے میں بتایا تھا کہ آپ کے ہاتھوں میں شفا ہے اور آپ روحانی علاج بھی کرتی ہیں۔"

میں جواب میں مسکرائی۔ "نہیں شفاء کی بات تو دوسری ہے مگر میں روحانی علاج نہیں کرتی۔ یہ چند خواتین نے مجھے اپنے کمزور عقیدے کی بناء پر روحانی علاج کیلئے مشہور کر دیا ہے اور اکثر خواتین تو مجھے اب ڈاکٹر کی بجائے "بی بی صاحبہ" بھی کہنے لگی ہیں حیب کہ سچ بات یہ ہے کہ میں ڈاکٹر بھی نہیں ہوں۔ میں تو ایک ریٹائرڈ نرس ہوں اور اپنے تجربے کی بناء پر چھوٹا موٹا علاج کر لیتی ہوں۔ اور ان کو چھوٹے موٹے مشورے دے دیتی ہوں۔ مثلاً انہیں نماز کی تلقین کر دیتی ہوں ــ دعا پڑھنے کو بتا دیتی ہوں تو کلام الٰہی تو اچھی چیز ہے۔ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ برکت ہی ہوتی ہے۔ یہاں غریب عورتیں ہیں۔ جو مسائل کا شکار ہیں۔ بچے ان کے قابو میں نہیں ہیں۔ میں بچوں کو قابو میں کرنے کیلئے انہیں مذہب کی طرف راغب کرتی ہوں۔ بس! اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں آتا۔

یہ ساری تفصیل میں نے انہیں اس لئے بتائی کہ وہ عورتیں پڑھی لکھی اور اچھے خاندان سے تعلق رکھنے والی محسوس ہو رہی تھیں۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ ان کے سامنے خود کو کوئی ماہر ڈاکٹر بنا کر پیش کروں۔ نہ میں نے کبھی ایسی کوشش کی تھی۔ وہ تو بس یہاں کی عورتیں جو جی میں آئے میرے بارے میں اظہار کر دیتی تھیں۔

"کوئی بات نہیں ضروری نہیں کہ آپ نے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی ہو تو آپ علاج کر سکیں۔ بعض اوقات کتابوں کے علم سے زیادہ تجربہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ لڑکی کی ماں نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحبہ۔ آپ سچ پوچھیں تو میں تو کہتی ہوں کہ لڑکی پر جادو ٹونا کیا گیا ہے پر یہ لوگ میری بات نہیں مان رہے" لڑکی کی چچی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"بہن سچ پوچھیں تو اول تو مجھے ان توہمات پر یقین نہیں ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا ہے تو میں قطعی نابلد ہوں۔ بچی کو آپ کسی ماہر نفسیات کے پاس لے جائیں۔ کبھی کبھی اچانک ہی ذہنی شاک لگنے سے انسان معمول سے ہٹ جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بول سکتی ہو مگر اس نے کوئی ایسی بات دیکھ لی ہے یا محسوس کر لی ہے کہ اس نے خوف میں مبتلاء ہو کر اپنے گلے پر ہاتھ رکھ لیا ہے۔ اور اب سمجھتی ہے کہ ہاتھ ہٹایا تو اسے کچھ ہو جائے گا۔"

"نہیں، بہن! آپ بھی مانیں یا نہ مانیں یہ جادو ہے۔ کوئی ٹونا ٹوٹکا اس پر آزمایا ہے۔ یہ لوگ مانیں نہ مانیں میں آج اسے ایک بزرگ کے پاس لے جاؤں گی" لڑکی کی چچی نے دوبارہ اپنی بات پر زور دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ لیجائیے مگر پلیز اگر ایسی کوئی بات ہو تو مجھے ضرور بتائیے گا کہ یہ سب کچھ کیسا ہوا اور کیوں ہوا۔ میں نے کبھی اپنی آنکھوں سے ایسا کوئی کیس نہیں دیکھا۔ جس میں جادو ٹونے کا شکار مریض میرے پاس آیا ہو"

وہ خاتون سمجھیں کہ میں طنز کر رہی ہوں۔ کہنے لگیں۔ "آپ دیکھئے گا جونہی اصل بات کھلی، میں بچی کو آپ کے پاس ہی لاؤں گی۔ ارے جادو تو ہمارے حضورؐ پر بھی کیا گیا تھا تو ہم کیا چیز ہیں۔

"نہیں! نہیں! آپ خفا نہ ہوں۔ میں واقعی جاننا چاہتی ہوں کہ حقیقت کیا ہے" میں نے بڑی نرمی سے انہیں مخاطب کیا۔

کچھ دیر بعد وہ خواتین چلی گئیں۔ محلے میں دھوم مچ گئی کہ آج تو ڈاکٹر صاحبہ کے پاس ایک گاڑی والے لوگ بھی علاج کیلئے آئے تھے میں اپنے روزمرہ کے کاموں میں الجھ گئی۔ وہی صبح و شام عورتوں، بچوں کا علاج۔ انکی پریشانیاں، دکھ، غم اور انکے چھوٹے موٹے علاج۔ مجھے محسوس بھی نہیں ہوا کب ایک ہفتہ گزر گیا۔

میں عورتوں سے نمٹ کر ایک کتاب لے کر بیٹھی تھی۔ کہ دروازے پر ایک گاڑی آکر رکی۔ دروازہ کھولنے پر پتا چلا کہ وہ ہی خواتین ہیں۔ لڑکی اسی حالت میں ان کے ساتھ تھی۔ پہلے سے بھی کمزور نظر آ رہی تھی۔ آج بھی لڑکی کی ماں، چچی اور خالہ ساتھ تھیں۔ چچی بہت پُرجوش تھیں۔ انہوں نے کہا کہ بزرگ کا حکم تھا کہ لڑکی کو آپ کے پاس ہی لیجا کر آخری عمل کیا جائے۔ تاکہ آپ کو یقین آجائے کہ جادو ٹونے توہمات نہیں حقیقت ہیں۔ پھر انہوں نے ایک پلاسٹک کا تھیلا برآمد کیا۔ اور اس سے ایک چھ انچ لمبی گڑیا نکالی۔ وہ گڑیا دلہن بنی ہوئی تھی۔ گڑیا کا سوٹ سرخ رنگ کا تھا اور اس پر باقاعدہ سنہری تلے اور تاروں کا کام بنا ہوا تھا۔ اس گڑیا کی خاص بات یہ تھی کہ اس کے سر پر جو بال لگائے تھے وہ ایک تو اصلی تھے دوسرا اس کے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان بالوں میں گڑیا کے گلے میں پھندا سا لگا دیا گیا تھا۔

ان خاتون نے پھر ایک قینچی نکال اور مجھے تھما کر بولیں۔ یہ لیجئے جلدی سے اس کے بال گردن سے کاٹ دیجئے۔

میں نے حیرانی اور تجسس کے جذبے سے مغلوب ہو کر ان کے ہاتھ سے قینچی لی اور گڑیا کی گردن پر پڑے بالوں کو درمیان سے کاٹ دیا۔ بال کاٹتے ہی میں نے دیکھا کہ وہ لڑکی جو گردن پر ہاتھ رکھے نڈھال سی پڑی تھی جیسے

شدید کرب اور اذیت سے دوچار ہوئی۔ اس نے گردن پر سے یکدم ہاتھ ہٹا لیا۔ اور ایک طویل سانس ایسی لی جیسے کسی نے اس کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھکر سانس بند کر رکھا ہو۔ اس نے دو تین مرتبہ گردن کو سہلایا۔ اور پھر اٹکتی ہوئی آواز میں بولی "پانی۔؟"

میں نے جلدی سے اسے پانی پلایا۔ پانی پی کر اس کے اوسان مزید بحال ہوئے۔ وہ حد درجہ کمزور ہو گئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا "کچھ کھاؤ گی؟" پھر اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی میں نے اپنی بچی سے چائے اور بسکٹ منگوا لیے۔ لڑکی واقعی بھوکی تھی اس نے آہستہ آہستہ چائے میں ڈبو ڈبو کر بسکٹ کھائے۔ کچھ انرجی بحال ہوئی تو میں نے اسے مخاطب کیا۔ "اب کیسی طبیعت ہے بیٹیا!"

"جی ــ میں ٹھیک ہوں۔" اس نے تھکی ہوئی آواز میں رک رک کر بتایا۔

"کیوں ڈاکٹر صاحبہ! دیکھا آپ نے میں نہ کہتی تھی کہ بچی پر جادو کرایا گیا ہے" لڑکی کی چچی نے مجھے مخاطب کیا" میں ان بزرگ سے اس قینچی پر اور گڑیا پر دم کرا کر لائی تھی۔

واقعی یہ حیرتناک بات ہے۔ میری زندگی میں اب تک ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ میں نے آج پہلی دفعہ یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

"شکر ہے میری بچی کی جان بچ گئی! بزرگ بتا رہے تھے کہ اگر دو چار دن اور گزر جاتے تو یہ بچی مر جاتی۔ کیونکہ پندرہ روز سے ہم نے بمشکل اس کے حلق سے صرف دودھ انڈیلا ہے ورنہ یہ تو سلو سے منع کرتی تھی کہ گلے میں بہت تکلیف ہے۔"

"یہ جادو کرایا کس نے تھا؟" میں نے پوچھا۔

"اس کی جٹھانی نے اور دلہا منحوس نے یہ کہہ کر بھیج دیا تھا کہ یہ گونگی ہے پھر کچھ دنوں بعد اس کے سسرال والوں نے مشہور کر دیا کہ لڑکی کو گلے کا کینسر ہے جو آخری اسٹیج پر ہے۔ ہم اس کا کیا کریں گے۔ لڑکی کی جٹھانی اس میں پیش پیش تھی۔" لڑکی کی ماں نے بتایا۔

"آپ لوگوں کو کیسے پتا چلا کہ اس پر جٹھانی نے جادو کرایا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"دراصل جب تارا کا رشتہ طے ہو رہا تھا تو مجھے کچھ ایسی اطلاع ملی تھی کہ جس لڑکے کا رشتہ آیا ہے اس کا چکر اپنی بھاوج سے چلا ہوا ہے بھاوج دیور پر حاوی تھی۔ شریف گھرانہ تھا لڑکی کی ماں کو اور اس کے بھائی کو احساس ہو چکا تھا۔ کہ گھر میں کیا کھیل ہو رہا ہے مگر اس موضوع پر بات کرنا اپنا پیٹ ہی ننگا کرنا تھا۔ سو ماں نے علاج سوچا کہ کسی بہت خوبصورت لڑکی سے لڑکے کی شادی کر دی جائے تاکہ یہ کھیل یہیں ختم ہو جائے بلکہ لڑکے کے بڑے بھائی کا ارادہ تو یہ تھا کہ وہ گھر بھی علیحدہ لے لے۔ مگر مجبوری تھی کہ بڑا بھائی، چھوٹے بھائی کے مقابلہ میں بہت غریب ہے چھوٹا بھائی اچھی جگہ نوکری کرتا ہے۔ تنخواہ بھی اچھی ہے۔ بڑا۔ الا معمولی نوکری کرتا ہے۔ پانچ چھ بچے ہیں۔ بیوی بہت تیز ہے۔ بچوں کی خاطر اور خاندان کی عزت کی خاطر وہ کوئی بھی قدم نہیں اٹھا سکتا ہے۔ مجھے پورا یقین تھا کہ ابھی پہلی سہاگ رات شروع ہونے سے پہلے ہی یہ اس طرح گونگی ہو گئی اور مارے تکلیف کے ساری رات تڑپتی رہی تو یقیناً اس میں کوئی بھید ہے آپ کی طرح کوئی بھی میری بات نہیں مان رہا تھا۔ لہٰذا میں نے خود کوشش کی اور اصل بات تک پہنچ گئی۔

"ہاں واقعی اس زمانے میں ایسی باتوں پر کون یقین رکھتا ہے۔" لڑکی کی ماں نے کہا۔

"آپ کو اصل بات کس نے بتائی۔؟" میں نے چچی سے پوچھا تو وہ بولیں کہ "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے والا معاملہ ہوا ہے" میں نے ان کی نوکرانی کو رشوت دے کر قابو کیا تو اس نے ساری کتھا سنائی۔ ان کی نوکرانی نے قصہ کچھ اس طرح بیان کیا۔

فیروز میاں کی دلہن یعنی تارا کی جٹھانی (تارا اس بچی کا نام تھا جس پہ جادو کرایا گیا) شروع دن سے بہت تیز تھی۔ انہوں نے نہ جانے کیسے عادل میاں کو قابو کر لیا۔ میرا تو خیال ہے کہ انہوں نے عادل میاں کو کچھ بھی کھلا کر ہی اپنا گرویدہ کیا ہے۔ میں تو اس گھر میں بہت عرصہ سے کام کر رہی ہوں۔ بیگم صاحبہ بہت شریف خاتون ہیں۔ انہوں نے تو آخر وقت تک کوشش کی تھی۔ کہ تارا کو طلاق نہ ہو مگر دلہا مانے نہ ان کی بھاوج۔

جب بیگم صاحبہ نے تارا بی بی کا رشتہ بھیجا تو بڑی بہو نے گھر کو جہنم بنا کر رکھ دیا تھا۔ وہ آئے دن نت نئے فساد کھڑے کرتی تھی۔ کبھی تارا بی بی کے بارے میں کہتی تھیں کہ وہ پھوہڑ لڑکی ہے کوئی اور لڑکی دیکھیں کبھی کہتی تھیں کہ میں نے سنا ہے کہ وہ بہت تیز طرار ہے۔ کبھی کہتی تھیں کہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔ اصل میں وہ تارا بی بی کی اچھی صورت کی وجہ سے پریشان تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ نئی اور خوبصورت دلہن کو پا کر دیور ان کو بھول جائیں گے۔ نہ صرف بھول جائیں گے بلکہ وہ تمام مہربانیاں بھی ختم ہو جائیں گی جو روپے پیسے کی صورت میں ملتی ہیں۔

بیگم صاحبہ نے کہا کہ اگر تارا پسند نہیں ہے تو کوئی اور لڑکی بتا دو۔ تم بڑی بہو ہو۔ تمہاری پسند کو ہم رد نہیں کریں گے۔ تو انہوں نے ایسی ایسی لڑکیاں دکھائیں جو کسی بھی صورت بیگم صاحبہ کے معیار پر پوری ہی نہیں اترتی تھیں۔ آخر بڑی مشکلوں سے تارا بی بی کے رشتے پر وہ راضی ہوئیں۔ تیاریاں شروع ہوئیں۔ پھر اچانک ہی بڑی بہو بیگم

رویہ تبدیل ہو گیا۔ اور وہ راضی خوشی شادی کی تیاریوں میں مگن ہو گئیں میں ان کے اس رویے پر بہت حیران ہوئی اور ایک دن اتفاق سے مجھے ان کے رویے کی تبدیلی کی وجہ سمجھ میں آ گئی۔ ہمارے محلے میں ایک عورت رہتی ہے جو ہماری بیگم کے پڑوس کے گھر میں کام کرتی ہے وہ کسی ایسے عامل کو جانتی ہے جو سفلی عمل کا ماہر ہے۔ بڑی بہو کو میں نے دو چار مرتبہ اسکے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تھا وہ بازار جانے کے بہانے اس کے ساتھ چلی جاتی ہیں۔

ابھی جب تارا بی بی کے ساتھ یہ قصہ ہوا اور انہیں طلاق بھی مل گئی تو مجھے بہت افسوس ہوا۔ میرا بھی یہی خیال تھا کہ تارا بی بی پر کوئی جادو ٹونا کرایا گیا ہوگا۔ وہ عورت تو مجھے نہیں بتائے گی۔ آپ خود اس سے اگلوا سکیں تو اگلوالیں۔

نوکرانی نے ساری بات سُنا کر جو نہی دم لیا۔

میں تو اپنے بیٹے کو لے کر اسی دن اس عورت کے گھر پہنچ گئی۔ اسے ڈرایا دھمکایا اور پولیس کے حوالے کرنے کی دھمکی دی تو اس نے اگل دیا۔

اس نے بتایا کہ بڑی بہو بیگم نے اسے اس کام کے دو ہزار روپے دیئے تھے۔ وہ انہیں اس عامل کے پاس لے گئی تھی۔ عامل نے بھی بہو بیگم سے پانچ ہزار روپے لئے تھے۔ اور بہو بیگم کو مشورہ دیا تھا کہ ایک چھ انچ کی گڑیا بناؤ۔ دلہن کے سہاگ جوڑے میں سے کپڑا نکال کر چھپا کر سہاگ کے جوڑے پر جیسا ہی کام بناؤ۔ اسی طرح سلواؤ اور دلہن کے اصلی بال حاصل کرکے اس گڑیا کے سر پر لگا کر اسے دلہن کی طرح سجا کر بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرکے اس کے گلے میں پھندا بنا کر کس دو۔ میں اس پتلے پر عمل پڑھ دوں گا۔ دلہن کے کمرے میں اس کا بیڈ کھڑکی کے ساتھ اس طرح رکھ دینا کہ سرہانا کھڑکی کی طرف ہو۔ اس کھڑکی کے باہر دیوار کے ساتھ گڑھا کھود کر اس گڑیا کو دبا دینا۔ پندرہ سے بیس روز میں لڑکی کا کام تمام ہو جائے گا۔ لڑکی کی چچی نے بتایا۔

"وہ گڑیا اس عورت نے بنائی تھی۔ اس نے کپڑے بھی سیئے تھے۔ اور عامل سے دم کروا کر بڑی بہو کے حوالے کر دی تھی۔"

انہوں نے مزید بتایا کہ عورت نے کہا۔

"انہوں نے اسے وہیں دبایا ہوگا جہاں عامل نے بتایا تھا۔ پھر اس عورت نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی۔ اور ہم سب سے بہت معافی مانگی۔

"بس پھر تارا کی ماں کو کچھ یقین آیا۔ میں تارا کو ان کو اور ان کی بہن کو لے کر بزرگ کے پاس گئی۔

انہوں نے تارا پر بھی پڑھ پھونک کر دم کیا۔ اپنا ایک آدمی ہمارے ساتھ کیا کہ ہم تارا کی سسرال جا کر اس کی جگہ کھدائی کروائیں۔ مگر اس عورت کو ضرور ساتھ لے جائیں جس نے وہ گڑیا بنائی تھی اور ہدایت کی "گڑیا میرے پاس لائیں مگر جلد سے جلد یہ کام کریں بچی کی جان کو خطرہ ہے"

ہم ایک بار پھر اس عورت کے پاس گئے۔ اس عورت سے وعدہ کیا کہ ہم اسے کوئی سزا نہیں دلوائیں گے۔ تارا کے سسرال والوں کو بھی منع کر دیں گے کہ وہ بھی اسے کچھ نہ کہیں کیوں کہ جرم کی اصل ذمہ داران کی اپنی بہو ہے۔ بڑی مشکلوں سے ہم اسے بہلا پھسلا کر ان لوگوں کے گھر لے گئے۔ ہمیں دیکھ کر جٹھانی بیگم نے فوراً ہی بک بک جھک جھک شروع کر دیا۔ مگر ان کی ساس نے ہمیں عزت سے بٹھایا۔ ہم نے انہیں ان کی بہو کی کارستانی سنائی۔ اس عورت نے ان کی بہو کے سامنے اعتراف جرم کیا۔

فوراً ہی اس جگہ کی کھدائی کی گئی تو یہ سب کے سامنے یہ گڑیا برآمد ہوئی۔ ہمیں تو جلدی تھی۔ ہم فوراً اس گڑیا کو لے کر ان بزرگ کے پاس گئے۔ بزرگ نے دم کئے ہوئے پانی میں اس گڑیا کو ڈبو دیا۔ ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایک دھواں سا نکلا مگر وہ گڑیا ویسے ہی خشک رہی پھر انہوں نے یہ قینچی نکال اور اس پر دم کیا۔ انہوں نے گڑیا ہمارے حوالے کی اور کہا کہ آپ میں جو بھی چاہے اس قینچی سے اس گڑیا کے گلے پر بندھے ہوئے بال کاٹ دے۔ بچی ٹھیک ہو جائے گی۔

مجھے اس وقت آپ یاد آ گئیں میں نے ان کو مختصراً آپ کے بارے میں بتا کر پوچھا کہ کیا ہم ان کے سامنے یہ بال کاٹ سکتے ہیں تو انہوں نے نہ صرف اجازت دی بلکہ یہ بھی کہا کہ یہ پھندا انہی سے کٹوا دیجئے گا اور بتایئے گا کہ جس چیز کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے جس کا شکار ہمارے حضور ہوئے تھے اس پر انہیں یقین کیوں نہیں ہے۔ آج وہ اس بات پر یقین کر لیں"

ساری داستان سن کر میں بہت حیران ہوئی۔ میں نے پوچھا: "بچی کو طلاق دے کر تو وہ لوگ پچھتا رہے ہوں گے" تو انہوں نے بتایا۔

یقیناً پچھتا رہے ہوں گے مگر ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ وہ چھ بچوں کی ماں کو طلاق دے کر نہیں نکالیں گے۔ اچھا ہی ہوا انہوں نے ہماری بچی کو طلاق دیدی۔ ورنہ وہ عورت بعد میں کچھ دوسری کارستانی ضرور دکھاتی اسلئے ہم تو شکر ادا کرتے ہیں کہ بچی بال بال بچ گئی۔ "مگر ان لوگوں نے بچی کے اصل بال کیسے حاصل کئے؟" ایک سوال جو مسلسل میرے ذہن میں گردش کر رہا تھا بالآخر زبان پر آ ہی گیا۔ "ایسے بتانا ہے پہلے تارا کی جٹھانی آئی تھیں کہنا تارا کو یہ ہوتی پارلر بھیجیں یہ لڑکے کی خواہش ہے کہ تارا کے بال پیشانی پر خوبصورتی سے سیٹ ہوں اور صرف شولڈر کٹ ہوں" یہ ایسی کوئی بات نہیں تھی جس پر ہم اعتراض کرتے۔ ہمارے یہاں بیوٹی پارلر جانا کوئی معیوب نہیں یا عجیب بات نہیں ہے [illegible] تارا کو بھیج دیا۔ [illegible]

[illegible] ہوں کہ ہماری [illegible] عورتیں [illegible] شریف لوگوں کیلئے زندگی بھر کا عذاب بنا دیتی ہیں۔

انعامی پیشکش ۲۶

"انعامی پیشکش" کا سلسلہ انشاء اللہ برقرار رہے گا۔ اور رفتہ رفتہ انعام کی رقم میں اضافہ کیا جائے گا ——— بالکل صحیح جواب دینے والے حضرات کے درمیان پانچ سو روپے کی رقم برابر تقسیم کی جائے گی ——— جوابات کے ساتھ ٹوکن ضرور روانہ کریں۔ ایک غلطی کرنے والے حضرات کے نام شائع کئے جائیں گے ——— اگر کوئی صحیح حل موصول نہیں ہوا تو انعام سوخت کر دیا جائے گا۔

سوالات آسان کر دیئے گئے ہیں تاکہ قارئین میں دلچسپی پیدا ہو۔

(منیجر)

۱. آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کونسی بیوی تھیں کہ بوقتِ نکاح جن کی عمر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تھی؟
۲. حضرت علیؓ کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی تھی؟
۳. آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کس بیوی کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی؟
۴. اسلام میں تعمیر ہونے والی سب سے پہلی مسجد کونسی ہے۔
۵. یہ عبارت "طلسماتی دنیا" کے کس شمارے کے کس صفحہ کی ہے۔ روز بروز تشدید وغیرہ جو آوازیں نکلتی ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا؟

اپنے جوابات ۳۰ ستمبر ۱۹۹۶ تک اس پتے پر بھیجیں

انعامی پیشکش ۲۶ ماہنامہ طلسماتی دنیا محلہ ابوالمعالی دیوبند ۲۴۷۵۵۴

انعامی پیشکش ۲۵ کے صحیح جوابات

۱	تیسرے	۲	عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں	۳	حضرت نوحؑ کو	۴	جنگ بدر میں
۵	حفیظ میرٹھی	۶	پے در پے تین روزے یا دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانا				

بالکل صحیح ایک بھی موصول نہیں ہوا۔ دس حل ایک غلطی والے موصول ہوئے۔ ان حضرات کو اعلان کے مطابق پچاس روپے فی کس بھجوائے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ رسالہ پہونچنے سے پہلے ہی ان کی خدمت میں یہ رقم پہونچ جائے گی۔

انعامی پیشکش ۲۳ میں تین سے زائد غلطیاں لوگوں نے کی تھیں اس لئے اس انعامی اسکیم کو کینسل کر دیا گیا۔

قارئین طلسماتی دنیا کے اصرار کی وجہ سے اس سلسلے کو ابھی جاری رکھا جائے گا لیکن اس میں کچھ ترمیم کر دی گئی ہے۔

(منیجر)

ادھا انعام پانیوالے خوش نصیب قارئین کے اسماء گرامی

۱۔ مستور حسین زیدی۔ سرائے پیرزادگان امروہہ

۲۔ عارفہ پروین معرفت نعیم انصاری۔ گلی مدرسے والی۔ جمیلہ کالونی۔ سہارنپور

۳۔ نور محمد تال والے۔ محلہ قاضی ٹولہ۔ مرادآباد

۴۔ نازنین ناصر عابد۔ اطفال بکڈپو۔ ۳۶۱ محمد علی روڈ مالیگاؤں

۵۔ انصاری محمد شاہین۔ اطفال بکڈپو۔ ۳۶۱ محمد علی روڈ مالیگاؤں

۶۔ ملک عنبر ظہیر ہمدانی معرفت اطفال بکڈپو۔ ۳۶۱ محمد علی روڈ مالیگاؤں

۷۔ ہما خانم انصاری معرفت اطفال بکڈپو۔ ۳۶۱ محمد علی روڈ مالیگاؤں

۸۔ ایم۔ اے۔ وحید۔ مکان نمبر ۱۲۔۲۔۳۲۸ اسٹنز ڈاسکول۔ مرادنگر۔ حیدرآباد

۹۔ محمد اشرف صدیقی۔ جامعہ اسلامیہ۔ مدنپورہ روڈ۔ وارانسی۔ ۲۲۱۰۰۱

۱۰۔ محمد شاکر مہتدی۔ مدرسۃ الاصلاح۔ سرائے میر۔ ضلع اعظم گڑھ

سیاسی تبدیلی پر آنے والی رات

حضرت مولانا عامر عثمانی رح

ہے بجا ظلمتِ امروز کا شکوہ لیکن — دوستو ظلمتِ فردا کی بھی کچھ فکر کرو
آج کی رات ہے موضوعِ سخن ٹھیک مگر — آنیوالی ہے جو کل اسکا بھی کچھ ذکر کرو

آج کی رات بھیانک سہی تاریک سہی — پھر بھی گردوں پہ ستارے تو چمک جاتے ہیں
بجلیاں رقص میں ہیں، شعلہ بجف ہے گلشن — پھر بھی ظلمت میں شرارے تو چمک جاتے ہیں
نہ ہی چاند نہ سورج نہ کوئی شمعِ نور — "آتشِ گل" سے نظارے تو چمک جاتے ہیں
کھل تو جاتی ہے کبھی آس کی ہلکی سی شفق — وادیِ غم کے کنارے تو چمک جاتے ہیں

آج کی رات ہے خوش تم بھی نہیں میں بھی نہیں — پھر بھی ہم نالۂ فریاد تو کر سکتے ہیں
وقت کے ہاتھ میں بیداد کی تلوار سہی — پھر بھی ہم شکوۂ بیداد تو کر سکتے ہیں
خود فریبی کے بنائے ہوئے گل بوٹوں سے — دل کے ویرانے کو آباد تو کر سکتے ہیں
گھل کے رونے پہ تڑپنے پہ نہیں پابندی — آہ کو حلق سے آزاد تو کر سکتے ہیں

لشکرِ ظلم پہ یلغار کی ہمت نہ سہی — خودکشی کے لئے خنجر تو میسر ہے ابھی
سبزۂ خواب پہ منہ ڈھانپ کے سو سکتے ہیں — بسترِ خواب کی چادر تو میسر ہے ابھی
کم تو ہو جاتی ہے کچھ دل کے سپولوں کی گھٹن — طنز و تنقید کا نشتر تو میسر ہے ابھی
پی تو سکتے ہیں خیالات کی رنگین شراب — اپنے اوہام کا ساغر تو میسر ہے ابھی

تم سمجھتے ہو یہ شب آپ ہی ڈھل جائیگی — خود ہی ابھرے گا نئی صبح کا زرّیں پرچم
میں سمجھتا ہوں کسی صبحِ درخشاں کے عوض — تیرگی ایک نئی رات کو دے گی یہ جنم
اور اس رات کی پہنائی میں کھو جائینگے — مندر و خانقہ و دیر و کلیسا و حرم
دیوِ ظلمات کی ٹھوکر سے نہ پائیں گے پناہ — یہ شوالے یہ مساجد یہ پجاری یہ صنم

رکھ دیئے جائیں گے شمشیر کے زیرِ سایہ — دستِ ماتم، لبِ فریاد، زبانِ تنقید
برف جم جائے گی افکار کے گلزاروں پر — بخ ہواؤں میں ٹھٹھر جائے گی کشتِ امید
چاندنی ظلمتِ سیّال میں ڈھل جائیگی — رات کی مانگ سنوارے گی شعاعِ خورشید
اہلِ فن دینگے اندھیروں کو اجالوں کا لقب — زہر کو قند کہا جائے گا محرّم کو عید

عدل کے تخت پہ اجلاس کریں گے قاتل — بابِ مقتل پہ لکھا جائے گا "دار الانصاف"
جرم بن جائیگی بے جرمیِ اربابِ وفا — نہ کیا جائے گا ناکردہ گناہی کو معاف
سرفروشوں کیلئے کوچۂ جاناں کے عوض — فرض ہو جائیگا اغیار کی گلیوں کا طواف
کوئی فریاد کوئی آہ و فغاں کوئی اپیل — دبی جائیگی قاتل کی عدالت کے خلاف

ایک پُر اثر اور یادگار تقریر

قارئین کرام! پہلے آپ یہ تقریر پڑھئے پھر ہم آپ کو یہ بتائیں گے یہ تقریر کس نے کہاں اور کس موقع پر کی حضرات اساتذہ کرام۔ اور علمائے عظام۔ یہاں میں آپ کے آگے کوئی نئی بات کہنے کیلئے نہیں کھڑا ہوا ہوں۔ مخاطبین میں میرے اساتذہ بھی موجود ہیں، جو کچھ انہوں نے سکھایا ہے وہی دہرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ جامعہ اس کے بانیان نے طلباء کو زیور سے آراستہ کرنے کیلئے قائم نہیں کیا۔ اور محض علم کی اشاعت بھی ان کا مقصد نہیں تھا۔ اور یہ بھی ان کا منصوبہ نہیں تھا کہ یہاں کا فارغ پڑھ لکھ کر اعلیٰ مناصب اور اونچی تنخواہوں پر فائز ہو جائے وہ تو چاہتے تھے کہ یہاں آنے والے منتخب افراد علم سیکھ کر دنیا کی جہالت کا مقابلہ کریں۔ دین کا علم حاصل کر کے زمانے اور ماحول کی بے دینی کا سامنا کریں داعی، مبلغ اور مصلح بن کر دنیا کے سامنے جائیں۔ علم کی شمع ہر جگہ روشن کریں۔ اور دین کا علم (جھنڈا) بلند کریں۔ اسلام کی حقانیت کو علمی، عملی اور اخلاقی طریقے پر پیش کریں۔ اللہ کی بھٹکی ہوئی اور بہکی ہوئی مخلوق کو انکے چھوٹے ہوئے آستانے اور گم گشتہ منزل سے روشناس کرائیں۔ ابدی نجات اور اخروی کامیابی کا پیغام پہنچائیں۔ اور اتمام حجت تک اپنی کوششوں کو جاری رکھیں۔ آپ جانتے ہیں کہ حبیب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مختلف قسم کے وعدوں اور وعیدوں سے پیغام حق کو پیش کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند لاکر رکھدیں تب بھی میں اپنے دعوتی فریضے کو نہیں چھوڑوں گا ہر دھمکی اور ہر لالچ سے بے نیاز اور بے پرواہ ہو کر اپنے کام کو انجام دیتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے یا اس کی راہ میں کام کرتے ہوئے میری جان چلی جائے۔ داعی کا یہی عزم و حوصلہ جرأت و ہمت اس کی دعوت کو کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے عالم دین کا پہلا اور اولین مقصد ہی دعوت الی اللہ ہونا چاہیئے۔ اسے ثانی حیثیت دینا یا فرصت کے اوقات میں اس کو انجام دینا۔ یا ہفتے اور مہینے میں اس کام کا پروگرام بنانا۔ یہ صرف وقت گزاری اور خانہ پری کی بات ہے۔ اس سے مطلوبہ نتائج کبھی نہیں نکلتے۔ میں اپنی اس صاف گوئی سے کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتا اور نہ اس سے کسی کی تنقیص مقصود ہے۔ واقعات و حقائق پر نظر رکھ کر ہمیں اپنی کارکردگی کا جائزہ لینے کی ضرورت نہیں۔ برادران وطن کے ساتھ پورے ایک نیاد

سال ہم نے گزار دیئے۔ لیکن اسلام کیا ہے ارکان اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ اسلام دنیا میں کس لئے آیا ہے۔ ایسی بنیادی باتیں تک ہم اپنے پڑوسیوں کو بتا نہیں سکے۔ مسلمانوں کی ایک معقول تعداد آج بھی پانچوں وقت سردی گرمی، بارش دھوپ میں پابندی سے نماز پڑھتی ہے مگر اپنے ہم وطنوں کو بالکل نہیں معلوم کہ یہ کیسی عبادت ہے۔ کیوں ادا کی جارہی ہے۔ اس کی اہمیت اور حکمت کیا ہے اور اس کے مقاصد کیا ہیں، ہندو دوستوں کو اب تک اذان کے کلمات کا معنی و مطلب بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ اکثر تو اذان کو خلاف نعرہ اور گالی سمجھ کر اس سے نفرت کرتے ہیں بھلا سوچئے کہ روزانہ پانچ وقت ہر جگہ بلند ہونے والی اذان اور پانچ وقت پابندی سے پڑھی جانے والی نماز ہی کی حقیقت سے ہم ان کو واقف نہیں کرا سکے۔ تو اسلام کے دوسرے شعائر و ارکان سے انہیں متعارف کیسے کرائیں گے۔ دور نہ جایئے ان غیر مسلموں کو دیکھئے جو چالیس پچاس برس سے ہمارے ساتھی پڑوسی، دوست، نوکر کی حیثیت سے رہتے ہیں مگر کیا کبھی ہم نے ان کو اسلام سے روشناس کرنے کی زحمت گوارا کی۔ ہم میں سے کتنے افراد ہیں جو اس موضوع پر سوچتے ہیں۔ ہمارے کتنے دینی مدرسے ہیں جو اپنے دائرہ کار میں اس اہم موضوع کو شامل رکھتے ہیں۔ مدارس کے ذمہ دار دل سے فیصلے کے دن ... ضرور سوال ہوگا کہ تم نے مسلمانوں کی اصلاح و تعلیم کے لئے ہزاروں مدارس تو قائم کئے سینکڑوں انجمنیں بنائیں۔ جماعتیں اور تحریکیں شروع کیں۔ مگر غیر مسلم بھائیوں تک رشد و ہدایت پہنچانے کیلئے کیا جتن کئے — کیا انتظام کیا — کیا ہمارے پاس اس سوال کا کوئی دل لگتا اور تسلی بخش جواب ہے۔ پوری قوم اور پورے ملک کو رہنے دیجئے۔ صرف عمر آباد کے بارے میں بتایئے کہ ہم سے دعوت و تبلیغ کا کونسا کام یہاں انجام پایا۔ یاد رکھئے کہ دعوت اصلاح کیلئے تعلیم اور زبان سے واقفیت ہی سب کچھ نہیں۔ درد و خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ اسلام سے محبت اور آخرت میں جوابدہی کا تصور اور جزاء و سزا کا یقین ہی آدمی کو دعوت پر آمادہ کرتا ہے۔ ہماری تعلیم و تربیت اس لئے ہوئی ہے کہ ہم اس پیغام کو اللہ کے بندوں تک پہنچائیں۔ ہمارے مخاطب بگڑے اور بھٹکے ہوئے مسلمان ہوں گے اور اسلام سے ناواقف غیر مسلم بھی۔ مسلمان میں جو بدعات و خرافات ہیں۔ عقائد میں جو بگاڑ اور فساد ہے روزمرہ کے کاموں میں جو غلط رسوم رائج ہیں۔ ان سب کی اصلاح کا کام حکمت علم اور دلائل کے ساتھ۔ خیر خواہی اور جذبہ اخلاص کے ساتھ کریں۔ تمام باتوں سے خود کو بچائیں۔

گدھا

گدھا ایک بوجھ اُٹھانے والا جانور ہے اور بعض ان میں بہت تیز رفتار ہوتے ہیں جتی کہ اچھے اچھے گھوڑوں سے بھی آگے نکل جاتے ہیں جس راستے سے ایک بار گذر جائے پھر وہ راستہ نہیں بھولتا اور اس کی عجیب بات یہ ہے کہ شیر اگر اسے کہیں دور سے بھی نظر آجائے تو ڈر کے مارے وہیں گر جاتا ہے۔ لوگوں نے اپنی اپنی اغراض کے مطابق اس کی مدح و ذم میں مختلف اقوال گھڑ رکھے ہیں۔ چنانچہ خالد بن صفوان اور فضل بن عیسےٰ دونوں گدھے کی سواری پسند کرتے تھے اور گھوڑے کی سواری پر اُسے ترجیح دیتے تھے۔ ایک دفعہ خالد کو بصرے کا ایک رئیس ملا۔ جب کہ خالد گدھے پر سوار تھا تو اس رئیس نے کہا۔ اے ابن صفوان! یہ کیا؟ تو خالد بولا گدھا بڑا اچھا جانور ہے۔ بوجھ اُٹھاتا ہے۔ مشکل راستوں میں چلا جاتا ہے۔ بیار کم پڑتا ہے اور علاج اس کا سستا ہے؟ اور مجھے متکبر بننے سے روکتا ہے اور ابن عیسیٰ سے کسی نے پوچھا کہ تم کیوں گدھے پر سوار ہوتے ہو؟ تو اس نے بتایا کہ گدھے پر محنت کم کرنی پڑتی ہے اور کام زیادہ لیا جاسکتا ہے۔ ایک اعرابی نے اس کا معارضہ یوں کیا کہ گدھا سراپا عیب ہے۔ آواز اس کی مکروہ ہے۔ نہ یہ خون بہا میں دیا جائے اور نہ عورتوں کے مہر میں مقرر کیا جائے۔

تجربے اس کی دُم میں کوئی پتھر باندھ دیا جائے تو ہینگے گا نہیں۔ اس کے ناخن یا (کھُر) کی انگوٹھی بنا کر مرگی کے مریض کو پہنا دی جائے تو مریض اچھا ہو جائے گا۔ اس کے ماتھے کی کھال کا ٹکڑا بچے کے گلے میں ڈالنے سے بچہ ڈرتا نہیں۔ اس کی لید پر سرکہ چھڑک کر اسے نکسیر کا مریض سونگھے تو نکسیر بند ہو جاتی ہے جس شخص کو بچھو کاٹ لے وہ اگر گدھے پر اس طرح بیٹھ جائے کہ اس کا مونہہ اُس کی دم کی طرف ہو تو ساری درد گدھے میں منتقل ہو جائے گی اور سوار کو آرام آجائے گا۔

تعبیر گدھے کو خواب میں دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ کوئی سفر درپیش آئے گا یا اس بات کی کہ رزق ملے گا اور یا اس بات کی کہ اچھا بیٹا ملے گا۔

حکم حرام ہے۔
(حیوۃ الحیوان صفحہ ۲۱۲ ج ۱)

ہمارا تبصرہ
- جو غریب شخص محنت و مشقت کرنے کا عادی ہو وہ بڑے بڑے کاہل امیروں سے اچھا ہے۔
- صراط مستقیم جسے یاد نہیں۔ اس سے ایک گدھا ہی اچھا جو اپنی راہ نہیں بھولتا۔
- فرعون مزاج اور شداد صفت افراد سے گدھا سو فیصدی بہتر ہے۔ جو نہ خود متکبر ہے اور نہ اپنے سوار میں تکبر پیدا ہونے دیتا ہے۔
- جس طرح گدھا شیر کو دیکھے تو ڈر کے مارے وہیں گر جاتا ہے۔ اسی طرح روزہ خور رمضان شریف کا چاند دیکھے تو وہیں بیمار ہو کر چارپائی پر گر جاتا ہے۔

کتا

کتا بڑا صابر اور وفادار جانور ہے۔ نہ یہ درندہ ہے اور نہ چوپایہ پورا درندہ ہوتا تو انسان سے مانوس نہ ہوتا۔ اور اگر پورا چوپایہ ہوتا تو گوشت نہ کھاتا۔ کتیا کے ہاں جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ اندھے پیدا ہوتے ہیں۔ بارہ دن کے بعد اُن کی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ دیکھنے لگتے ہیں۔ کتے میں کسی چلنے والے کے نشانات پا کو پہچاننے اور بُو سُونگھنے کی جو خاصیت پائی جاتی ہے۔ وہ کسی دوسرے جانور میں نہیں۔ مُردار کا گوشت نہیں کھاتا ہے۔ یہ اپنے مالک کا پہرہ دیتا ہے۔ اس کے گھر کی حفاظت کرتا ہے اور اسی خاطر رات بھر جاگتا ہے۔ اور اسی لئے یہ صبح کو سوتا ہے۔ کیونکہ رات بھر کا جاگا ہوا ہوتا ہے اور صبح کو پہرے کی ضرورت نہ سمجھ کر اپنی نیند پوری کرتا ہے اور یہ اپنی نیند میں بھی بہت زیادہ سننے والا اور چوکنا ہوتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ معزز اور وجاہت والے انسان کی عزت کرتا ہے۔ اُسے نہیں بھونکتا اور بسا اوقات اس کے لئے راستہ چھوڑ دیتا ہے اور ایک طرف ہو جاتا ہے اور سیاہ اور پھٹے پُرانے کپڑے پہنے والوں اور کمزور و مفلوک الحال کو دیکھ کر

بھونکتا ہے اور اس کی طبیعت میں سکینی و عاجزی اور رضا و تسلیم داخل ہے۔ اسے چاہے کتنا بھی ماریئے بلانے پر دُم ہلاتا ہوا پھر آجاتا ہے۔ بسا اوقات اس کا مالک اس سے کھیلے تو یہ محبت سے اپنے مالک کو اس طور سے کاٹتا ہے کہ جس سے مالک کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسے جو سکھایئے سیکھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے سر پر اگر شمع رکھیئے اور سامنے روٹی ڈالئے تو اسی طرح ساکن کھڑا رہے گا اور روٹی کی طرف ہرگز التفات نہ کرے گا جب تک اس کے سر پر شمع رہے گی۔ اسی طرح کھڑا رہے گا اور جب اس کے سر پر سے شمع اُٹھالی جائے تو فوراً روٹی کی طرف لپکے گا۔ رات کو اگر کتا کسی انسان پر بھونکے تو انسان اگر بیٹھ جائے تو کتا واپس چلا جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ انسان نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے۔ ایک مخصوص موسم میں کتے کو مرض جنون بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ آنکھیں اس کی سُرخ ہو جاتی ہیں، کان لٹک جاتے ہیں، منہ سے لعاب اور ناک سے رطوبت کثرت کے ساتھ بہنے لگتی ہے پیٹھ ٹیڑھی ہو جاتی ہے اور بڑا مغموم و پریشان نظر آتا ہے۔ گویا نشہ میں ہے۔ بھوکا ہو تو کھاتا نہیں پیاسا ہو تو پیتا نہیں۔ بلکہ پانی کو دیکھ کر ڈرتا ہے اور بعض اوقات پانی کو دیکھ کر مر جاتا ہے اور اگر غفلت میں کسی کتے کے پاس وہ آ پہنچے، تو وہ تندرست کتا اس کے آگے جھک جاتا ہے اور تواضع و عجز کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ یہ دیوانہ کتا اگر کسی انسان کو کاٹ لے تو وہ انسان بھی پانی سے ڈرنے لگتا ہے۔ پانی پینا چاہے تو نہیں پی سکتا۔ پیشاب کرے تو پیشاب میں چھوٹے چھوٹے کتے نظر آنے لگتے ہیں اور یہ انسان بھی کتے کی طرح بھونکنے لگتا ہے۔ ایک خچر سوار جا رہا تھا کہ دیوانے کتے نے خچر کو کاٹ لیا۔ خچر نے سوار کو کاٹ لیا تو سوار کو بھی یہ مرض ہو گیا۔

حکایت اصفہان میں ایک شخص نے ایک شخص کو قتل کر دیا اور پھر اُسے ایک گڑھا کھود کر دفن کر دیا۔ مقتول کا ایک کتا تھا جس نے یہ سارا واقعہ دیکھ لیا تھا۔ وہ کتا ہر روز اس گڑھے پر جاتا اور اوپر سے مٹی کھودتا تھا۔ اور قاتل کو جب بھی دیکھتا اُسے کاٹنے کو دوڑتا اور بھونکتا تھا۔ لوگوں نے اس کتے کو متواتر اسی طرح کرتے دیکھا تو اس جگہ کو کھودا، تو وہاں سے مقتول کی نعش نکل آئی اور قاتل پکڑا گیا اور سختی کے ساتھ پوچھنے پر اُس نے اقبال جرم کر لیا۔ یہ اس کتے کا کمالِ وفا تھا کہ اس نے اپنے مالک کے قاتل کو پکڑوا کر ہی چھوڑا۔

ایک حکایت حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر ملی کہ ورا النہر میں ایک صاحب کے پاس احادیث ہیں۔ حضرت امام احمد اُن احادیث کو سُننے کے لئے وہاں پہنچے۔ آپ جب وہاں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وہ صاحب ایک کتے کو روٹی ڈال رہے ہیں۔ حضرت امام احمدؒ نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر پھر کتے کو روٹی ڈالنی شروع کر دی اور ان کی طرف توجہ نہ کی۔ حضرت امام احمد نے دل میں سوچا کہ یہ اچھے آدمی ہیں کہ کتے کی طرف تو رغبت ہے اور مجھ انسان کی طرف خیال ہی نہیں کر رہے۔ وہ صاحب کتے کو جب روٹی کھلا کر فارغ ہوئے تو امام احمد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے، شاید آپ دل میں یہ سوچ رہے ہیں کہ میں کتے کی طرف تو متوجہ ہوں اور آپ کی طرف میرا خیال نہیں۔" امام احمد نے جواب دیا۔ ہاں! یہی سوچ رہا تھا۔ اُنھوں نے کہا سُنئے۔

حدثنی ابو الزناد عن الاعرج عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من قطع رجاء من ارتجاه قطع اللہ منه رجاءه یوم القیامة۔

"یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس کوئی اُمید لیکر آئے اور وہ اس کی اُمید پور[illegible] تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی بھی امید پوری نہ کرے گا۔"

تو اے جناب! یہ کتا میرے پاس اُمید لے کر آیا تھا۔ تو میں اگر اُس کی اُمید پوری کر کے اسے واپس نہ بھیجتا تو مجھے ڈر تھا کہ قیامت کے روز کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا میری اُمید بھی پوری نہ کرے۔ حضرت امام احمدؒ فرمانے لگے بس مجھے یہی ایک حدیث کافی ہے۔ اور واپس آگئے۔

تجربے کتے کا گوشت اُس کی چربی کے اوپر ہوتا ہے۔ برخلاف بکری کے گوشت کے اس کی چربی گوشت کے اوپر ہوتی ہے۔ اگر کسی بکری کے بچے کو کتیا کے دودھ سے پالا جائے تو اس بکری کا گوشت بھی ویسے ہی ہو جائے گا۔ کسی کالے کتے کی زبان جو شخص اپنے ہاتھ میں رکھے گا۔ کوئی کتا اُس پر حملہ نہ کرے گا۔ کسی کتے کے کان کا ٹکڑا جو شخص اپنے ہاتھ میں رکھے گا۔ سب کتے اس کے تابع ہو جائیں گے، حتیٰ کہ وہ کتا بھی جس کے کان کا ٹکڑا لیا گیا ہو۔ کتے کا دانت اگر بچے کے گلے میں ڈالا جائے تو بچے کے دانت آسانی سے نکل آئیں گے۔

تعبیر کتے کو خواب میں دیکھا کہ اُس نے کاٹ لیا ہے تو دشمن سے تکلیف پہنچے گی یا بیماری آئے گی۔ اور اگر شکاری کتا خواب میں دیکھا تو یہ رزق ملنے کی علامت ہے۔ خواب میں دیکھا کہ کتے نے کپڑے پھاڑ دیئے ہیں تو کوئی بیوقوف اس کی غیبت کرے گا۔ اگر کتا بھونکتا ہوا دیکھا تو گھر کا کوئی آدمی جھگڑا کرے گا۔

حکم حرام ہے۔ (حیوۃ الحیوان ص۲۲۳-۲۵۱)

(عجائب المخلوقات ص۲۲۹ ج۔۲)

ہمارا تبصرہ • اشرف المخلوقات انسان اس ارذل مخلوق کتے سے کئی سبق حاصل کر سکتا ہے۔

• کتے کو جس در سے دو لقمے مل جائیں وہ اس در کا ہو رہتا ہے اور مالک کا انتہائی وفادار رہتا ہے۔ پھر جو برائے نام انسان عمر بھر اپنے اللہ کا رزق کھا کر اس کا در چھوڑ دے اور اس کے احکام کی پیروی نہ کرے تو ایسا انسان نام کا انسان ہے۔ اس سے لاکھ درجے کتا اچھا۔

• کتا رات بھر اپنے مالک کی خاطر جاگتا اور پہرہ دیتا ہے۔ پھر جو انسان اپنے اللہ کی خاطر رات کو نہ جاگ سکے عشاء کی نماز چھوڑ کر ساری رات سو کر بھی فجر کی نماز کے لئے نہ اُٹھے اور اگر جاگے بھی تو اللہ کے لئے نہیں بلکہ سنیما دیکھنے کے لئے جاگے۔ تو سوچئے کہ وہ انسان کیا انسانی کہلانے کا مستحق ہے۔

• کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا مُردار کا گوشت کھانے کے برابر ہے اور یہ گوشت بعض لوگ بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔ سوچئے کہ ایسے لوگ کون ہیں؟

• آج کل عزت محض ظاہری وجاہت کی کیجاتی ہے۔ غریب اور مفلوک الحال افراد کو دیکھ کر سب ہنستے ہیں اور یہ انسانی وصف نہیں۔

• کتے کے سر پر شمع رکھ کر سامنے روٹی ڈالئے تو وہ روٹی کی طرف ہرگز نہ لپکے گا۔ مگر اس انسان کو کیا کہئے کہ جس کے سر پر رمضان شریف کی شمع رکھی جائے تو وہ اس شمع کو پھینک کر روٹی کی طرف لپکتا ہے۔

• بعض انسانوں کو دولت کے موسم میں مرض تکبر بھی لاحق ہو جاتا ہے اور یہ بڑا برا مرض ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ انسان اکڑ جاتا ہے۔ اور ایسا اکڑتا ہے کہ بیٹھ کر پیشاب بھی نہیں کر سکتا۔ آنکھیں (کھوپڑی کر) سُرخ ہو جاتی ہیں۔ سچی بات سننے سے کان بند ہو جاتے ہیں۔ زبان کا لہجہ بدل جاتا ہے۔ دین و مذہب کے خلاف منہ سے ناپاک رطوبت بہنے لگتی ہے اور دین مذہب کے نام سے بھی ڈرتا ہے۔ پیٹھ اس قدر اکڑ جاتی ہے جس سے رکوع و سجود ہو سکنے کا احتمال ہی نہیں رہتا۔ گردن بھی اکڑ جاتی ہے کہ کسی غریب کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ بھوکا نہ بھی ہو تو بھی کھاتا ہے اور جو چیز کھانے کے لائق نہیں وہ بھی کھاتا ہے۔ پانی بھی پیتا ہے اور بھی بہت کچھ پیتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات اتنا کھاتا پیتا ہے کہ بیمار پڑ جاتا ہے غریب بچارے اس سے دور رہتے ہیں۔ اور کسی غریب کا سامنا ہو بھی جائے تو غریب بچارا جھک جھک کر سلام کرتا ہے۔ دین و مذہب کے خلاف اس کے منہ کی رطوبت اگر کسی دوسرے کو بھی لگ جائے تو وہ بھی ویسا ہی ہو جاتا ہے اور اسی طرح کی گفتگو کرنے لگتا ہے۔

عورتوں سے متعلق حکماء کے تذکرے

محمد ابن سیرینؒ سے کسی نے عورتوں سے متعلق سوال کیا۔ تو آپ کا جواب یہ تھا۔

"یہ عورتیں فتنوں کے دروازوں کی کنجیاں ہیں اور رنج و غم کا خزانہ ہیں۔ اگر عورت تیرے ساتھ کوئی بھلائی کرے گی تو احسان میں ضرور مبتلا رہے گی۔ تیرے راز کو فاش کر دے گی اگر تو اس کو کسی کام کا حکم دے گا تو اس کو ٹال دے گی اور تیرے غیر کی طرف مائل ہو جائے گی۔

کسی اور کا قول ہے۔

عورتیں رات کی خوشبو ہیں اور دن کا کانٹا ہے کسی عقل مند آدمی کو اس کے دشمن کی موت کی خبر دی گئی تو اس نے کہا اگر تم یہ خبر سناتے کہ میرے دشمن نے شادی کر لی ہے تو میں زیادہ خوش ہوتا۔ کیونکہ مرد کیلئے شادی موت سے بھی زیادہ بُری ہے۔

کسی حکیم نے کہا تھا کہ۔

جہالت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اور عورت سے بڑھکر کوئی بُرائی نہیں ایک فلسفی کا قول ہے۔

عورتوں پر بھروسہ کرنے والا احمق ہے۔ عورتوں سے مشورہ کرنا نادانی ہے۔ عورتوں سے دل لگانا پاگل پن کی علامت ہے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دنیا کی نعمتوں میں سب سے اچھی نعمت عورت ہے۔ آپؐ نے ایک مجلس میں عورت کو آبگینہ قرار دیا۔ آپ نے اپنی تعلیمات میں عورتوں کے لئے خصوصی رعایت رکھیں اور آپؐ نے آخری خطبے میں ان کے حقوق کی ادائیگی کی وصیّت کی۔

گھوڑے تین ۳ قسم کے ہوتے ہیں

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ نمبر ایک رحمٰن کے لئے نمبر ۲ انسان کے لئے اور نمبر ۳ شیطان کے لئے۔ رحمٰن کے لئے وہ گھوڑا ہے جس کے ذریعہ ارباب باطل سے جہاد کیا جائے۔ انسان کے لئے وہ گھوڑا ہے جس پر سواری کی جائے اور شیطان کے لئے وہ گھوڑا ہے جس کے ذریعہ بازی لگائی جائے۔

ایمان والو سوچو!

اوّل :۔ کہ انسان گناہ کرنے کے بعد سزا سے نہیں بچ سکتا؛

دوم :۔ کہ گناہ کی نوعیت کچھ ہوتی ہے اور سزا کی صورت کچھ اور

ہم مسلمانوں میں اللہ کی رحمت و مغفرت کا نہایت غلط تصور رائج ہے ہم یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہمارا کام گناہ کرنا ہے۔ اور اللہ کا کام معاف کرنا، اگر آپ کا ملازم یا بیٹا گناہ پہ گناہ کرتا چلا جائے تو کیا آپ اسے مسلسل معاف کرتے چلے جائیں گے۔ اور کوئی سزا نہیں دیں گے اگر ہماری عدالتیں مجرموں کو معافی دینا شروع کر دیں تو پھر انتظام ملک کیسے برقرار رہے گا، مانا کہ خدا مہربان ہے لیکن عفو و درگذر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آخر ماں باپ بھی کسی نہ کسی مرحلے پر تنگ آکر بچے کو گھر سے نکال دیتے ہیں، ایسی سیکڑوں مثالیں ہمارے سامنے ہیں تو پھر خدا سے یہ کیوں توقع رکھی جائے کہ وہ مجرم کو کبھی سزا نہیں دے گا۔ اگر یہ درست ہے کہ خدا عادل ہے تو پھر اس کا فرض ہے کہ وہ انصاف کرے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ وہ رحیم بھی ہے تو پھر ہم کیسے مان لیں کہ وہ اس غریب کے ساتھ ہمدردی نہیں کرے گا، جسے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہو، یا اس یتیم پر رحم نہیں کھائے گا جس کی جائداد دیگر ورثاء نے زبردستی چھین لی ہو، یا اس داد خواہ کی اعانت نہیں کرے گا جس کے کپڑے اہل کاروں نے عدالت میں اتار لیے ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ ان تمام ڈاکوؤں، راشیوں اور ظالموں کو محض اس لیے معاف کر دے گا کہ انکی شانِ غفور الرحیمی میں فرق نہ آنے پائے خواہ دنیا کا انتظام تباہ ہو جائے کائنات مظلوموں کی چیخوں اور فریادوں سے لبریز ہو جائے اور بے کس لوگ چلا اٹھیں کہ اس ارض و سما میں کوئی خدا موجود نہیں اور اگر ہے تو وہ نہایت سنگدل، بے رحم، بے انصاف اور مظلوم کُش واقع ہوا ہے۔ مت بھولو کہ کائنات کا رب بے حد عادل و رحیم واقع ہوا ہے اس کی طاقتیں بے پناہ ہیں، اس کے پاس جزا و سزا کے لاکھوں صورتیں ہیں اس کے پاس عزتیں بھی ہیں اور ذلتیں بھی، بلندیاں بھی ہیں اور پستیاں بھی، جنتیں بھی ہیں اور دوزخیں بھی، مسرتیں بھی ہیں اور تلخیاں بھی، دعائیں بھی ہیں اور جفائیں بھی، گھٹائیں بھی ہیں اور بجلیاں بھی، امواج نسیم بھی ہیں اور طوفان بھی، تھپکیاں بھی ہیں اور زلزلے بھی جنت بھی ہے اور جہنم بھی، وہ ہر شخص کو وہ چیز دیتا ہے جس کے وہ قابل ہو یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اس کی حمد و ثنا کی گیت گاتا ہوا اس کے سامنے آئے اور وہ اس کے منہ پر تھپڑ رسید کر دے۔ یا ایک ظالم و سنگ دل ڈاکو کو جس کی تلوار سے بیکس بچوں اور عورتوں کا لہو ٹپک رہا ہو، منصب نبوت پر فائز کر دے۔ یہ اندھیر گردی تو کسی بڑے فرمانروا کی قلمرو میں بھی نہیں ہو سکتی تو پھر اللہ کی طرف اس دھاندلی کو کیسے منسوب کر سکتے ہیں، ذرا کائنات کی طرف ایک نظر اٹھا کر دیکھو کہیں کوئی بد نظمی ہے؟ کبھی آپ نے بیر کے پیٹ سے ہاتھی پیدا ہوتے دیکھا؟ کبھی آگ کے ساتھ آم لگے؟ کبھی سردیوں میں بہار آئی؟ اگر ان میں سے کبھی کوئی بات نہیں ہوئی اگر تم نے کائناتی نظام میں کوئی فتور اور خلل کبھی نہیں دیکھا پھر تم کیسے یہ تسلیم کرتے ہو کہ انسانی معاملات میں خدا عدل و انصاف سے کام نہیں لیتا ایک آدمی پہلے چوری کرتا ہے پھر زنا پھر قتل پھر دوسرا قتل۔ اس کے بعد ساری بستی کو قتل کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نہ صرف چپ چاپ دیکھتا رہتا ہے بلکہ اسے بلا کر کہتا ہے شاباش بہادر تو جوان خون بہائے جا عصمتیں لوٹے جا۔ آگ لگائے جا۔ جو جی میں آئے کیے جا۔ میں غفور الرحیم ہوں۔ میری رحمتیں اور مغفرتیں تیرے ساتھ رہیں گی، اے رشوت کھانے والو، خیانت کرنے والو، تحصیلداروں سے مل کر سرکاری خزانوں میں ڈاکہ ڈالنے والو۔ اے بے گناہوں پر جھوٹے مقدمے بنانے والو۔ اے دنیا کو آزار دینے والو۔ عصمتوں کے دامن چیرنے والو۔ اے شرابیو جواریو غنڈو اور لفنگو، کیا تم سب کا تصور اللہ کے متعلق یہی ہے، یقیناً یہی ہے، تم نے کسی واعظ سے، کسی واعظ سے جو بے ایمانوں اور جھوٹوں کو خدائی رحمت کی بشارات سناتا ہے اور غنڈوں کو جنت کے سبز باغ دکھاتا ہے سن لیا ہو گا۔ کہ خدا غفور الرحیم ہے اور تم بدکاری میں از سرتاپا ڈوب گئے۔ ورنہ اگر تمہیں ایک لمحے نے بھی خیال آتا کہ وہ بدکار کو بھوک بیماری، مصیبت، خوف، غم یا ماتم کی صورت میں بے دھڑک سزا دیتا ہے تو تم ہر بدی سے پہلے لو بھر ضرور سوچتے۔ بات یہ ہے کہ غلط عقائد و تصورات کی دیواریں تمہاری نگاہ کے سامنے حائل ہیں اسی لیے تمہیں نہ بدکاروں کا انجام نظر آتا ہے، نہ خدا دکھائی دیتا ہے اور نہ اس کے نظام جزا و سزا کو تم دیکھ سکتے ہو۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

(یٰسین)

(ہم نے ان کے آگے پیچھے دیواریں کھڑی کر دیں۔ اور انہیں ڈھانپ لیا کہ اب وہ دیکھ ہی نہیں سکتے۔)

حیرتناک شعبدے

- جو شخص ہد ہد کا خون خشک کر کے رات کو آنکھوں میں لگائے وہ بغیر روشنی کے پڑھ سکتا ہے۔
- انڈے کی سفیدی، شب یمانی اور نمک کو باہم تحلیل کر کے کپڑے پر مل لیں پھر اس کپڑے کو آگ میں ڈال دیں۔ کپڑا نہیں جلے گا۔
- کبوتر کے پیشاب سے جو عبارت لکھی جائے گی وہ دن میں ہرگز نہیں پڑھی جائے گی اور رات کو بغیر روشنی کے پڑھی جائے گی۔
- جنگلی مینڈک کی چربی پاؤں کے انگوٹھے سے ایڑی تک لگائیں۔ اور تین بار لگا کر آگ پر اپنا پاؤں رکھ دیں۔ پاؤں نہیں جلے گا۔
- کافور اور ہرا دھنیا پانی میں گھس کر اس کا لیپ کپڑے پر کر دیں ـــــ اس کے بعد اس کو آگ میں ڈالیں۔ کپڑا ہرگز نہیں جلے گا۔
- جیسے ہی مرغی انڈا دے اس کو اٹھا کر سرکے میں ڈال دیں اور اس سرکے میں تھوڑا سا نوشادر بھی ملا لیں۔ چند دن میں یہ انڈا اتنا نرم ہو جائے گا کہ آپ اس کو آسانی سے بوتل میں اتار سکتے ہیں۔ بوتل میں اترنے کے چند گھنٹوں کے بعد انڈا اپنی پہلی والی حالت پر آجائیگا۔ دیکھنے والوں کو یہ تعجب ہو گا کہ انڈا بوتل میں کس طرح اتار گیا ـــــ جب کہ بوتل کا منہ بہت چھوٹا ہوتا ہے۔
- چراغ کی دو بتیاں سفید ریشمی کپڑے کی تیار کریں ـــ ایک بتی کو بکری کی چربی سے تر کریں اور دوسری کو بھیڑیے کی چربی سے تر کریں اس کے بعد چراغ میں کوئی سا بھی تیل ڈال کر انہیں جلائیں۔ دونوں چراغ آپس میں لڑیں گے۔
- پیاز یا لیموں کے پانی سے کسی کاغذ پر کوئی صورت بنائیں یا کچھ لکھیں تو لکھا ہوا نظر نہیں آئے گا لیکن جب آپ اس کو کسی چیز سے آنچ دیں گے یا کسی بھی طرح گرمی پہنچائیں گے تو زرد رنگ میں یہ لکھا ہوا ابھر آئے گا۔ اور صاف صاف پڑھا جائے گا۔
- دودھ میں نوشادر ملا کر اگر سفید کاغذ پر کچھ لکھیں گے تو نظر نہیں آئے گا۔ لیکن آنچ دینے سے کالے رنگ میں حروف ابھر آئیں گے۔
- اگر پھوارے اور رتی کو پیس کر پھر باہم ان دونوں کو پانی میں ملا کر اس سے کچھ لکھیں تو کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ لیکن آنچ دینے کے بعد گہرے سرخ رنگ میں حروف ابھر جائیں گے۔

کس قیامت کے یہ نامے مرے نام آتے ہیں

روحانی ڈاک طلسماتی دنیا کی روح

محترم جناب ایڈیٹر صاحب "طلسماتی دنیا" ـــــ تسلیمات
امید واثق ہے کہ مزاج گرامی شگفتہ ہوں گے!
ماہ جون ۱۹۹۶ء کا شمارہ دلنواز ہوا پڑھ کر دل کو فرحت حاصل ہوئی اور مسرت اس بات پر ہوئی کہ آپ نے میری تحریر کا بھرم رکھ کر سرورق کو شیطانی تصاویر سے پاک رکھا جس کیلئے میں آپ کا اور رانش عامری صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں اس بار حقیقت میں سرورق جانب نظر ہے اور معلومات میں معاون بھی کیونکہ گزشتہ شماروں میں آپ نے ہد ہد کے بیشمار فوائد سے قارئین کو آگاہ کیا تھا۔ مگر ہد ہد کیا ہے اس سے بیشتر لوگ ناواقف تھے۔ چونکہ یہ شمارہ عالمی سطح پر اپنا منفرد رکھتا ہے اور ہر جگہ ایک چیز کے کئی کئی نام ہوتے ہیں ایسی جگہوں پر عامری صاحب کی پینٹنگ مشعل راہ بنکر نمودار ہوئی اور لوگوں کے تجسس کو یقین میں تبدیل کر دیا کہ یہی وہ ہد ہد ہے جس کی مدح سرائی ہاشمی صاحب کیا کرتے تھے۔

عامری صاحب سے امیدیں وابستہ ہیں کہ آئندہ بھی آپ ایسی ہی پینٹنگ کو ترجیح دیں گے جس سے عامۃ المسلمین کو گوناگوں فائدہ فراہم ہو۔!

اس شمارے میں کچھ باتیں مجھے قابل اعتراض نظر آئیں۔ امید ہے آپ بھی متفق ہوں گے۔ اوّل تو یہ کہ روحانی ڈاک "طلسماتی دنیا" کی روح ہے۔ اس میں بھی لوگ بے سر پیر کے سوالات وہ بھی بڑے طویل عریض لکھ مارتے ہیں۔ جس سے عوام الناس کو کوئی فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔ فضول میں ایک دو صفحہ ہضم کر لیتا ہے۔ مثلاً اسکوٹر چوری، کیا ایسا ہوتا ہے، افلاطون کے رشتہ دار، حسد کا کوئی علاج نہیں وغیرہ۔

ان سوالات کے تحت جو لکھا گیا ہے بالکل بے معنی مجبوراً جواب بھی سوال کے اعتبار سے دینا پڑتا ہے۔ اور طلسماتی دنیا کے حسن میں فرق آجاتا ہے۔

دوم: ریشمی رومال تحریک انیس سہروردی کی تحریر جس کا نہ کوئی سر ہے۔ نہ پیر حالانکہ ریشمی رومال تحریک ایک جیتی جاگتی حقیقت ہے۔ یہ بالکل اسی طرح درست ہے جس طرح شمس دقر اس کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ کوئی کسی گاؤں کی کہانی ہو۔ شروعات بڑے اچھے ڈھنگ سے کی گئی۔ مگر آخر میں ایسا اُٹھا کے پٹخ دیا کہ تحریر کی ایسی کی تیسی ہو گئی۔ قارئین کے سامنے کئی سوالات چھوڑ جاتی ہے کہ کیا یہ تحریک ناکام ہو گئی۔ کیا ان مجاہدین نے اتنا ہی کام کیا ہے کیا یہ دوبارہ یہ تحریک نہیں اُٹھائی گئی وغیرہ وغیرہ۔ مجھے امید ہے کہ ہاشمی صاحب ایسی لغو تحریروں کو اس معیاری رسالے سے دور رکھیں گے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ اس معیاری رسالے کو ایسی تحریر کے بھینٹ نہیں چڑھنے دیں گے اس سے "طلسماتی دنیا" کے حسن میں مزید چار چاند لگ جائیں گے۔ دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ "طلسماتی دنیا" کو اور عروج مرحمت فرما۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

ـــــ زلیخا رفیقی ـــــ
ـــــ مقام عیراتی پوسٹ ضلع کھیری ـــــ
ـــــ ۲۶۲۹۰۳ ـــــ

تین طلسماتی کہانیاں ضرور چھاپیں

مکرمی جناب حسن الہاشمی صاحب ـــــ دامت برکاتہم
خواہش یہ ہے کہ آپ طلسمی کہانی کم سے کم تین عدد ضرور چھاپا کریں۔ اور اس کے لئے چاہے دیگر مضامین مختصر ہو۔ کیوں نہ ہو جائیں۔ کیوں کہ مجھے طلسمی کہانیاں تفریح کے طور پر بہت ہی زیادہ پسند ہیں۔ اور میں طلسماتی دنیا شروع ہی سے پوری کوشش سے حاصل کر کے پڑھتا آیا ہوں۔ بقیہ مضامین بھی مجھے پسند ہیں۔ مگر کہانیوں کی بہ نسبت کم اور بھائی ابن العربی صاحب کو میرا اسلام عرض ہے۔ اور میں ایک مشورہ عرض کر رہا ہوں امید ہے قبول فرمائیں گے۔ میں بدعتی تو نہیں ہوں۔ مگر بدعتی حضرات کی نس نس کا ماہر ہوں۔ اس لئے کہتا ہوں کہ بدعتیوں کا دل و دماغ دونوں پر مہر ثبت ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ کسی بھی تحریر و تقریر طنز و مزاح کا پیار خلوص کا اثر اس طرح قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ جیسے پتھر پر بوس و کنار بے اثر ہوتا ہے اس لئے میں ابن العربی بھائی اگر اس قوم کو نظر انداز ہی کر دیں تو بہتر ہوگا اور ایک بات تو سولہ آنے سچ ہے کہ آپ کا طلسماتی دنیا بغیر پڑھے پیٹ کا درد اور مروڑ دور ہی نہیں ہو سکتا چاہے چوری کر کے پڑھیں۔ اور آپ حضرات اطمینان رکھیں کہ بدعتی حضرات بھی آپ کا ماہنامہ پڑھتے ہیں لکھنے میں جو غلطیاں ہو گئی ہوں اس کو معاف فرما دیں گے آگے انشاء اللہ اور خط روانہ کروں گا بقیہ سب خیریت ہے
محمد احمد اعظمی سرائے میر اعظم گڑھ

تصویر میں کیا حرج ہے؟

محترم حسن الہاشمی صاحب مدیر طلسماتی دنیا دیوبند
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آپ کی خیریت خداوند کریم کی درگاہ سے نیک چاہتا ہوں۔

جناب عالی! جون ۹۶ء کا طلسماتی دنیا ہاتھ میں آیا تو سب سے پہلے سرورق پر نظر پڑی۔ میں سمجھا کہ سرورق کی مناسبت سے اس ماہ حیوانات پر مضامین پڑھنے کو ملیں گے۔ مگر اندرونی صفحات کو سرسری طور سے آخر تک دیکھ ڈالا تو یہ حسب سابق طلسماتی دنیا کا عام شمارہ ہی ہے۔

بیشتر رسالوں کے سرورق جو میرے مشاہدے میں آتے رہے۔ اُن ہی سے چند کے بارے میں کچھ عرض کروں تو مناسب رہے گا۔

ماہ عثمانی کا پرچہ تجلی دیوبند دینی تھا جس کا سرورق سادا ہوا کرتا تھا۔ مشمس فاروقی مرحوم کا پرچہ "آستانہ" دہلی ترجمان دین کا معتقد تھا۔ اس مناسبت سے اس کے سرورق پر درگاہوں، آستانوں کے عکس ہوتے تھے۔ شوکت علی فہمی کا پرچہ "دین دنیا" تاریخی تھا۔ اس کے سرورق پر مسلم سلاطین و خاتمین کی شبیہ ہوا کرتی تھیں۔

حافظ محمد یوسف دہلوی کا "شمع" دہلی فلمی پرچہ ہے۔ اس کے سرورق پر فلم میں اداکاری کرنے والیوں کی تصویریں ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر جی۔ پی بھونڈکے کا پرچہ "سائنس کی دنیا" دہلی۔ سائنسی پرچہ ہے۔ جس کے سرورق پر سائنسی ایجادات کے نمونے ہوتے ہیں۔ "شگوفہ" حیدرآباد شگوفہ کا حیدرآباد کی طرف سے طنز و مزاح کے شگوفے لئے ہوئے ہر ماہ شائع ہوتا ہے۔ جس کے سرورق پر مزاحیہ کارٹون ہوتے ہیں۔

اور اب یہ "طلسماتی دنیا" دیوبند جناب حسن الہاشمی صاحب کا پرچہ مافوق الفطرت ہستیوں کے تعلق سے واقعات و مضامین شائع کرتا ہے۔ اس کے سرورق پر غیر مرئی طاقت رکھنے والی ہیبتناک شبیہیں دکھائی جاتی ہیں۔ جو پرچہ کی مناسبت سے اور مضامین سے متعلق ہوتی ہیں۔ اس پر کسی کو کسی قسم کے اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

یوں تو جون ۱۹۹۶ء کے ہی شمارے میں ص۲۹ پر "مجاز" کے تعلق سے جو معلوماتی مشورے دیئے گئے ہیں وہ کونسے شرم و حیا کے دائرے میں آتے ہیں۔ کیا نیک بیویاں اس کے پہلے مشورے کو باپ بھائی یا بچوں کو سنا سکتی ہیں۔ جب ایسے اور اس قسم کے بیشتر مشوروں کے تعلق سے مسلسل زبان بندی رہی۔ تو پھر سرورق پر ہی اعتراض کیوں۔؟ ـــــ پسند نہ آئے تو سرورق پر کاغذ چڑھایا جا سکتا ہے۔ یا پھلوں کے نہ کھائے جانے والے چھلکوں کی طرح نکال کر پھینک دیا جا سکتا ہے ـــــ طلسماتی دنیا کے سرورق کی پشت تو ہمیشہ ہی سادا ہوتی ہے۔ کسی تحریر سے محرومی کا اندیشہ ہی نہیں۔

جون ۱۹۹۶ء کے طلسماتی دنیا کے سرورق کا طلسم سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ پہاڑ کس نے نہیں دیکھے؟ ایسے مناظر کہ چڑیاں اپنے بچوں کو دانہ کھلا رہی ہیں۔ ہم اپنے گھروں میں بیٹھے بیٹھے بیسیوں بار دیکھ لیتے ہیں اور ایسے پرندے چڑیا گھر میں سب ہی دیکھتے ہیں۔ اگر لوگوں کی سننے بیٹھیں گے تو..... سائنس داں راکٹ، سٹلائٹ، سورج چاند ستارے، سیاروں وغیرہ کو پیش کرنے کی گزارش کریں گے۔

پرستاران، قبور درگاہوں اور مزاروں کے عکس سے فیضیاب ہونے کا مشورہ دیں گے۔ تاریخ داں بادشاہوں، سرداروں کی شبیہ فخریہ طور پر پیش کرنے کی صلاح دیں گے۔

سیاسی بندے اپنے آقاؤں کی فوٹو چھاپنے کا حکم صادر فرمائیں گے۔ اور فلم والے فلمی پریوں کی بھڑکیلی تصاویر سے قارئین کی عاقبت روشن کرنے کی خواہش کا اظہار کریں گے۔

مارچ اپریل ۱۹۹۶ء کے ص۲۳ پر "زبان ابلیس" اس کتاب کے سرورق میری اُسی زمانے کی تصویر دیکھ لیجئے۔ اگر آپ بجائے اس تصویر کے پھولوں وغیرہ کا عکس اتار دیتے تو ہم کو کیا معلوم ہوتا کہ رانندہ درگاہ ہونے کے بعد ابلیس کا پیرہن رسوائی کیسا تھا۔؟

بہرحال محترم! آپ سے ادباً گزارش ہے کہ طلسماتی دنیا کی مناسبت سے سرورق اور مضامین کی مناسبت سے اندرونی صفحات پر شیاطین کی مختلف زاویوں سے جو اشکال آپ پیش کر رہے ہیں وہ برمحل ہیں۔ خوب ہیں اور قابل تحسین ہیں۔

یہ سلسلہ یوں ہی جاری رکھیئے۔ شکریہ۔

مزید یہ کہ مارچ اپریل ۱۹۹۶ء ص۱۱۳ کی تصویر دیکھا اور غور کیا کہ قبر میں عذاب کے فرشتے ہمارے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں تو.....؟

توبہ اللہ توبہ۔ تو ہمارے گناہ معاف فرما دے ہمیں عذاب قبر سے بچائے رکھ۔ آمین۔

فقط ـــــ صادق علی
مکان ۱-۲-۵۲۷ دودھ کوٹھ۔ حیدرآباد ۵۰۰۰۲۹۔

شاید طلسم ٹوٹ نہ جائے

بعد آداب کے عرض خدمت میں یہ ہے کہ ماہ جون کا طلسماتی دنیا میرے ہاتھ میں ہے۔ حضور یہ ہمارا رسالہ اس ماہ کچھ کمزور دبلا ہو گیا ہے۔ آپ لوگ اس کی صحت کا خیال نہیں رکھ رہے ہیں۔ کچھ دوستوں کا خیال یہ ہے کہ شاید طلسم ٹوٹ نہ جائے۔ حضور ہماری بات خراب ہو رہی ہے۔ ہم نے لوگوں کو طلسماتی دنیا دے کر اس بات پر راضی کیا کہ وہ اس رسالے کے خریدار بنیں اور فائدہ اٹھائیں۔ صفحات کی کمی کی شکایت ہے اور دوسری ایسی تحریر جو کوئی طلسم نہ دکھا سکے۔ وہ اس رسالے میں زیب نہیں دیتی۔ جیسے ریشمی رومال یا ایسی تحریر جو ابھی ایک یا دو ماہ پہلے تحریر کی گئی ہو۔ اس سے بہتر کوئی حدیث یا نصیحت آمیز کوئی بات لکھی جائے۔

اداریہ پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ یہ کوشش جاری رکھیئے۔ انشاء اللہ ایک دن اس کا اثر ہوگا۔ لوگوں نے اس تحریر کو بہت پسند کیا۔ جو کچھ لکھا گیا وہ آج ہو رہا ہے۔ میری اور میرے دوستوں کی طرف سے آپ کو پورا تعاون ہے۔ کچھ تحریریں ہم لوگوں کے پاس ہیں

کچھ نسخہ دیو ہیں جو چھوٹے ہوتے بھی بہت فائدے مند ہیں۔ کیا وہ بعد آزمائش کے طلسماتی دنیا میں چھپ سکتے ہیں۔ اگر کہیں تو تحریر کریں۔ ہم کو نام کی ضرورت نہیں شوق کو فائدہ ہو اور یہ رسالہ آسمان کی بلندیوں کو چھوئے ایک چند اور میں آپ کے نام کی نیو ٹیسٹ بھیج رہا ہوں۔ اس حقیر تحفے کو قبول فرمائیں۔ جوابی لفافہ حاضر ہے۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم کریں۔ آپ کے کام آجاؤں۔ یہ میرے لئے بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ ایک نقش گھر میں خیر و برکت اور گھر والوں سے لوگ محبت کریں۔ یوں تو آپ کے رسالے میں ایک سے بڑھ کر ایک نقش ہیں۔ مگر ہم مال کہاں سے لائیں۔ تین سال سے بے روزگار ہوں آپ کا بھیجا ہوا ایک عمل کیا تھا۔ اس کو دوبارہ شروع کروں گا۔

میں سعودی عرب جانا چاہتا ہوں۔ میرے ایک دوست وہاں ہیں۔ مگر جب بھی وہ مجھ کو بلانا چاہتے ہیں ان کو ہندوستان آنا پڑ جاتا ہے۔ ان کا نام عبداللطیف ہے۔ کوئی عمل جو آسان بھی ہو تحریر کریں۔

بڑی مہربانی ہوگی۔

آپ کا خادم

عبدالناصر ــــــ مراد آباد یوپی

اس رسالے کو تادیر قائم رکھئے

محترم و مکرم جناب ایڈیٹر صاحب ــــــ دامت فیوضکم علینا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید کہ مزاج بعافیت ہوں۔

الحمد للہ آپ کی دعا سے میں بھی خیریت سے ہوں۔ تحریر کرتے ہیں کہ آپ کا محبوب رسالہ "طلسماتی دنیا" مجھے بے حد اور نہایت ہی پسند آیا۔ اور مزید اس رسالے کی تعریف کیلئے میرے پاس اور کوئی الفاظ نہیں ہیں کہ میں بیان کروں۔

میں اس سے قبل دوسرے رسالے بھی مطالعہ کرتا خاتون مشرق، پاکیزہ آنچل، ہدیٰ، اسلامی ڈائجسٹ وغیرہ کے مطالعے میں وقت صرف کرتا تھا۔ میری مصروفیت تعلیم و تعلم ہے یعنی پڑھنے سے لیکر پڑھانے تک میرا فاضل اوقات میں گزرتا ہے۔

میں ایک مرتبہ اپنے ایک دوست سے ملنے آیا تو اچانک طلسماتی دنیا پر نظر پڑی اور بے اختیار اس محبوب رسالے کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اجمالی طور پر دیکھنا شروع کر دیا اور اندازہ لگانے کے بعد ان مذکورہ رسالوں سے یہ رسالہ مجھے بے حد پسند آیا۔ اور دوسرے ہی رسالے کتابوں کی دوکان سے خریدنے پر مجبور ہو گیا۔ اور اب میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اس رسالے کے علاوہ کسی رسالے کو مطالعے میں نہیں رکھوں گا ــــــ اور انسان کی فطرت ہے کہ جب ایک چیز کسی کو پسند آجاتی ہے تو دیگر چیزوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ یہ آپ کے رسالے کی مقبولیت ہے کہ یکایک دیکھ کر پسند آ گیا۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس عظیم نیک کام کیلئے اور خدمتِ خلق کے بدلے وسط جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین اور مزید اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک کام کو انجام دینے اور خدمت کرنے کی توفیق نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

اور مجھے بھرپور امید ہے کہ اس مراسلے کو آپ اپنے آنے والے رسالے میں یعنی نومبر کے رسالے میں چھاپنے کی زحمت گوارہ فرمائیں گے۔ بڑی نوازش ہوگی اور زیادہ کیا لکھوں۔

فقط والسلام

آپ کا خادم ــــــ اقبال احمد نیپالی۔

منگل ہاٹ امر نگر کالونی ــــــ حیدر آباد اے پی۔

کیسے کیسے خیر خواہ

پچھلے شمارے میں آپ نے جو اداریہ کانگریس کو ووٹ دینے کے حق میں لکھا تھا اس بارے میں میں بھی ان گنے چنے لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ جنہوں نے اس اداریے کی کھل کر مخالفت کی۔ اس سلسلے میں آپ کو خط روانہ کرنے ہی والا تھا۔ لیکن اس میں اللہ کی یہی مصلحت ہوگی کہ اس خط سے ہمارے درمیان تعلقات میں دراڑ پڑ سکتی تھی۔ خیر یوں کے طلسماتی دنیا کے اداریے کو پڑھ کر مجھ جیسے کئی ناقص العقل لوگوں کی عقل ٹھکانے لگ گئی ہوگی۔ کاش کہ آپ کے جیسا کوئی قائد یا رہنما اس گمراہ قوم کو مل گیا ہوتا جو اپنے فہم و ادراک سے اس قوم کو گمراہ ہونے سے بچا لیتا۔ واقعی مسلم قوم ہوش سے کم جوش سے زیادہ کام لیتی ہے۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ اس کا خمیازہ ہماری قوم کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ آج جو فرقہ پرست پارٹیاں ابھر رہی ہیں اس میں ہمارے مسلم ووٹ تقسیم ہونے کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ کاش کہ اب بھی یہ قوم غفلت سے جاگ جائے اور آپ کے مفید مشوروں پر عمل پیرا ہو تو اب بھی ہمارے ملک کی جمہوری اور سیکولر روایات برقرار رہ سکتی ہیں۔ یہ تو اچھا ہوا کہ صرف ۱۳ دنوں میں ہی بی جے پی حکومت گر گئی۔ ورنہ جس انداز میں قوم سے خطاب کرتے ہوئے واجپئی نے رام مندر، یکساں سول کوڈ کی بات کو دہرایا تھا یہ حکومت ضرور مسلمانوں کیلئے سود مند ثابت ہوتی۔

حسبِ وعدہ چھٹیوں میں آپ کے رسالے کو روشناس کرنے کیلئے کافی تگ و دو کی۔ لوگوں سے ملاقاتیں کیں۔ لیکن واہ رے ہمارے قوم کا بخل۔ اکثریت ایسے لوگوں کی ملی جنہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ رسالہ پڑھنے کے بعد ہمیں دیجئے۔ ہم پڑھ کر آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔ کچھ لوگوں نے وعدہ بھی کیا کہ ہم اس رسالے کو ہر مہینہ ضرور خریدیں گے۔ اکثر میں بک اسٹال پر بھی معلومات لیتا رہتا ہوں۔ ہمارے علاقے میں مسلم آبادی بہت کم ہے۔ اس حساب سے ۱۵ عدد "طلسماتی دنیا" ہر ماہ بکتے ہیں۔ میری تو بے تابی کا یہ حال ہے کہ باوجود ہمارے شہر میں یہ رسالہ جنوری ۹۵ء سے دستیاب ہونے کے مشکل سے ۳-۴ بار ہی ہمارے بک اسٹال سے خریدا ہوگا۔ اکثر گاؤں کا کوئی آدمی بمبئی جانے والا ہو تو اسے ہی یہ رسالہ خرید کر لانے کو کہتا ہوں۔ بمبئی کے کتب فروش بھی یہی کہتے ہیں کہ اس رسالے کی کافی مانگ ہے۔ اللہ تعالیٰ حاسدوں کی نظرِ بد سے بچائے۔ آمین۔

میں نے تو اپنا وعدہ پورا کیا۔ لیکن آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ایک سال تک طلسماتی دنیا کے پرانے رسالے شائع ہوتے ہی آپ کو روانہ کریں گے۔ ابھی تک آپ کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی کہ پرانے رسالوں کی طباعت کا کام کہاں تک آیا ہے۔؟ اگر کب تک ـ ـ ـ

دستیاب ہوں گے؟ اب میرے صبر و ضبط کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل مراسلہ اپنے طلسماتی دنیا کے کسی شمارے میں جلد از جلد شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

انعامی سوالات کے بارے میں قارئین کی رائے جاننی چاہئے ہے تو میری رائے میں یہ اچھا معلوماتی سلسلہ ہے اسے جاری رکھئے۔ آج کل ہر ماہنامے میں اس طرح کے سوالات کا انعامی مقابلہ دکھائی دیتا ہے۔ تو بھلا یہ سالہ اس سے مستثنیٰ کیوں ہو۔

عید الفطر کے موقع پر میں نے آپ کو عید کارڈ بھیجا کیا تھا اس سلسلے میں بھی آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا کہ آیا یہ عید کارڈ آپ کو ملا یا نہیں۔ کہاں تو ایک طرف ایسی بے قراری کہ دل دیدار کو ترسے اور کہاں تو ایک طرف ایسا نرم رویہ کہ عید کارڈ کا جواب تک دینا گوارہ نہیں بقول قتیل شفائی۔

عشق ہو یک طرفہ تو سزا دیتا ہے
ہو دونوں طرف برابر تو مزہ دیتا ہے

خیر جب بھی آپ کا بمبئی کا سفر ہو تو اپنے پتے سے آگاہ کیجئے۔ انشاء اللہ زندگی نے وفا کی تو بنفسِ نفیس ملاقات ہوگی۔

مناسب سمجھے تو اس خط کو کسی شمارے میں جگہ دیکر ممنون گردانیں۔

فقط ایک طالبِ دعا قاری

داؤد خاں محمد خاں چھیکر

طلسماتی دنیا کے ایک دیوانے کی التجا قارئین کے نام

معزز قارئین۔ جیسے کہ میں پہلے بھی اپنے مراسلے میں لکھ چکا ہوں کہ جب سے طلسماتی دنیا جنوری ۱۹۹۵ء کا شمارہ پڑھا تب سے ہی ایک قسم کی تشنگی محسوس کر رہا ہوں کہ کاش اس کے شروع کے بھی شمارے مجھے مل جائیں۔ جنوری ۹۳ء اور دسمبر ۹۴ء کے شمارے براہ راست ایڈیٹر صاحب کے دفتر سے منگوا چکا ہوں۔ اگر کسی قاری کے پاس فروری ۹۳ء سے دسمبر ۹۴ء تک کے طلسماتی دنیا کے شمارے دستیاب ہوں تو مندرجہ ذیل پتے پر روانہ کریں۔ جب شمارہ یا تو مطالعے کے بعد واپس کر دیئے جائیں گے یا جتنا بھی یا قیمت ہوگی بذریعہ منی آرڈر روانہ کی جائے گی۔ ایک مسلمان کے ناطے آپ سے وعدہ کرتا ہوں چونکہ وعدہ خلافی منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اس لئے مجھ پر یقین اور بھروسہ رکھئے۔ انشاء اللہ حسبِ وعدہ ۱۵-۲۰ دن میں ہی آپ کو تمام شمارے کی رقم بذریعہ منی آرڈر مل جائے گی۔ اس نیک کام میں تعاون کیلئے میں تاعمر آپ کا احسان مند رہوں گا۔ اور دل کی عمیق گہرائیوں سے آپ کے حق میں دعائے خیر کروں گا۔

میرا مکمل پتہ یہ ہے۔

داؤد خاں محمد خاں چھیکر

مقام ڈاکخانہ و تحصیل مہاڈ۔ ضلع رائے گڑھ پنساری محلہ مہاراشٹر ــــــ پن کوڈ: ۴۰۲۳۰۱-۴۰۲۳۰۱۔

Dawood Khan Mohammed Khan Chichkar

Mohalla Pansari

At. Post & Tq. MAHAD

Dist. Raigarh. (MS) 402301

آپ جیسا فراخ دل کہاں؟

جناب حسن الہاشمی صاحب ــــــ دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کا ماہنامہ رسالہ "طلسماتی دنیا" ستمبر ۱۹۹۳ء سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ کے رسالے کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ جب سے پڑھ رہا ہوں میری روحانی علم میں کافی معلومات بڑھی ہے یوں تو کتاب شمع، شبستانِ رضا اور دیگر روحانی کتابیں میرے پاس ہیں اور میں ان کا مطالعہ کرتا ہوں۔ لیکن آپ کی اس رسالہ کی بات ہی کچھ اور ہے۔ آپ ہر چیز کو صاف صاف سمجھا کر لکھتے ہیں۔ عمل پڑھنے کا طریقہ، پرہیز عمل کی مدت اور پھر عمل پورا کرنے کے بعد اس عمل کی خیر و برکت کو قائم رکھنے کے لئے تعداد اور دیگر باتوں کو صاف صاف بیان کر دیتے ہیں۔ یہ سب اور کتابوں میں نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور تندرست رکھے۔ تاکہ آپ جیسے عظیم اور نایاب ہستی کا سایہ ہم جیسے لوگوں کے اوپر ہمیشہ سایہ فگن رہے آج کے دور میں عالم۔ عامل ہیں۔ لیکن تنگ دل ہیں آپ جیسا فراخ دل کہاں۔؟

محمد ظہیر الحق

پھلواری شریف ــــــ پٹنہ

میرے خاندان کی طرف سے مبارکباد

محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض ہے کہ تقریباً چھ ماہ سے ناچیز "طلسماتی دنیا" رسالہ کا قاری ہے۔ از حد متاثر کیلئے رسالے سے ہم کو معلومات کا تو جیسے خزانہ ہے ادارے کے پاس جس سے مخلوقِ خداوندی فیضیاب ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں واقعی ادارہ مبارکباد کا مستحق ہے۔ میری و میرے خاندان کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ خدا وند قدوس ادارہ کو عروج کی انتہا سے قریب تر کرے آمین۔

خدانخواستہ ناگوار خاطر نہ ہو تو رسالے میں ایک باب کا اور اضافہ فرما دیں کہ مرغ، مچھلی و گوشت دیگر قسم کی ڈشوں سے متعلق معلوماتی قارئین کے لئے مل جائے تو رسالے کو چار چاند لگ جائیں گے۔

معافی کا خواستگار

اعجاز احمد ــــــ جے پور راجستھان

آپ مبارکباد کے مستحق ہیں

مکرمی و محترمی جناب قبلہ ایڈیٹر صاحب ــــــ دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

میں طلسماتی دنیا کا ایک بہت پرانا قاری ہوں یوں سمجھ لیجئے کہ جب سے آپ نے طلسماتی دنیا نکالا۔ میں جب سے اس مقبول رسالے کا مطالعہ کرتا آ رہا ہوں۔ اس محبوب رسالے کو پا کر میرے اندر ایک عجیب قسم کا حوصلہ افزائی ہوا ہے۔ واقعی آپ نے اس مبارک میں وہ سب کچھ کیا کہ دیا جو آج کے دور کے لوگوں کو خاص کر عاملوں سے نہیں بلکہ عاملوں سے رجوع کرنے والے لوگوں کو ایک راستہ ملا ہے۔ اس کیلئے آپ بہت ہی مبارکباد

کے قابل ہیں۔ محمد اسلم لاری بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر)

اس کا جواب نہیں

محترم جناب حسن الہاشمی صاحب ـــــ دامت برکاتہم

سلام مسنون

دیگر یہ کہ میں پچھلے چند ماہ سے آپکا پرچہ طلسماتی دنیا پابندی سے پڑھ رہا ہوں۔ ان لوگوں کیلئے جو علم جفر اور علم الاعداد میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ پرچہ ان کے لئے ایک نعمت سے کم نہیں ہے۔ کیوں کہ ہندوستان میں ایسے پرچے عنقا ہیں۔ میری ناچیز رائے میں بہتر ہوتا کہ آپ اس پرچے کا نام کچھ اور تجویز فرماتے کیونکہ علم جفر اور علم الاعداد اور علم نقوش کوئی طلسماتی علوم نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ اور دوسرے پُراسرار علوم جیسے کہ علم النفس، جانوروں کے طبی اور روحانی فائدے اور خاتمے ان کے اوپر آپ کے مضامین بہت معلوماتی آفریں ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ کا پرچہ معلومات کا ایک خزانہ ہے۔ جس کیلئے آپ قابل مبارک باد ہیں۔ "شیطان نمبر" کا تو جواب نہیں شیطان نمبر، شیطان کی ایک مختصر تاریخ ہے اور آپ نے قرآن اور حدیث کی روشنی میں ایسے ایسے تاریک گوشے اجاگر کئے ہیں جس کا جواب نہیں۔ یہی حال جنات نمبر کا بھی ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ امید کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔

فقط

عبدالقوی فاروقی یاقوت پورہ حیدرآباد

ایک بھائی کے تاثرات

محترم و مکرم جناب حضرت ایڈیٹر صاحب ـــــ دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گلہائے عقیدت طلسماتی دنیا نہ صرف زبانِ ادب کی گرانقدر خدمت انجام دے رہا ہے۔ بلکہ دین و دنیا کو سجانے میں اور سنوارنے کیلئے اپنے طور پر وہ سب کچھ کر رہا ہے۔ آج جبکہ رسالوں اور جریدوں کی تعداد روز افزوں بڑھتی جا رہی ہے۔ ایسے دور میں بھی جبکہ آج اردو پڑھنے والے حالات کے اعتبار سے کمزور ہی نظر آ رہے ہیں۔ پھر بھی طلسماتی دنیا کو ہر قاری (ماشاء اللہ) سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور ہر گھر کی زینت بنا ہوا ہے۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کے ماہنامے کو اتنی جلدی اور بہت زیادہ مقبولیت اور محبوبیت حاصل ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ طلسماتی دنیا کے متعلق کچھ کہنا اور کچھ لکھنا احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔

عارف باللہ کی دعا ہے۔ خدا کرے آپ کا یہ خوبصورت رسالہ ہمیشہ ترقی کی منازل طے کرتا رہے میری طرف سے آپ کو اور ادارہ، ہر قلمکار اور قارئین طلسماتی دنیا کو اور ہر مسلم بھائی بہنوں کو السلام علیکم۔

فقط

دعا کا طالب محمد عارف ملک گوری

بڑودر ضلع شاہجہاں پور (یوپی)

طلاق دے دی

محترم جناب ایڈیٹر حسن الہاشمی صاحب ماہنامہ طلسماتی دنیا دیوبند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ماہو المسنون آپ مع الخیر ہوں گے

طلسماتی دنیا کا شمارہ ماہ جون ۱۹۹۶ء احمد آباد ایک اسٹال سے خریدا تھا۔ اور جب اس کی ورق گردانی کی تو اوّل تا آخر پڑھتا ہی رہ گیا۔ یقین فرمائیں جب تک میں نے پورے رسالہ کو نہیں پڑھ لیا۔ سانس نہیں لیا اور بقیہ تمام رسالوں کو طلاق دے دی۔ اور واحد رسالہ طلسماتی دنیا سے رشتہ جوڑ لیا۔ رسالہ قابلِ تعریف اور قابلِ قدر ہے اس کی تعریف کیلئے الفاظ نہیں ہیں۔ کہ مزید قلم کو زحمت دوں۔ آپ کا رسالہ احباب کرام میں ہر دلعزیز رہا آپ کی بزم میں اوّل بار شریک ہونے کی گستاخی کر رہا ہوں توقع ہے کہ میری تحریر کو آپ کے کالم میں جگہ مل جائے۔ مزید ایک مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ طلسماتی دنیا کا دائمی گاہک بنا کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔ وضاحت فرمائیں۔ گاہک ہونے کیلئے کیا کروں؟ آخر میں دعا گو ہوں کہ خداوند کریم رسالے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور نظر بد سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین

خدا حافظ۔ محمد الیاس کیسر پوری پوسٹ کول ضلع بھاونگر

پن ـــــ ۳۶۴۲۱۷

مجھے فائدہ ہوا۔ میں شکر گزار ہوں

محترم ایڈیٹر صاحب! ـــــ گلہائے عقیدت میں نے آپ کو جنوری ۱۹۹۶ء میں خط لکھا تھا۔ اور آپ کو اپنے گھر کے اثرات اور اپنی مختلف بیماریوں کے بارے میں پوری تفصیل لکھ کر بھیجی تھی۔ آپ نے گھر میں ٹانگنے کیلئے ایک نقش بھجوایا تھا۔ اور کچھ نقوش پینے کے اور ہاتھ پر باندھنے کیلئے بھجوائے تھے۔ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ میرے گھر میں جو پریشانیاں تھیں وہ تقریباً ختم ہو گئی ہیں۔ اور میری طبیعت بھی اب بالکل ٹھیک ہے۔ اب نہ مونڈھوں میں درد ہے اور نہ ہی سر چکراتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ روحانی کمرہ کے ذریعہ اللہ کی مخلوق کی جو عظیم الشان خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ لائقِ تحسین ہیں۔ بے اختیار دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

ہم سب کی دعا ہے کہ طلسماتی دنیا خوب پھولے پھلے اور روحانی مرکز کا دائرہ ہمیشہ پھیلتا ہی چلا جائے اور ایک دن یہ روحانی مرکز چند ماہتاب اور چند آفتاب بن کر ساری دنیا میں اپنی خدمات کی روشنی پھیلائے۔ آمین۔

خدا حافظ

آپ کی دینی بہن ـــــ

ثریا کمال۔ مسلم فنڈ نجیب آباد ـــــ

اگر آپ اس کالم میں اپنا مکتوب چھپوانے کے خواہش مند ہیں تو خط صاف صاف تحریر فرمائیں ـــــ اور تعریف و تنقید کے ساتھ ساتھ اپنے مشوروں سے نوازیں ـــــ تاکہ اس رسالے کو بہتر سے بہتر بنا کر پیش کیا جا سکے۔

(ایڈیٹر)

از:- ملا ابن العرب مکی

مسجد سے میخانے تک

سوال:- بوسے کا مسئلہ

بندہ چونکہ اَن پڑھ ہے۔ لیکن علم سیکھنے کا ازحد شوق ہے۔ لیکن جتنا دین کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ میرے عزیز دوست و اقربا مجھے وہابی کے الفاظ سے پکارتے ہیں۔ پچھلے دنوں یہاں سنّی جماعت (سنی جماعت) کا بڑا مشہور و معروف علما اسکندرآباد ضلع میانوالی میں آیا تو مجھے بھی دوستوں نے مجبور کیا کہ چلو آج ہماری جماعت کا مشہور عالم ہے تم کو اس کی تقریر سنوا لائیں۔ کیونکہ تم وہابی ہوئے جاتے ہو۔ بندہ وہاں گیا۔ اس کی تقریر سنی۔ تقریر میں چند ایسے فقروں کی مجھے سمجھ نہیں آئی۔ جو کہ جواب کے لئے ارسال کرتا ہوں۔ سوالات لفظ بہ لفظ شائع ہوں۔

بوسہ لینا مجنوں سے ثابت ہے۔

مولانا گامن شاہ نے بوسہ لینا لیلیٰ مجنوں کے عشق سے ثابت کیا ہے کہ مجنوں نے جنگل میں لیلےٰ کے کُتے کے پاؤں چومے تھے۔ تو ہم لوگ بھی بزرگوں کی قبروں کا بوسہ لے سکتے ہیں۔ یہ ناجائز نہیں۔ یعنی ہاتھوں پاؤں کا بوسہ لینا سب جائز ہیں۔

جواب باصواب

مولانا گامن شاہ نے بجا فرمایا۔ قوی روایتوں سے ثابت ہے کہ مجنوں غریب کو جب کئی ہفتے تک لیلیٰ کا بوسہ نصیب نہیں ہوا تو اس نے اضطرار کی حالت میں سگِ لیلےٰ کو آغوش میں لے کر خوب چوما۔ چونکہ مجنوں اپنے فن میں امام وقت مانا گیا ہے۔ لہٰذا اس کی سنّت تمام اہلِ دل کیلئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔ مشہور بزرگ خواجہ بربط علی نقشبندی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "رموز العاشقین" میں ثابت کیا ہے کہ مجنوں سرتاج الاولیاء تھے اور سگِ لیلےٰ کے جس حصّۂ بدن کو ان کے ہونٹ چھو گئے تھے۔ اس پر دوزخ کی آنچ حرام ہوئی۔

اسی بنا پر بدایوں کے ایک ہفت ہزاری شیخ جامن شاہ نے میلاد النبیؐ کے ایک جلسے میں یہاں تک ثابت کیا کہ مجنوں چونکہ خود لیلےٰ کے رخسار اور ماتھے کے بوسے لیا کرتا تھا اس لئے مرید دل کیلئے پیر کے رخساروں تک کا بوسہ نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

دوسرے ہشت ہزاری شیخ جلن شاہ نے اس پر مزید اضافہ کیا کہ پیر کی اولاد تک کا بوسہ جائز ہے۔ اس پر کسی نے جلسے ہی میں سوال کیا تھا۔

"اگر لڑکی ہو تو پھر؟"

"کچھ پرواہ نہیں۔ لڑکی، لڑکا سب برابر۔"

"اگر جوان ہو تو پھر؟"

"لیلیٰ بھی جوان ہی تھی ـــــ ارے بدبخت تم وہابی معلوم ہوتے ہو۔"

بیچارہ سائل بوکھلا کر ناناکرتا رہ گیا۔ مگر اتنے ہی میں اہلِ سنّت والجماعت نے اس کی خاصی مرمّت کر دی تھی۔

الحاصل بوسے میں کوئی قباحت نہیں۔ اسی لئے یورپ اور امریکہ میں بوسے نے بہت ترقی کی ہے۔

البتہ ایک سوال مولانا گامن شاہ سے ضرور کیجئے۔ لیلےٰ کے کُتے اور بزرگوں کی قبروں میں کتنی مطابقت ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں اور سگِ لیلیٰ کے ہاتھ پاؤں کو یکساں قرار دے رہے ہوں۔ توبہ، توبہ۔ خدا کی پناہ۔

(۲) حیاۃ النبیؐ

اور حیاۃ النبیؐ کے مسئلے پر بتایا کہ حضور پاکؐ کا جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں۔

جواب باصواب

ویسے تو حدیث کی کتابوں میں بہتری روایتیں موجود ہیں۔ جن میں بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن پہنا کر گھر ہی میں ایک تخت پر رکھا گیا اور پھر چھوٹی چھوٹی جماعتیں جا جا کر نماز جنازہ پڑھتی رہیں۔ لیکن جب مولانا گامن شاہ جیسا فلک رسیدہ "علامہ" یہ کہتا ہے کہ حضورؐ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تو ظاہر ہے یہ حدیثیں غلط ہی ہوں گی۔ ہم سے مولانا محمد بُہنے نے، اُن سے خواجہ مُولدل نے اور ان سے صوفی ستر بچے نے روایت کیا ہے کہ جب کوئی ولی اللہ ایک بات کہہ دے تو اس کے مقابلے میں حدیث تو کیا قرآن کا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔

تو کس گدھے نے کہدیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ زندگی کو تو وہابی بھی مانتے ہیں مگر ان کی کھوپڑی میں چونکہ گوبر کم ہے۔ اس لئے وہ یہ نہیں مانتے کہ یہ زندگی بالکل دنیا جیسی زندگی ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ دنیا کے کسی بھی پردے سے پکارو۔ حضور فوراً سن لیتے ہیں۔ ملّانے ان بدبختوں سے بہتر کہا کہ جب کافروں کا بنایا ہوا ریڈیو ہزاروں میل دور کی آواز سنا دیتا ہے تو ہمارے حضورؐ کیوں نہ سنیں گے ——— لیکن ان کی عقل ایسی موٹی ہے کہ ہر عقیدے کیلئے قرآن وحدیث سے دلیل مانگتے ہیں۔ اب ان بدنصیبوں کو کون سمجھائے کہ حدیث و قرآن پرانے ہو چکے۔ اُن کی تمام صداقتیں بریلی اور بدایوں کے شیوخ وعلماء کے سینوں میں منتقل ہو گئی ہیں۔ معارف دریافت کرنے ہوں تو ان سے دریافت کرو۔ حدیث وقرآن کیا لئے پھرتے ہو۔

(۳) علمِ غیب

علم غیب ہونے کا انہوں نے یہ ثبوت دیا کہ ایک دفعہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عورت نے کہا۔ آپ اللہ کے واقعی رسولؐ ہیں۔ عورت نے برقعہ میں ننھا منّا بچہ چھپایا ہوا تھا تو جنابؐ نے فرمایا کہ میرے رسول ہونے کا ثبوت بچہ سے پوچھو جو تم نے برقعہ میں چھپایا ہے۔ عورت نے برقعہ اٹھا کر بچہ کو دیکھا تو بچہ رو رہا تھا اور کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا۔ اس میں انہوں نے کسی حدیث کا ذکر نہیں کیا۔

ان مذکورہ بالا سوالات کو میرا عقل صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن دوستوں کے مجبور کرنے پر آپ کی طرف بھیج رہا ہوں ——— مولانا کاسن شاہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی کے رہنے والے ہیں۔

جواب باصواب

حدیث کا ذکر وہابی کرتے ہیں۔ مولانا کاسن شاہ نے اگر خالی روایت بیان کردی اور حدیث کا ذکر نہیں کیا تو کیا یہی دلیل ہے ان کے اصلی اہل سنت والجماعت ہونے کی۔ "عزیزۃ السالکین فی احوال العارفین" میں دادے پیر خواجہ عرش علی کا فرمودہ نقل ہوا ہے کہ حضور عالم الغیب اور حاضر وناظر تھے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ میں ازل سے ابد تک ہر چیز کا علم رکھتا ہوں۔ اور قیامت تک ہر شخص میری نظر میں رہے گا۔ چاہے کہیں بھی ہو۔ جو لوگ میرے اوصاف کا انکار کریں گے وہ عین عین وہابی ہوں گے۔ اور یوپی میں ایک شیطانی بستی کا نام دیوبند ہوگا جس کے یہ لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح جنم لیں گے۔

اب اگر آپ وہابی ہوں گے تو خواہ مخواہ شور مچائیں گے کہ حضرت صاحب کس حدیث میں آیا ہے اور کونسا صحابی تھا جس سے حضورؐ نے یہ بات کہی۔ ایسا کہتے ہی آپ کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ کیونکہ اہل سنت والجماعت آپ پر پل پڑیں گے

وہابیت کی سب سے بڑی نشانی تو یہی ہے کہ بزرگوں کی بات این وآں کے بغیر نہ مانی جائے۔ ملّا آسی وہابیت کے چکّر سے نکل کر عین عین سُنّی حنفی بن چکا ہے۔ اب عین ہی عین ہے۔ پیران کلیر کے میلے میں زنان عاشقان اولیاء کا لطفِ صحبت اٹھا کر تو اور بھی اظہر من الشمس ہو گیا کہ وہابیت میں کچھ نہیں دھرا ہے۔ وہابی نالائق تو اب بھی یہی دقیانوسی بکواس کرتے پھرتے ہیں کہ عرسوں کے میلوں میں گانا بجا کر اہلِ دل کی تواضع کرنے والی عورتیں رنڈیاں ہیں۔ جن سے دل نہیں لگانا چاہیئے۔ مگر شیخ اکبر خواجہ قندیل بہرژدی نے اپنے اکیسویں وعظ میں فرمایا کہ گانے بجانے والیاں جب عقیدت سے چلکر درگاہوں کے عرسوں میں پہنچتی ہیں تو فرشتے ان کے سارے پچھلے گناہ دھوڈالتے ہیں۔ اور درگاہ سے ایک ایک میل دور تک برکاتِ مجیبہ کا ایک ہار بن جاتا ہے۔ جس میں جو بھی داخل ہوا شل طفلکِ نوزائدہ پاک ہوا۔ لہٰذا وہاں ڈیرہ تنبو لگانے والیوں اور گانا بجا کر اہلِ دل کی خاطر مدارات کرنے والیوں کو ہر آئینہ زنان عاشقانِ اولیاء کہنا چاہیئے اور خاص عرسوں کے دنوں میں ان سے ہر طرح کا فیض صحبت اُٹھانے اور کسب لذّت کرنے میں از بسکہ کوئی مضائقہ نہیں۔

ہر طرح کا؟ ——— ایک مودودیئے نے سوال کیا تھا ——— میں نے مرشد کی طرف دیکھا ——— انہوں نے اپنے مُریدوں کی طرف دیکھ کر غضب ناک آواز میں فرمایا۔

"خبیث وہابی معلوم ہوتا ہے ——— دھکّے دے کر نکال دو اسے۔"

بس پھر وہ مرتبت ہوئی تھی بھائی صاحب کی کہ ہفتوں پلنگ پر پڑے رہے۔

مطلب یہ کہ ہزار بار غرض پڑے تو مولانا کاسن شاہ سے بیعت ہو جاؤ نہ غرض پڑے تو گھر بیٹھو۔ یہ سوالات کہ فلاں بات مولانا کاسن شاہ کی کیسی ہے! اور فلاں بات کیسی سخت وہابیت اور مودودیت کی دلیل ہے۔ اگر اہلِ سنت والجماعت نے گھیر لیا تو وہ مار ماریں گے کہ کوئل کی طرح کوکتے پھروگے۔

سوال: اسلام اور شوشلزم میں کیا فرق ہے۔؟

جواب: وہی جو ہونا چاہیئے۔ اسلام الف سے شروع ہوتا ہے اور سوشلزم ش سے۔ یہی فرق اتنا زیادہ ہے کہ کسی اور فرق کی تلاش بالکل ضروری نہیں۔ ہاں دونوں کے آخر میں میم ضرور ہے۔ اس بنا پر کبھی کبھی ان کے بعض جزئیات میں ایسی ہی مشابہت نظر آتی ہے۔ جیسے انسان اور بندر میں۔ مشابہت سے دھوکا کھانا ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ شاید اسی لئے ڈراون نے یہ بشارت بنی نوع انسان کو دی تھی کہ تم بندر کی اولاد ہو۔

ڈراون اللہ کو پیارا ہوا۔ یا ممکن ہے کہ شیطان کو پیارا ہوا ہو۔ بہرحال خدا نظریہ بد سے بچائے۔ اس کے کتنے ہی سعادت مند مُرید آج بھی موجود ہیں۔ جو یہ مسلک رکھتے ہیں کہ سچا سوشلزم ڈراون کی تھیوری کو تسلیم کئے بغیر نہیں پایا جا سکتا

احقر کا خیال ہے کہ اسلام اور سوشلزم کے فرق پر سر کھپانے کے عوض نون، تیل، ادرک کے تازہ ترین نرخوں پر غور کیا جائے تو صحت میں اضافہ ہوگا۔ اور سوشلزم کے معارف درموز آپ سے آپ کھلتے چلے جائیں گے۔ واللہ الموفق۔

سوال: اسلام اور کمیونزم میں کیا فرق ہے۔؟

جواب: فرض کیجئے میں آپ سے پوچھوں ہاں اور نہیں میں کیا فرق ہے تو آپ خود سوچئے کہ جواب دیتے ہوئے آپ کو کتنی شرم آئے گی۔ شرم شرافت کی علامت ہے۔ آپ یقیناً شریف ہی ہوں گے ——— شریف نہ ہوئے تو ایسے سوال پر سائل کے سر میں اینٹ مار سکتے ہیں۔

ویسے شاید آپ نے غور نہیں کیا کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں تو عورت اور مرد تک کا فرق مشتبہ ہو گیا ہے بھلا اسلام اور کمیونزم کا فرق آسانی سے کیسے سمجھ میں آسکتا ہے خاکسار تو بس اتنا ہی جانتا ہے کہ اپنے جنّت نشان دیس میں ایسے بھی بے شمار کمیونسٹ پائے جاتے ہیں جنہوں نے مارکس اور لینن کے نام ضرور سُنے ہیں۔ مگر ان کے ہجے نہیں کر سکتے۔ حد ہے کہ کچھ دنوں تک صوفی تریاق بھی کمیونسٹ پارٹی میں شامل رہے ہیں۔ وہ قرب الیکشن کا زمانہ تھا (قرب قیامت کا نہیں) ہر قوّالی کے بعد جملہ حاضرین سے یہ دعا ضرور کراتے کہ اے مشائخ کی پاک روحو! اگلے تو کمیونسٹ پارٹی کو جتا ہی دو۔ کئی بار اس مقصد کیلئے انہوں نے ختم خواجگان بھی کرایا تھا

کسی نے پوچھا کہ بھلا صوفی صاحب آپ کمیونسٹ کدھر سے ہیں۔؟

فرمانے لگے ——— مارکس اور انجیل غریبوں کے ہمدرد تھے۔ انسانیت کے محسن تھے۔"

پوچھنے والا حیران رہ گیا ——— "انجیل ——— یہ بھلا کون تھا۔؟"

صوفی صاحب اکڑ کر بولے ——— ایک پیغمبر تھا سیاسی پیغمبر۔ رُوس میں پیدا ہوا تھا۔"

سائل مسکرایا ——— "آپ غالباً انجلز کی بات کر رہے ہیں۔"

ایک ہی بات ہے ——— تھے تو ہمدرد ہی ———"

"آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔"

"ہائیں۔" صوفی نے اُسے گھورا پھر اپنے ارادت مندوں طرف دیکھکر بولے۔ یہ خبیث وہابی معلوم ہوتا ہے۔"

سائل نے جلدی سے کہا ——— نہیں وہابی تو میری سات پشتوں میں میں بھی کوئی نہیں ہوا۔

صوفی صاحب نے طویل "ہوں" کہتے ہوئے اس انداز میں گردن ہلائی جیسے کسی ملزم کے انکارِ جرم پر تھانیدار صاحب گردن ہلا کر کہتے ہیں کہ ہاں ہاں تم تو بڑے پارسا ہو۔ ابھی کرتے ہیں تمہاری مزاج پُرسی۔

"ہوا کیوں نہیں ——— اچھا بتاؤ غوث الاعظم حاضر وناظر ہیں یا نہیں؟"

"ناظر حسن تو ہمارے حلقے کے پٹواری کا نام ہے جناب ——— وہ بھلا غوث الاعظم کیسے ہو سکتا ہے۔"

"دیکھا دیکھا" ——— صوفی صاحب ارادتمندوں کی طرف دیکھ کر کھلکھلائے۔ "کیسا پاگل بن رہا ہے۔" پھر سائل سے استفسار کیا ——— اچھا بتاؤ جنت ودوزخ روزی وصحت یہ سب چیزیں آج کل کس کی تحویل میں ہیں۔"

"آجکل کا تو پتہ نہیں۔ سنا ہے پہلے یہ چیزیں اوپر والے کے قبضے میں ہوا کرتی تھیں۔"

بس کھل گئی پول ——— پاجی کہتا ہے۔ میں وہابی نہیں ہوں۔"

"جی وہاں میں وہابی نہیں ہوں۔"

"ہے کیسے نہیں۔ اہل سنت والجماعت کا تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ جنت ودوزخ وغیرہ سب حضرت غوث الاعظم کی تحویل میں ہیں۔

"گستاخی معاف میں غوث الاعظم کی نہیں مارکس اور انجلز کی بات کر رہا ہوں۔"

گستاخی معاف کیسے ——— بدبخت پہلے تو گستاخی کرتا ہے پھر کہتا ہے گستاخی معاف۔ ارے دیکھ کیا رہے ہو ——— صوفی صاحب نے ارادتمندوں کی طرف رخ کر کے کہا ——— "مار کے نکالو اس دوزخی کو پھر فرش کا وہ حصہ اچھی طرح دھو ڈالنا جس پر اس روسیاہ کے پیر پڑے ہیں۔"

سائل نے ذرا سُنیئے تو، کہتا رہ گیا اور دو پہلوان ٹائپ بھادروں نے اُسے اٹھا کر درگاہ سے باہر پھینک دیا۔

ایسے تو خیر بہت قصے ہیں۔ مسئلہ یہ تھا کہ اسلام اور کمیونزم میں کیا فرق ہے؟ تو اے پیارے بھائیو۔ مجھ نالائق سے کیا پوچھتے ہو۔ اگر سوال ضروری ہے یعنی کسی حکیم نے نسخہ میں لکھدیا ہے تو کم سے کم پچاس روپے بھیجو تاکہ صوفی بدر الحسن خزالی سے حاضرات کرا کے مارکس وغیرہ کی روح کو حاضر کیا جائے اور وہی صاف صاف بتائیں کہ اصل ماجرا کیا ہے۔ صوفی صاحب اگرچہ خفا ہیں اور اپنی زوجہ سے برابر دکھانے کے چکّر میں ہیں۔ مگر پیسے کی آنچ سے تو سنا ہے کہ فولاد بھی پگھل جاتا ہے۔

واللہ اعلم بالصّواب

سوال: سوشلزم کے اصولوں سے ہمیں آگاہ کیجئے۔

جواب: پہلا اصول "طلوع آفتاب سے پہلے یا سوشلزم" کی تین تسبیحیں۔ اس کے بعد جس میں صرف انڈوں اور پراٹھوں پر اکتفا کیا جائے۔ دودھ نصف کلو لے سکتے ہیں۔

دوسرا اصول: اگر تم سے سوشلزم کے معنی دریافت کئے جائیں تو سمجھ لو کہ دریافت کرنے والا رجعت پسند اور سوشلزم دشمن ہے۔ اس کے منہ نہ لگو۔ لگنا ہی پڑے تو ایسی اصطلاحات میں جواب دو جن کا مفہوم سمجھنے کیلئے اسے عمر بھر کنستر کوٹنے میں سر مارنا پڑے۔ خبردار نالائقوں کے سامنے سوشلزم کی حقیقت سے پردہ نہ اٹھانا اٹھایا تو خود تمہارا پردہ اُٹھ جائے گا۔

تیسرا اصول: تحریر وتقریر میں کثرت سے درج ذیل الفاظ استعمال کرو مزدور

محنت کش، پرولتاری غریب، مصیبت زدہ، استحصال کا شکار۔

ان لفظوں کا استعمال کرتے ہوئے تمہاری آواز درد عام سے بھرا جانی چاہئے۔ آنسو بھی نکل آئے تو کیا کہنے۔ نہ نکلیں تو کم سے کم رومال آنکھوں تک ضرور لے جاؤ۔ اور چہرے پر ایسے آثار پیدا کردو جیسے آنسو ضبط کرنے کے سلسلے میں تمہارے دل و جگر اور معدہ پھیپھڑے سب خون ہو گئے جا رہے ہیں۔

مزید الفاظ یہ ہیں: سرمایہ دار، منافع خور، بورژوا، رجعت کش، ظلمت پسند وغیرہ وغیرہ۔ ان الفاظ کی ادائیگی میں آواز نہایت بلند لہجہ بے حد تلخ اور ہاتھوں کی مٹھیاں کسی ہوئی ہونی چاہئیں۔ تم میں خطابت اداکاری کی صلاحیت کم ہے تو فلمیں کثرت سے دیکھو۔ انہیں دیکھ کر تنہائی میں ریہرسل کرلیا کرو۔ تنہائی میں صرف بیوی کو شریک کرسکتے ہو بشرطیکہ وہ بھی سوشلزم پر ایمان رکھتی ہو۔ غیر سوشلسٹ بیویاں بعض اوقات بھری بزم میں راز کی بات کہہ دیتی ہیں جس سے سوشلزم کی تقدیس مجروح ہوجاتی ہے۔

چوتھا اصول: انصاف، ظلم، نیکی، بدی سب بکواس ہے۔ اصل ہتھیار جو تمہیں استعمال کرنا ہے وہ ہے حسد ——— حسد کی ولادت حرص کے پیٹ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا جہاں تک ہوسکے عوام میں حرص و حسد کے جذبات ابھارو۔ انہیں یقین دلاؤ کہ سوشلسٹ سماج میں دولت مندوں کی کوٹھیاں اور کاریں اور تجوریاں مزدوروں اور محنت کشوں میں بانٹ دی جائیں گی۔ روس اور چین میں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ کوئی اس بارے میں تمہیں جھوٹا کہے تو برداشت کرو۔ جھوٹ اور سچ کی اصطلاحیں بورژوا طبقوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔ ہر وہ سچ ناپاک ہے جس سے سوشلزم کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

پانچواں اصول: "تو ہیانہ" کی اصطلاح بار بار استعمال کرو۔ استعمال کرتے وقت تمہارے چہرے پر ویسا ہی جذبۂ احترام ہونا چاہئے۔ جیسا پجاریوں کے چہروں پر بتوں کے آگے اور مسلمانوں کے چہروں پر قرآن کی تلاوت کے وقت ہوتا ہے۔ اس اصطلاح کی تقدیس عوام کے سینوں میں اُتار دو۔ انہیں یقین دلاؤ کہ ہر مرض کی دوا یہی ہے۔ اسی سے ہر مزدور کو آخرکار موٹر اور کوٹھی اور ہر طرح کا سامان عیش مل کر رہے گا۔ ویسے "تو ہیانہ" چونکہ اردو لفظ ہے۔ اس لئے اس کا رعب کم پڑتا ہے۔ زیادہ تر "نیشنلائز" کا لفظ استعمال کرو۔

اور بھی اصول ہیں۔ مگر پہلے انہیں ازبر کرلو بعد میں اور بتائے جائیں گے۔

انشاء اللہ دگا رہے۔

ویسے سوشلزم ہمارے یہاں بڑی تیزی سے آرہا ہے۔ خدانخواستہ اگر یہ بندۂ ناچیز بھی سوشلزم کی بھینٹ چڑھ گیا۔ تو قبر پر قوالی ضرور کرادینا تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔ پیشگی جزاک اللہ۔

سوال: نسبندی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

جواب: نسبندی کے بارے میں میری رائے سے زیادہ بہتر صوفی تبلیغ حسین کی رائے ہوسکتی ہے جو بحالت صوم بدایوں کے ایک پورا ہے پر پیدا ہوئے تھے اور جنہوں نے پانچ سال کی عمر میں فارسی زبان میں لگاتار تین گھنٹے تقریر کرکے بڑے بڑے صوفیہ اور مشائخ کے دلوں کو جیت لیا تھا۔ جب انہوں نے جوانی کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو شیخ برہان پر نزع کی کیفیت طاری تھی۔ شیخ برہان رضی اللہ عنہ نے نزع کی حالت میں ساڑھے تین منٹ تک ایک لاجواب تقریر کی تھی۔ ساڑھے تین منٹ کی مختصر مدت میں انہوں نے اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ پر روشنی ڈالنے اور تصوف اور صوفیاء کا مکمل تعارف کرانے کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ کافی عرصہ پہلے میرے قلب مبارک پر یہ حقیقت منکشف ہوچکی تھی کہ میرے بعد ولایت کا سلسلہ منقطع کردیا جائے گا۔ میں بالکل اسی طرح خاتم الاولیاء ہوں جس طرح حضور خاتم الانبیاء تھے۔ لیکن اگر اتفاقاً پروردگار کو نئی نئے ولایت کی نعمتوں سے کسی کو سرفراز کرنا ہی چاہا اور ولایت کے سلسلے کو دنیا میں باقی رکھنے ہی کی ٹھانی تو قسم ہے زمانے کے ادلتے بدلتے حالات کی کہ ولایت کے مستحق صرف صوفی تبلیغ ہی قرار پائیں گے اس لئے کہ تصوف اور رنگِ ولایت ان کے رگ وپے میں قدرتاً اس طرح رچا بسا ہوا ہے جیسے پھول میں خوشبو، پانی میں ٹھنڈک اور آگ میں حرارت پیوست ہوتی ہے۔

شیخ برہان کی یہ تقریر ٹیپ ریکارڈ کرلی گئی تھی اور یہ اپنے وقت کا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کی ساڑھے تین منٹ کی تقریر خود بخود پھیل کر ، گھنٹے کی تقریر میں تبدیل ہوگئی۔

خلقتِ خدا آج بھی برابر اس تقریر سے مستفیض ہورہی ہے اور اسی تقریر کو دلیل حق سمجھ کر ولایت کی ذمہ داریاں صوفی تبلیغ کے حوالے کردی گئی تھیں۔ آج وہ اپنے وقت کے کامیاب ترین شیخ ہیں۔ ان سے بڑا بزرگ اس دور کے زمین پر موجود نہیں ہے۔ خدا انہیں عمر نوح عطا کرے۔ حقیقت یہ ہے ان کی موت سے جو خلا پیدا ہوگا۔ اسے دس ہزار صوفی بھی مل کر پورا نہ کرسکیں گے۔

اما بعد نسبندی کے بارے میں ان کا مبارک خیال یہ ہے کہ حالات زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے اس کو اختیار کرنا ازبسکہ ضروری ہے۔ انہوں نے کسی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ جس زمانہ میں بچے ماں کے پیٹ سے سرکش اور نسلی اداکار بن کر پیدا ہوں اُس زمانہ میں بچوں کی آمد پر بند باندھنا انتہائی ناگزیر ہوگا اور جو لوگ ان حالات میں بھی بچوں کی پیداوار بڑھانے میں سرگرم رہے ہوں گے۔ دنیا انہیں وہابی گمان کرنے پر مجبور ہوگی۔ اور وہابی وہ لوگ ہیں کہ جن کے عقائد کی بدبو سے میدانِ حشر میں ہر شخص پریشان ہوگا ——— شافعی محشر اپنی پناہ میں رکھے۔

انہوں نے اسی انداز کی چند تقریریں ہمارے علاقے میں کی تھیں ان تقریروں سے بڑا اثر ہوا اور کٹر قسم کے وہابڑوں نے بھی نسبندی کرا ڈالی۔ اللہ کا فضل ہے کہ ہمارے دیوبند کے بعض ارباب جبہ ودستار نے بھی ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ اب گریز ملت کی رائے بھی یہی ہے کہ نسبندی کرا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لہٰذا

ناچیز فقیر بھی یہ ارشاد فرمانے پر مجبور ہے کہ نسبندی کراؤ اور ضرور کراؤ۔ جو لوگ نسبندی کی مخالفت کررہے ہیں۔ انہیں پکا وہابی سمجھو اور پکے وہابی کی خاص صفت یہ ہے کہ وہ ہر وقت اسلام اسلام کی رٹ لگائے رکھتا ہے اور ایسے ہی لوگوں نے ہمارے مقدس بھارت میں تعصبات کے بیج بوئے ہیں۔ خدا ان کی عقلوں سے زنگ دور کرکے ان میں تازگی پیدا کرے اور انہیں اہل سنت والجماعت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو توفیقِ خداوندی اور بفضل رسول ہر رنگ میں ڈھلنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سوال: میری بیوی وہابن ہوگئی ہے۔ میں کیا کروں۔؟

جواب: اللہ آپ پر رحم فرمائے، واقعی آپ بڑی مشکل میں پھنس گئے ہیں۔ ایک مرتبہ منشی سردار بید کی بیوی بھی وہابن بن گئی تھی۔ منشی جی روتے پیٹتے چیونٹے شاہ کے مزار پر پہنچے اور ناک رگڑ کر کہا میری بیوی کو عذاب آخرت سے بچاؤ وہاں سے اشارہ ہوا کہ جا صوفی دلدار سے مل وہ تجھے کوئی راستہ بتائیں گے۔ منشی جی صوفی دلدار کے مکان پر پہنچے جو صاحب کشف والہام تھے اور جن کے تقوے کی دھوم سے ہر گلی گونج رہی تھی، انہوں نے غور وفکر کرنے اور حاضرات سے مشورہ کرنے کے بعد فرمایا۔

جا اپنی بیوی کو لا ہم اُسے فاختہ بنا کر افریقہ کے جنگل میں بھیج دیں گے چند ہفتوں صبر کرنا۔ خود ہی ٹھیک ہوکر تجھ سے آملے گی۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کو ان کی خدمت میں لے گئے اور انہوں نے فاختہ بنا کر افریقہ کے جنگل میں بھیج دیا۔ ایک مہینہ بعد جب وہ واپس آئی تو پکی حنفی بن چکی تھی اور وہابیوں کو ایک سانس میں ستر گالیاں دیا کرتی تھی۔ میری رائے میں تم بھی یہی کرو۔ اپنی بیوی کو صوفی دلدار کے حوالے کردو وہ اسے فاختہ بنا کر افریقہ کے جنگلات میں روانہ کردیں گے۔ کچھ دنوں کے بعد اس کے مزاج ٹھکانے آجائیں گے اور وہ تائب ہوکر تم سے آملے گی۔

فقط والسّلام

قسط ۲۲

خوفناک حویلی

ایک ایسے خاندان کی ہولناک سچی داستان جو جنات کی انتقامی کارروائی کا شکار ہوگیا

بہتر ہے کہ عارضۂ قلب کے مرد اور حاملہ عورتیں اس داستان کو نہ پڑھیں

از قلم — رابعہ بانو شیریں

اُس عورت کے چلے جانے کے بعد لرزتے کانپتے ہاتھوں سے ماما زبیر نے وہ لفافہ اُٹھایا۔ جنات کی طرف سے یہ دوسرا خط تھا۔ جو ہمیں موصول ہوا تھا۔ اس خط میں لکھا تھا۔

"اب تک جو ہوا وہ ایک انتقامی کارروائی تھی۔ اگر یہ کارروائی نہ کی جاتی تو ہم اپنی قوم کے لوگوں میں بے غیرت ملنے جاتے۔ اب ہمارا ارادہ آپ لوگوں کو مزید نقصان پہنچانے کا نہیں ہے۔ لیکن اگر ہنسی خوشی آپ لوگ رابعہ کو ہمیں بخش دو تو ہماری تمہاری خاندانی دشمنی دوستی میں بدل سکتی ہے۔ اور ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ حویلی چھوڑنے کی ابھی ضرورت نہیں۔" نیکے از جنات"

اس خط کو پڑھنے کے بعد کسی قدر اطمینان بھی ہوا تھا اور کسی قدر تشویش بھی۔ اطمینان کی بات تو یہ تھی کہ چلو اب جنات کے دلوں میں نرم گوشے پیدا ہو چلے تھے۔ اور انہیں بھی ہماری حالتِ غیر پر رحم آنے لگا تھا۔ شاید اب وہ بھی نہیں چاہ رہے تھے کہ ہم حویلی سے نکل کر در بدر بھٹکیں۔ اور تشویش کی بات یہ تھی۔ انہوں نے مجھے مانگنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اور اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر ان کا مطالبہ مانو تو جیتے جی میں انکی بھینٹ چڑھ جاؤں۔ اور اگر مطالبہ نہ مانو تو پھر ان ہی تباہیوں کا سلسلہ شروع ہو جن سے سر سبھی پریشان ہو چکے تھے۔

اس پرچے کو پڑھنے کے بعد عمومی طور پر گھر کے افراد خوشی کے بجائے تکرار و غصے کا شکار ہو گئے۔ اور حویلی چھوڑنے کے سلسلے میں بھی اب گھر میں دو طرح کی رائے ہو گئیں۔ کچھ افراد کی رائے یہی رہی کہ پہلی فرصت میں حویلی چھوڑ دینی چاہیئے۔ جنات کی اس تحریر کا کوئی اعتبار نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ تحریر صرف اسلئے لکھی ہو تاکہ ہم لوگ حویلی سے نکلنے کا ارادہ بدل دیں۔

باقی دوسرے افراد کی رائے یہ تھی کہ حویلی چھوڑ کر اگر ہم چلے گئے اور ہم نے ان کے بڑھتے دوستی کے ہاتھ کو نظر انداز کر دیا تو جنات کی طاقت تو مسلم ہے وہ ہمیں کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ آکر دبوچ لیں گے۔ ہم ان سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں — اب جب کہ ان کی طرف سے پہلی بار نرمی کا اظہار کیا گیا ہے تو کچھ دنوں ان کی آزمائش کریں۔ خدا نخواستہ پھر کوئی حادثہ ہوا تو پھر کسی بھی صورت میں یہاں نہیں ٹکیں گے۔

نانی اماں کی رائے بھی یہی تھی کہ اس قوم کی ضد بازی اچھی نہیں۔ حالانکہ حویلی کو خیر آباد کہنے پر سب سے زیادہ زور نانی ہی کا ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب جنات کی تحریر پڑھ کر ان کی رائے بدل گئی تھی۔ اور وہ اس بات پر مُصر تھیں کہ کچھ دنوں ان کی آزمائش کرلو۔ لیکن حویلی میں رہنے کی صورت میں پھر مسئلہ پیدا ہوتا تھا میری سپردگی کا۔ اور اس کے لئے گھر کا ایک فرد بھی تیار نہیں تھا۔ میں جو مرنے کیلئے تیار رہتی تھی بلکہ ہر وقت یہ تمنا کرتی تھی کہ اب کی میری باری ہو۔ میں بھی اس بات کیلئے تیار رہتی تھی بلکہ ہر وقت یہ تمنا کرتی تھی کہ اب کی میری باری ہو۔ میں بھی اس بات کیلئے تیار نہیں تھی کہ جنات کی دُنیا میں جا کر رہنے لگوں۔

اس بات کو لیکر پھر یہ اندیشہ پیدا ہوتا تھا کہ دشمنی ختم نہیں ہو سکے گی جب ہم جنات کی بات ٹھکرا دیں گے تو وہ پھر شرارتوں پر اُتر آئیں گے۔ اور پھر گھر میں وہی تباہیوں اور وحشت ناک حادثوں کا سلسلہ شروع ہوگا۔

عجیب مشکل تھی۔ نہ مانے بنتی تھی نہ نہ مانے بنتی تھی — پورا گھر عجیب و غریب قسم کی کشمکش اور تذبذب کا شکار ہو کر رہ گیا تھا — انسان فطرتاً شاید جس واقع ہوا ہے۔ اس پر کچھ گزر جائے اگر چند دن بھی اسے سکون مل جاتا ہے تو وہ رفتہ رفتہ تمام غموں اور حادثوں کو بھول جاتا ہے۔ اور حال کی رنگ رلیوں میں مست ہو جاتا ہے۔

اس پرچے کو موصول ہوئے دس گیارہ دن گزر گئے تھے۔ اور اسی عرصے میں کسی بھی طرح کوئی ناخوش گوار بات پیش نہیں آئی تھی۔ اس لئے دل پھر مطمئن سا ہو گیا تھا۔ اور بہت کچھ گو کہ ابھی گھر میں پھر ہنسنے بولنے اور قہقہوں کی صدائیں گونجنے لگی تھیں۔ ایک دن سب افرادِ خانہ کی مشترکہ رائے سے یہ طے پایا کہ کہیں تفریح کر کے آئیں۔ چنانچہ سبھی لوگ حویلی کو تالا لگا کر دلی کے تمام تاریخی مقامات پر گھومتے پھرے۔ یہ سب تھک گئے تو سب کی رائے یہ ہی کہ پکچر دیکھیں۔ ایک سینما ہال میں بھاگن نام کی ایک فلم چل رہی تھی۔ ہم سب اُسے دیکھنے کیلئے ٹکٹ لیکر ہال میں داخل ہو گئے۔ یاد رہے کہ تین والا شو دیکھا تھا۔ چھ ساڑھے چھ بجے کے قریب وہاں سے نکلے تو معمولی سی خریداری کر کے حویلی واپس آگئے — حویلی کھولی تو محسوس ہوا کہ جیسے ہزاروں اگر بتیاں جلائی گئی ہیں۔ خوشبو ہر طرف بکھری ہوئی تھی۔ لیکن اگر بتی جلتی کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔ اور نہ ہی اگر بتی کا کہیں دھواں دکھائی دے رہا تھا۔ ہر طرف بس خوشبو ہی خوشبو تھی۔ بات تو کوئی فکر انگیز نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی سبھی کو کچھ ڈر سا محسوس ہوا کہ آج پھر کوئی نہ کوئی کارستانی ہوئی ہے یا ہوگی۔ ڈرتے ڈرتے ہال کمرہ کھولا گیا۔ تو دیکھا کھانے کی میز پر قسم قسم کی مٹھائیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور میز کی ایک جانب ایک سرخ رنگ کا لفافہ رکھا ہوا تھا جس میں لکھا تھا کالی روشنائی سے — ہماری طرف سے ہدیہ۔

اس مٹھائی کو دیکھ کر بچے بھی خوش نہیں ہوئے۔ کیونکہ سبھی کو خبر تھی کہ یہ مٹھائی جنات کی طرف سے آئی ہے۔

سب لوگ تھکے ہوئے تو تھے ہی ایک جگہ بیٹھ گئے۔ نانی اماں لیٹ گئیں۔ وہ بہت تھک چکی تھیں۔ اور سب مٹھائی کے بارے میں غور و فکر کرنے لگے۔ خالہ نجمہ نے کہا تھا۔ اگر ہم یہ مٹھائی قبول نہیں کریں گے تو دشمنی کا آغاز پھر ہو جائے گا۔ ماما زبیر بولے تھے۔ اور اگر مٹھائی کھا کر ہم سب ایک ساتھ مر گئے تو کیا ہوگا۔ کون جانے اس مٹھائی میں زہر ملا دیا گیا ہو — خالو یٰسین کی رائے یہ تھی کہ مٹھائی کا استعمال کرنا تو اچھا نہیں۔ لیکن اس کو اُٹھا کر ہم احتیاط سے رکھ دیں۔

پھر کیا کریں گے؟ — شاید یہ میں نے ہی پوچھا تھا۔

ہاں یہ بھی تو ایک مسئلہ ہے۔ کوئی انسان نہیں کوئی چیز بھیجے۔ ہم دکھانے کو اُسے قبول کرلیں۔ اور بعد میں اُسے پھینک دیں۔ تو اُسے خبر تو نہیں ہوتی۔ یہاں تو مشکل یہ ہے کہ اگر ہم نے مٹھائی قبول کرلی اور میز سے اُٹھالی۔ پھر اس کا مصرف کیا ہوگا۔ اگر کہیں دبا دیں گے یا پھینک دیں گے یا بٹوا دیں گے تو جنات کو تو ان باتوں کی خبر ہو ہی جائے گی۔

سب لوگ سر پکڑے بیٹھے تھے اور کوئی بھی بات کسی کے کچھ میں نہیں آرہی تھی۔ ہر شخص پریشان تھا کہ سونے سے پہلے کیا فیصلہ کریں۔ آخر کار یہی رائے بنی کہ فی الحال کوئی بھی اس مٹھائی کو نہ چھوئے۔ لیکن یہ رات بڑی مشکل سے کٹی۔ کیوں کہ ہم سب کو پوری طرح یہ اندیشہ تھا کہ آج رات کو کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے

رات کے آخری حصے میں سب کی آنکھ لگ گئی۔ اور پھر صبح سات بجے تک کوئی بیدار نہ ہو سکا۔ صبح کو سب سے پہلے نانی اماں کی آنکھ کھلی۔ انہوں نے سب کو اُٹھا کر بتایا کہ میز پر مٹھائی موجود نہیں ہے۔ اور یہاں ایک کالے رنگ کی بلی بیٹھی تھی جس کے منہ میں ایک سُرخ رنگ کا لفافہ تھا۔ وہ میز پر لفافہ چھوڑ کر چلی گئی۔ کھڑے ہو کر دیکھا تو لفافہ موجود تھا۔ ماما زبیر نے ہی لفافہ اُٹھایا۔ اس میں سے ایک پرچہ برآمد ہوا۔ جس میں لکھا تھا۔ ہماری طرف سے بھلا کفر۔ تمہاری طرف سے پہلی ناقدری۔ یہ جملہ پڑھ کر سبھی لوگ سٹپٹائے۔ اور سبھی کو یہ اندازہ ہو گیا کہ جنات کو مٹھائی قبول نہ کرنے سے ناراضگی ہوئی ہے۔

اس کے بعد گھر کے تمام افراد کی متفقہ رائے سے یہ بات طے پائی کہ جب اُدھر سے پرچے آرہے ہیں تو ہم بھی اپنے دل کی بات ان تک پہنچا دیں۔ تاکہ غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ اس رائے کے بعد تقریباً ان الفاظ میں ایک خط زبیر ماما نے اپنے قلم سے لکھا

ہمارے محترم بھائیو!

ہمارا جو بھی جانی نقصان ہوا ہے۔ وہ اتنا زیادہ ہے کہ ہم اُسے عمر بھر نہیں بھلا سکتے۔ لیکن جب آپ نے ہی دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ دوستی پیدا ہو جائے۔ لیکن ہم پچھلے حادثات سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ ہمیں کسی بھی بات پر بھروسہ کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ اور اسی لئے ہم نے مٹھائی کو ہاتھ نہیں لگایا۔

خدا حافظ

یہ خط لکھ کر اسی میز پر رات کو رکھ دیا گیا۔ اس رات بھی نیند بہت دیر میں آئی۔ لیکن نیند تو نیند ہی ہے۔ بالآخر آہی جاتی ہے۔ دو بجے تک سبھی کی آنکھ لگ گئی صبح کو اُٹھے تو میز پر پرچہ موجود تھا۔ جب کہ ہم کچھ رہے تھے کہ پرچہ غائب ہو جائیگا۔

پرچہ غائب نہ ہونے سے بھی تشویش ہی رہی۔ اور یہ محسوس ہوا کہ وہ لوگ ناراض ہو چکے ہیں۔ اور اچانک کسی دن وہ پھر کوئی بھیانک حرکت کر گزریں گے۔ لیکن پورے ایک مہینے تک کسی بھی طرح کی کوئی ڈر گھٹنا حویلی میں پیش نہیں آئی۔ ہم نے بھی بلا وجہ کے وہم اور ڈر کو آہستہ آہستہ اپنے دل سے نکال دیا۔ زندگی کے معمولات پھر اپنی جگہ پر آگئے۔ پھر گھر میں ہنسی خوشی کا ماحول پیدا ہو گیا۔

ایک رات کی بات ہے۔ بارش بہت تیز تھی۔ اور بارش کے ساتھ ہوا بھی بہت تیز تھی۔ ہم سب ہال کمرے میں بڑے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ماما زبیر اور خالو یٰسین سونے پر تھے۔ باقی میں خالہ نجمہ، یوسف، یونس، اور نانی اماں تخت پر موجود تھے۔ کہ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ عام طور پر سوتے وقت کمرہ اندر سے بند کیا جاتا تھا۔ لیکن بارش اور طوفان کی وجہ سے شروع ہی رات دروازے بند کرلئے گئے تھے۔ اوّل اوّل تو ہم یہ سمجھے کہ شاید ہوا ہی کا کوئی جھونکا کیواڑوں سے ٹکرایا ہے۔ لیکن پھر جب بار بار دستک ہوتی رہی تو پھر یقین ہو گیا کہ باہر کوئی موجود ہے۔ دروازے تک جانے کی کسی کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی اور نانی اماں کا مُہذ ور اصرار تھا کہ کوئی دروازہ نہ کھولے۔

ایک طرف طوفان کی سائیں سائیں تھی جو ماحول میں وحشت پیدا کر رہی تھی اور دوسری طرف دروازے کی اس دستک نے دلوں میں ایک عجیب طرح کی ہوک پیدا کر دی تھی — آج بھی میں جب ان واقعات کو خیالات میں لا کر سوچتی ہوں تو مدتیں گزرنے کے بعد بھی جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لوگ زندگی میں ایک بار ہی مرتے ہیں۔ لیکن ہم حویلی کے رہنے والے لوگ تو ہر رات مرتے تھے۔

اور ہر رات ایسا لگتا تھا جیسے ہماری روح کی روح نکالی جارہی ہے ـــــ کیا کیا گزری ہے ہم پر ـــــ کیسے بتاؤں ـــــ میں تو صرف واقعات بیان کر رہی ہوں اور آپ ان واقعات کو پڑھ رہے ہیں۔ لیکن شاید آپ ہمارے دلوں کی ان کیفیات کو محسوس نہیں کر سکیں گے ـــــ جس میں ہم مبتلا تھے۔ دل سینے میں اس طرح کودا کرتے تھے جیسے کوئی اسپرنگ کی گیند ہچکولے کھاتی ہے ـــــ حلق خشک ہوجاتا تھا۔ ایکدوسرے سے بولنے اور بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے زندگی ایک قرض واجبہ ہے۔ جسے ہم قسطوں میں واپس کر رہے ہیں۔ کوئی حادثہ ہوجاتا۔ یا کوئی انہونی ہوجاتی تو کئی کئی دن تک سب کے ہونٹ سل جاتے تھے۔ اور آنکھوں میں وحشتیں آنکھ مچولی کھیلنے لگتی تھیں۔

کچھ دنوں تک کوئی حادثہ پیش نہ آتا تو بہاریں لوٹ آتی تھیں۔ اور پھر گھر میں ہنسی خوشی کا ماحول بن جاتا تھا صورتِ حال ایسی تھی کہ نہ خوشی کو استحکام تھا اور نہ حادثے ہی پے در پے ہوتے تھے۔ موت کا یقین ہوجاتا تو زندگی سامنے آکر کھڑی ہوجاتی تھی اور جب زندگی کا یقین کر بیٹھتے تھے تو موت اپنا رقص شروع کر دیتی تھی۔

اُف وہ لمحے ـــــ آج تک مجھے یاد ہیں۔ طوفان نہ تھمنے کا نام لے رہا تھا۔ اور دروازے پر برابر دستک ہو رہی تھی۔ اور رفتہ رفتہ دستک بڑھتی جارہی تھی ـــــ ہم سب پریشان تھے کہ کیا کریں کیا نہ کریں۔

موت وحیات

موت ایک تلخ حقیقت ہے جب کہ زندگی ایک خواب ہے۔ نہ جانے کب ٹوٹ جائے۔ یہ جانتے ہوئے بھی ہم کتنے نادان ہیں کہ موت کو بھول کر زندگی کو پورے عیش وآرام کے ساتھ گزارنا چاہتے ہیں ـــــ جب کوئی مرجاتا ہے تو ایک لمحے کے لئے ہمارے دل میں یہ خیال ضرور آجاتا ہے کہ ہمیں بھی ایک دن اس دنیائے فانی سے جانا ہے ـــــ اور خدا کے خوف سے ہمارا دل کانپ جاتا ہے۔ لیکن دوسرے ہی لمحے ہم سب کچھ بھول بھال کر دنیا کی رنگینیوں میں کھوجاتے ہیں۔ کاش ہر انسان زندگی اور موت کی حقیقت کو سمجھ کر زندگی گزارتا۔

ابھی ہم کسی فیصلے پر نہیں پہنچے تھے کہ اچانک اندر کی چٹخنی خود بخود کھلی یا پھر کھولنے والا ہاتھ ہمیں دکھائی نہیں دیا۔

چٹخنی کھلتے ہی دروازہ چوپٹ ہوگیا ـــــ کمرے کے باہر ایک سیاہ فام عورت کھڑی تھی۔ اور اس کی آنکھیں گہری سرخ رنگ کی تھیں۔ اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جب دانت باہر نکالے تو اس کے دانت گہرے زرد رنگ کے تھے۔ اس نے کالے ہی کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ کمرے کی طرف بڑھی۔ کمرے کی دہلیز تک آکر وہ رک گئی اور اس نے خالو یٰسین کو انگلی کے اشارے سے بلوایا۔

لیکن ہم میں سے کوئی اس بات کیلئے تیار نہیں ہوا کہ خالو جان کو باھر بھیج دیں۔ تھوڑی سی غور وفکر اور بات چیت کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم سب ایک ساتھ باہر چلیں۔ تاکہ جو کچھ بھی گزرے ایک ساتھ سب پر گزر جائے اور روز روز کی آفتوں اور قیامتوں سے نجات مل جائے ـــــ لیکن ہم جب سب مل کر دروازے کی طرف بڑھے۔ یوسف اور یونس کو بھی ہم نے گود میں اٹھالیا۔ وہ عورت تھوڑا پیچھے ہٹ کر پورے غصے سے چیخی ـــــ اور اس نے پھر ہاتھ کے اشارے سے خالو یٰسین کو طلب کیا۔

(باقی آئندہ)

Tilisimati Dunya

(Monthly) R.N.I. 66796/92, RNP/SHN/61, 2015-17

Abulmali, Deoband 247554 (U.P.)